بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 7-8

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

4-11 شعبان 1445 ہجری قمری • 15-22 تبلیغ 1403 ہجری شمسی • 15-22 فروری 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ۙ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ

(سورۃ التوبہ:33)

ترجمہ : وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔

مصلح موعودؓ نمبر

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9؍فروری 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

’’تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کیلئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا‘‘

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات کا ظہور

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

’’خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کیلئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں مَیں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مَظۡہَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَاء ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔‘‘ (تحفۂ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 181)

’’خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقیّد ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند، مَظۡہَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 180)

’’خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مَیں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 306 حاشیہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

مصلح موعودؓ نمبر۔ ہفت روزہ اخبار بدر

فہرست مضامین

اداریہ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان مقام ومنصب)	2
خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ (فرمودہ 26؍جنوری 2024ء) مکمل متن	3
سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)	8
سیرت المہدیؑ (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)	9
مصلح موعود کا نام فضل عمر کیوں رکھا گیا؟ (حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)	10
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شان (حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ)	12
قبروں پر پھول چڑھانا - حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک ارشاد اور اس ارشاد کی حکمت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)	13
’’تم تو مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرتے ہو مَیں تو ان کے بیٹے میں بھی نبوت کے آثار پاتا ہوں‘‘ (حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ)	14
سود ہر صورت میں منع ہے (خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمودہ 7؍اپریل 1916ء)	15
تحقیقاتی عدالت میں سیّدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا بیان	16
پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر (منصور احمد مسرور، ایڈیٹر اخبار بدر قادیان)	20
سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بعض کتب کا تعارف (سید طفیل احمد شہباز، مربی سلسلہ نظارت نشر واشاعت قادیان)	23
سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی شخصیت اور آپؓ کے علمی کارناموں پر اپنوں اور غیروں کے تاثرات (مصور احمد مسرور، مربی سلسلہ، جامعہ احمدیہ قادیان)	27
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے جوابات (قسط 60)	31
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدران حلقہ جماعت احمدیہ برطانیہ کی آن لائن ملاقات	33
نماز جنازہ حاضر وغائب	35
اعلان نکاح از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ	35
خطبات جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بطرز سوال وجواب	36
ملکی رپورٹس	37
اعلان وصایا	39

......☆......☆......☆......

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان مقام ومنصب

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی نہایت پُر شوکت وعظیم الشان بشارات کے تحت 12 جنوری 1889 کو زمانے کے امام، مسیح موعود ومہدیٔ معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے گھر پیدا ہوئے۔ آپؓ کی خلافت کے متعلق پیشگوئیاں صدیوں سے چلی آتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپؓ کے متعلق پیشگوئی فرمائی کہ مسیح موعود کا ایک بیٹا بہت خاص عظمت وشان کا حامل ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد کے بزرگان کی بھی پیشگوئیاں آپؓ کے متعلق ملتی ہیں۔ ان تمام پیشگوئیوں کو جب یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا وہ فرزند یقیناً ایک خاص عظمت وشان کا حامل ہوگا، لیکن اس کا صحیح اندازہ اور اس کی تفصیل کا علم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن پیشگوئیوں سے ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عطا فرمائیں جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جماعت میں معروف ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود میں پچاس سے اُوپر آپؓ کی صفات بیان ہوئی ہیں لیکن ایک بات جس سے دل ودماغ خاص طور پر متاثر ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے : ’’کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ‘‘ کہ آپؓ کا آنا ایسا ہی ہے جیسے خدا آسمان سے اُتر آیا ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان تائید ونصرت کی طرف اشارہ تھا۔ یہ مقام ذرا رُک کر غور کرنے کے قابل ہے کہ وہ انسان جس کی آمد کو اللہ تعالیٰ اپنی آمد قرار دیتا ہے وہ کس شان اور مرتبہ اور مقام کا انسان ہوگا۔ بلا شُبہ آپ کی ہستی کوئی معمولی ہستی نہیں تھی آپؓ کا وجود کوئی معمولی وجود نہیں تھا بلکہ : ’’آپ اُن ممتاز اَبنائے آدم میں سے تھے جو صدیوں ہی میں نہیں بلکہ ہزاروں سال میں کبھی ایک بار اُفقِ انسانیت پر طلوع ہوتے ہیں اور جن کی روشنی صرف ایک نسل کو نہیں بلکہ بیسیوں انسانی نسلوں کو اپنی ضیاء پاشی سے منور کرتی رہتی ہے۔‘‘

اللہ جل شانہ کی طرف سے آپؓ کو ’’کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ‘‘ کا خراج تحسین ایسا زبردست ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے وہ القاب وخطاب ہے جس سے آپؓ کے بہت ہی عظیم الشان ہونے کا پتا ملتا ہے۔ آپؓ باون سال تک مسند خلافت پر متمکن رہے اس عرصہ میں آپ نے اسلام احمدیت کی وہ عظیم الشان خدمت کی اور ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جو صرف اور صرف ایک نبی کا خاصہ ہوتا ہے۔ گرچہ کہ اللہ جل شانہ نے آپ کو نبی کے نام سے موسوم نہیں کیا لیکن کام اُس نے آپؓ سے نبیوں والا ہی لیا۔ آپؓ خود فرماتے ہیں کہ مَیں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے اور میرا مقام خلافت اور ماموریت کے درمیان کا مقام ہے۔ 1936ء کی شوریٰ کے موقع پر آپؓ نے فرمایا :

’’ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اُسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا، بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔‘‘

(سوانح فضل عمرؓ، جلد 4، صفحہ 508، ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

ذیل میں ہم بعض کچھ اَور ارشادات پیش کرتے ہیں جن سے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان منصب اور مقام اور آپؓ کے عظیم کارناموں اور آپؓ کی تبحر علمی اور تعلق باللہ کا پتا ملتا ہے، اور جن سے یہ معلوم ہوگا کہ جریُ اللہ فی حلل الانبیاء کا فرزند ارجمند آپؑ کا مثیل بھی آپؑ ہی کی طرح اسلام کا ایک زبردست پہلوان تھا جس کے آگے کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں تھی۔ آپؓ فرماتے ہیں :

’’میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آکر ہم سے مقابلہ کرے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے جب کہ ظاہری سامان بالکل مخالف ہوتے ہیں اور یہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بہت بڑی علامت ہے۔ اگر کسی کو شک وشبہ ہے تو آئے اور آزمائے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اگر کوئی ایسے لوگ ہیں جنہیں یقین ہے کہ ہمارا مذہب زندہ ہے تو آئیں ان کے ساتھ جو خدا کا تعلق اور محبت ہے اس کا ثبوت دیں۔ اگر خدا کو ان سے محبت ہوگی تو وہ مقابلہ میں ضرور ان کی مدد اور تائید کرے گا...... میں ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ مقابلہ پر آئیں تا کہ ثابت ہو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے اور کس کی دعا سنتا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ اپنی طرف سے لوگوں کو اس مقابلہ کیلئے کھڑا کریں لیکن اس کیلئے یہ نہیں ہے کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہہ دے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اُس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ پر آنے سے ڈرتے ہیں۔ اگر وہ مقابلہ کی لئے نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ رہے گی۔‘‘

(زندہ مذہب، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 612)

آپؓ فرماتے ہیں :

’’دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں جس کے اصول کو میں نہ سمجھتا ہوں، بغیر اس کے کہ میں نے ان علوم کی کتابیں پڑھی ہوں مجھے خدا تعالیٰ نے انکے متعلق علم دیا ہے اور چونکہ میں قرآن کے ماتحت ان علوم کو دیکھتا ہوں اس لئے ہمیشہ صحیح نتیجہ پر پہنچتا ہوں اور کبھی ایک دفعہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اپنی رائے کو تبدیل نہیں کرنا پڑا۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 13، صفحہ 502)

آپؓ فرماتے ہیں :

’’خدا تعالیٰ کی صفت علیم جس شان اور جس جاہ وجلال کے ساتھ میرے ذریعہ جلوہ گر ہوئی، اس کی مثال مجھے خلفاء کے زمرہ میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ مَیں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا، میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپؐ کی رحمت جو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں کامل طور پر رنگی ہوئی تھی اس حالت میں بھی غالب آئی جبکہ آپؐ زخمی تھے، خون بہ رہا تھا اور آپؐ نے پھر یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے جب لوگ اس کے نبی پر ظلم کرتے ہیں، اس کے پیارے پر ظلم کرتے ہیں لیکن اے اللہ! یہ ظلم جو کر رہے ہیں یہ لاعلمی اور بیوقوفی کی وجہ سے کر رہے ہیں، ان کو بخش دے، ان پر ان کی غلطیوں کی وجہ سے عذاب نازل نہ کرنا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کیا شفقت اور رحمت کا مظاہرہ ہے!

جب آپؐ کو گڑھے سے نکالا گیا اور آپؐ کو ہوش آیا تو آپؐ نے یہ خیال ہی نہ کیا کہ دشمن نے مجھے زخمی کیا ہے میرے دانت توڑ دیئے ہیں اور میرے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کو شہید کر دیا ہے بلکہ آپؐ نے ہوش میں آتے ہی دعا کی کہ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اے میرے ربّ! یہ لوگ میرے مقام کو شناخت نہیں کر سکے اس لئے تُو ان کو بخش دے اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دے

جنگِ اُحد میں جو فرشتے دکھائی دیے ان کے سروں پر بطور نشان سرخ پگڑیاں تھیں، سرخ رنگ میں کچھ غم کا پیغام بھی تھا کیونکہ جتنا دکھ صحابہؓ کو جنگ اُحد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زخموں کی وجہ سے پہنچا ویسا دکھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری زندگی میں کبھی صحابہؓ کو نہیں پہنچا، ایک غم کے بعد دوسرے غم کی خبر ان کو ملی اور وہ غموں سے نڈھال ہو گئے، پس اس غزوہ میں فرشتوں کی علامت کیلئے بھی ایک ایسا رنگ چنا گیا جس میں غم اور خون اور دکھ کا پہلو شامل ہے

اس روز ہم نے انس بن نضرؓ کو اس حال میں پایا کہ ان کے جسم پر ستّر زخموں کے نشان تھے اور ان کی لاش کو کوئی نہ پہچان سکا سوائے ان کی بہن کے، انہوں نے انگلیوں کے پوروں سے ان کو پہچانا

جنگِ اُحد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے والی تکالیف، فرشتوں کا نزول اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جاں نثاری کا ایمان افروز تذکرہ

یمن کے احمدیوں، امّتِ مسلمہ نیز دنیا کے عمومی حالات کیلئے دعا کی تحریک

آج کل یمن کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں وہ آج کل کافی مشکلات میں گرفتار ہیں، اسی طرح مسلم امّہ کیلئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ ان میں بھی اکائی اور وحدت پیدا کرے اور عقل اور سمجھ دے، دنیا کے عمومی حالات کیلئے بھی دعا کریں، بڑی تیزی سے جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے

مکرم حافظ ڈاکٹر عبدالحمید گامانگا صاحب نائب امیر جماعت سیرالیون اور مکرمہ طاہرہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26؍جنوری 2024ء بمطابق 26؍صلح 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ میں جو زخم پہنچے تھے اس کی تفصیل میں بعض روایات اس طرح ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ قَتَلَہُ النَّبِیُّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْہَ نَبِیِّ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص پر سخت ہوجاتا ہے جسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے راستے میں قتل کیا ہو اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر سخت ہوجاتا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خون آلود کر دیا ہو۔

طبرانی کی روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو فرمایا: اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ کَلَّمُوْا وَجْہَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اس قوم پر اللہ کا غضب انتہائی سخت ہوجاتا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو زخمی کیا۔ پھر تھوڑی دیر رک کر فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نادان ہیں۔

صحیحین کی روایت میں بھی یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرما رہے تھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نادان ہیں۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا، جلد 6، صفحہ 252-253 دارالسلام ریاض)

پس آپؐ کی رحمت جو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں کامل طور پر رنگی ہوئی تھی اس حالت میں بھی غالب آئی جبکہ آپؐ زخمی تھے، خون بہ رہا تھا اور آپؐ نے پھر یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے جب لوگ اس کے نبی پر ظلم کرتے ہیں، اس کے پیارے پر ظلم کرتے ہیں۔ لیکن اے اللہ! یہ ظلم جو کر رہے ہیں یہ لاعلمی اور بیوقوفی کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ ان کو بخش دے۔ ان پر ان کی غلطیوں کی وجہ سے عذاب نازل نہ کرنا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ کیا شفقت اور رحمت کا مظاہرہ ہے!

صحیح بخاری میں یہ روایت اس طرح ہے۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ: کَاَنِّیْ أَنْظُرُ إِلَی النَّبِیِّ، یَحْکِیْ نَبِیًّا مِنَ الْأَنْبِیَاءِ ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَأَدْمَوْہُ، وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ وَیَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث 3477)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ گویا مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبیوں میں سے ایک نبی کا حال آپؐ سنا رہے ہیں جس کو اس کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔ وہ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی سیرت خاتم النبیینؐ میں تفصیل لکھی ہے کہ ''درّہ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی مدد سے اپنے زخم دھوئے اور جو دو کڑیاں آپؐ کے رخسار میں چبھ کر رہ گئی تھیں وہ ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے بڑی مشکل سے اپنے دانتوں کے ساتھ کھینچ کھینچ کر باہر نکالیں حتیٰ کہ اس کوشش میں ان کے دو دانت بھی ٹوٹ گئے۔ اس وقت آپؐ کے زخموں سے بہت خون بہ رہا تھا اور آپؐ اس خون کو دیکھ کر حسرت کے ساتھ فرماتے تھے۔ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْہَ نَبِیِّھِمْ بِالدَّمِ وَھُوَ یَدْعُوْھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ۔ ''کس طرح نجات پائے گی وہ قوم جس نے اپنے نبی کے منہ کو اس کے خون سے رنگ دیا۔ اس جرم میں کہ وہ انہیں خدا کی طرف بلاتا ہے۔'' اسکے بعد آپؐ تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا اَللّٰھُمَّ

اغۡفِرۡ لِقَوۡمِیۡ فَاِنَّهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ یعنی ”اے میرے اللہ! تُو میری قوم کو معاف کر دے۔ کیونکہ ان سے یہ قصور جہالت اور لاعلمی میں ہوا ہے۔“ روایت آتی ہے کہ اسی موقعہ پر یہ قرآنی آیت نازل ہوئی کہ لَیۡسَ لَکَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ۔ یعنی عذاب وعفو کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں۔ خدا جسے چاہے گا معاف کرے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ ”فاطمۃ الزہرا ؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وحشتناک خبریں سن کر مدینہ سے نکل آئی تھیں وہ بھی تھوڑی دیر کے بعد اُحد میں پہنچ گئیں اور آتے ہی آپؐ کے زخموں کو دھونا شروع کر دیا، مگر خون کسی طرح بند ہونے میں ہی نہیں آتا تھا۔ آخر حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اسکی خاک آپؐ کے زخم پر باندھی تب جا کر کہیں خون تھما۔ دوسری خواتین نے بھی اس موقعہ پر زخمی صحابیوں کی خدمت کر کے ثواب حاصل کیا۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 497-498)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ”غزوہ اُحد کے موقعہ پر ایک پتھر آپؐ کے خَود پر آلگا اور اسکے کیل آپؐ کے سر میں گھس گئے اور آپؐ بے ہوش ہو کر ان صحابہؓ کی لاشوں پر جا پڑے جو آپؐ کے ارد گرد لڑتے ہوئے شہید ہو چکے تھے اور اس کے بعد کچھ اَور صحابہؓ کی لاشیں آپؐ کے جسم اطہر پر جا گریں اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپؐ مارے جا چکے ہیں۔ مگر جب آپؐ کو گڑھے سے نکالا گیا اور آپؐ کو ہوش آیا تو آپؐ نے یہ خیال ہی نہ کیا کہ دشمن نے مجھے زخمی کیا ہے۔ میرے دانت توڑ دیئے ہیں اور میرے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کو شہید کر دیا ہے بلکہ آپؐ نے ہوش میں آتے ہی دعا کی کہ رَبِّ اغۡفِرۡ لِقَوۡمِیۡ فَاِنَّهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ اے میرے ربّ! یہ لوگ میرے مقام کو شناخت نہیں کر سکے اس لئے تُو ان کو بخش دے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمادے۔“ (تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 67-68، ایڈیشن 2004ء)

اُحد میں فرشتوں کا حاضر ہونا اور ان کی لڑائی کرنے کے بارے میں بھی ذکر ملتا ہے۔

سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو آدمی دیکھے۔ اُن پر سفید لباس تھا۔ بڑی سخت لڑائی کر رہے تھے۔ مَیں نے ان دونوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد دیکھا۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

پھر مجاہد نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: فرشتوں نے صرف بدر کے دن لڑائی کی تھی۔ بیہقی کہتے ہیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے گئے حکم پر صبر نہیں کیا تو اس وقت فرشتوں نے لڑائی نہیں کی۔ یہ اشارہ درّے والوں کی طرف ہے کہ جب انہوں نے اطاعت کا نمونہ دکھایا اور صبر کیا تو فرشتے حفاظت کر رہے تھے۔ جب انہوں نے بے صبری دکھائی تو فرشتوں نے اپنا سایہ اٹھالیا۔ واللہ اعلم۔

اس بارے میں محمد بن عمر نے اپنے شیوخ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان بَلٰۤی اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا کے بارے میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور بھاگ گئے تو ان کی مدد نہیں کی گئی اور ان سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ ان کے شیوخ نے کہا کہ مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے تو مصعب بن عمیرؓ کی شکل میں ایک فرشتے نے جھنڈا پکڑ لیا اور اس دن فرشتے حاضر ہوئے تھے لیکن انہوں نے قتال نہیں کیا۔

حارث بن صِمّہؓ ان حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بارے میں پوچھا تو مَیں نے عرض کیا کہ مَیں نے ان کو پہاڑ کی جانب دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک فرشتے ان کے ساتھ قتال کر رہے ہیں۔ حارثؓ کہتے ہیں پھر مَیں عبدالرحمٰنؓ کی طرف لوٹا تو مَیں نے ان کے سامنے سات کفار کو مرے ہوئے دیکھا تو مَیں نے کہا تیرا دایاں ہاتھ کامیاب ہو گیا۔ ان سب کو آپؓ نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس اور اس کو میں نے قتل کیا ہے اور ان لوگوں کو ایسے شخص نے قتل کیا ہے جس کو مَیں نے نہیں دیکھا۔ تو مَیں نے کہا اللہ اور اسکے رسولؐ نے ہم سے سچ کہا تھا۔ یعنی فرشتے ان کے ساتھ مل کر قتال کر رہے تھے۔

ابن سعد نے عبداللہ بن فضل بن عباسؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیرؓ کو جھنڈا دیا تو مصعبؓ شہید ہو گئے تو اس جھنڈے کو ایک فرشتے نے مصعب کی صورت میں پکڑ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: اے مصعب! آگے بڑھو تو فرشتے نے آپؐ کی طرف متوجہ ہو کر کہا مَیں مصعب نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہچان گئے کہ یہ فرشتہ ہے اس کے ذریعہ آپؐ کی مدد کی گئی ہے۔

محمد بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا: اے مصعب! تُو آگے بڑھ۔ تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! مصعب تو شہید نہیں کر دیے گئے؟ آپؐ نے فرمایا: بالکل لیکن ایک فرشتہ ان کا قائمقام بنا ہے اور ان کا نام اس کو دے دیا گیا ہے۔

علامہ ابن عساکرؒ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن مَیں نے خود کو دیکھا کہ مَیں تیر چلاتا ہوں اور ان تیروں کو میرے پاس سفید کپڑوں والا خوبصورت شخص واپس لے آتا تھا۔ مَیں اس کو نہیں جانتا تھا حتی کہ اسکے بعد مَیں گمان کرتا تھا کہ وہ فرشتہ تھا۔

عمیر بن اسحاق سے روایت ہے کہ اُحد کے دن لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہو گئے اور سعدؓ آپؐ کے سامنے تیر اندازی کرتے رہے اور ایک نوجوان ان کو تیر اٹھا کر دیتا۔ جب بھی تیر پھینکتے وہ اس کو اٹھا کر لے آتا۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابواسحاق! تیر چلا۔ جب جنگ سے فارغ ہوئے تو نوجوان کو کہیں نہیں دیکھا اور نہ اس کو کوئی جانتا تھا۔

علامہ بیہقیؒ نے عروہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَقَدۡ صَدَقَکُمُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗۤ (آل عمران: 153) کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے صبر اور تقویٰ پر وعدہ کیا تھا کہ پانچ ہزار لگاتار فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا لیکن جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی اور صفوں کو چھوڑ دیا اور تیر اندازوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کو کہ اپنی جگہوں سے نہ ہٹنا کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کیا تو ان سے فرشتوں کی مدد اٹھا لی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ وَلَقَدۡ صَدَقَکُمُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗۤ اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ بِاِذۡنِهٖ (آل عمران: 153) اور یقیناً اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے ان کی بیخ کنی کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ان کو فتح دکھائی لیکن جب انہوں نے حکم عدولی کی تو ان کو آزمائش میں مبتلا کیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 205-206، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی اپنے ایک خطبہ میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ”صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں جو فرشتے دیکھے گئے ان کے سروں پر سیاہ پگڑیاں تھیں اور ان کی ایک یونیفارم تھی۔ صحابہؓ نے جب ان فرشتوں کو مختلف حالتوں میں دیکھا تو اسی طرح سیاہ پگڑیاں انہوں نے پہنی ہوئی تھیں۔ جب روایتیں اکٹھی ہوئیں تو وہ تعجب میں پڑ گئے۔ مگر جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُسَوِّمِیۡنَ کی تفسیر فرمائی تھی ویسا ہی مقدر تھا اور بعینہٖ ایسا ہوا۔ اسی طرح جنگ اُحد میں جو فرشتے دکھائی دیے ان کے سروں پر بطور نشان سرخ پگڑیاں تھیں۔ (الدر المنثور زیر آیت بَلٰۤی اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا ...... آل عمران 126)

سرخ رنگ میں کچھ غم کا پیغام بھی تھا کیونکہ جتنا دکھ صحابہؓ کو جنگ اُحد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زخموں کی وجہ سے پہنچا ویسا دکھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری زندگی میں کبھی صحابہؓ کو نہیں پہنچا۔ ایک غم کے بعد دوسرے غم کی خبر ان کو ملی اور وہ غموں سے نڈھال ہو گئے۔ پس اس غزوہ میں فرشتوں کی علامت کیلئے بھی ایک ایسا رنگ چنا گیا جس میں غم اور خون اور دکھ کا پہلو شامل ہے۔“

(خطبات طاہر، جلد 2، صفحہ 76، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 11ر فروری 1983ء)

یعنی سرخ رنگ۔

صحابہؓ کی ثابت قدمی اور جاں نثاری کے واقعات بھی بہت ہیں۔ کس طرح انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں اپنی جانیں قربان کیں۔

حضرت انس بن نضر انصاریؓ کے بارے میں ذکر ملتا ہے۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا میرے چچا حضرت انس بن نضرؓ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلی جنگ میں غیر موجود تھا جو آپؐ نے مشرکوں سے لڑی۔ اگر اللہ نے مشرکوں سے جنگ میں مجھے شریک کیا تو پھر اللہ بھی ضرور دیکھ لے گا جو مَیں کروں گا۔ پس جب اُحد کا دن ہوا اور مسلمان میدان جنگ سے ہٹ گئے تو انہوں نے عرض کی اے اللہ! جو انہوں نے کیا ہے میں تیرے حضور اسکی معذرت کرتا ہوں۔ ان کی مراد ان کے ساتھی تھے۔ یعنی جو مسلمان تتر بتر ہو گئے تھے۔ اور پھر کہا کہ مَیں تیرے حضور براءت کا اظہار کرتا ہوں اس سے جو انہوں نے کیا۔ ان کی مراد مشرکین سے تھی۔ پھر وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذؓ ان کو سامنے سے ملے۔ انہوں نے کہا اے سعد بن معاذؓ! جنت۔ پھر کہا کہ نضر کے ربّ کی قسم! مَیں تو اُحد کی طرف سے اس کی خوشبو پا رہا ہوں۔

حضرت سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر جو کچھ انہوں نے کیا مَیں نہ کر سکا۔ جب یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کر رہے تھے تو کہتے ہیں پھر جس طرح وہ بے دھڑک، بے خوف ہو کر لڑے کہتے ہیں میں وہ نہیں کر سکا۔

حضرت انسؓ نے بیان کیا ہم نے ان پر اسّی سے کچھ زائد تلوار کے زخم پائے یا نیزے کے زخم اور تیروں کے زخم اور ہم نے آپؓ کو پایا آپؓ شہید ہو چکے تھے اور مشرکوں نے آپؓ کا مثلہ کیا تھا۔ ان کو کوئی نہ پہچان سکا سوائے ان کی ہمشیرہ کے۔ ان کی انگلی کے پورے سے انہوں نے ان کو پہچانا۔

حضرت انسؓ نے بیان کیا ہم سمجھتے تھے یا یہ کہا کہ ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ان کے بارے میں اور ان جیسے دوسروں کے بارے میں اتری کہ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیۡهِ (الاحزاب: 24) ان مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدے کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سچا کر دکھایا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال صدقوا...... حدیث 2805)

ابنِ اسحاق کہتے ہیں۔ انس بن مالکؓ کے چچا انس بن نضرؓ کا گزر طلحہ بن عبید اللہؓ اور عمر بن خطابؓ وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انسؓ نے ان سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو قتل ہو گئے۔ انسؓ نے کہا پھر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ جس طرح ان کا انتقال ہوا تم بھی اسی طرح مر جاؤ۔ پھر انسؓ کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہو گئے۔ انہی کے نام پر انس بن مالکؓ کا نام رکھا گیا۔

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں اس روز ہم نے انس بن نضرؓ کو اس حال میں پایا کہ ان کے جسم پر ستّر زخموں کے نشان تھے اور ان کی لاش کو کوئی نہ پہچان سکا سوائے ان کی بہن کے۔ انہوں نے انگلیوں کے پوروں سے ان کو

پہچانا۔ (سیرۃ النبیؐ لابن ہشام، صفحہ 535، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ یوں لکھتے ہیں کہ ’’اس وقت نہایت خطرناک لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے واسطے ایک سخت ابتلاء اور امتحان کا وقت تھا اور...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر بہت سے صحابہؓ ہمت ہار چکے تھے اور ہتھیار پھینک کر میدان سے ایک طرف ہو گئے تھے۔ انہی میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ چنانچہ یہ لوگ اسی طرح میدان جنگ کے ایک طرف بیٹھے تھے کہ اوپر سے ایک صحابی انس بن نضر انصاریؓ آ گئے اور اُن کو دیکھ کر کہنے لگے ’’تم لوگ یہاں کیا کرتے ہو؟‘‘ انہوں نے جواب دیا۔ ’’رسول اللہؐ نے شہادت پائی۔ اب لڑنے سے کیا حاصل ہے؟‘‘

انسؓ نے کہا۔ یہی تو لڑنے کا وقت ہے تا جو موت رسول اللہؐ نے پائی وہ ہمیں بھی نصیب ہو اور پھر آپؐ کے بعد زندگی کا بھی کیا لطف ہے؟

پھر ان کے سامنے سعد بن معاذؓ آئے تو انہوں نے کہا۔ ’’سعد! مجھے تو اس پہاڑی سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔‘‘ یہ کہہ کر انس دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ جنگ کے بعد دیکھا گیا تو ان کے بدن پر اسّی سے زیادہ زخم تھے اور کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ یہ کس کی لاش ہے۔ آخر ان کی بہن نے ان کی انگلی دیکھ کر شناخت کیا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 494-495)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی اس بارے میں بیان فرمایا ہے کہ ’’حضرت انسؓ کے چچا...... جب جنگ اُحد ہوئی وہ بھی اس لڑائی میں شامل ہوئے اور انہوں نے خوب دادِ شجاعت دی۔ خوب لڑے اور خوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچایا۔ آخر فتح ہوئی اور فتح کے بعد مسلمان دشمن کو قیدی بنانے اور اس کا مال واسباب جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ نادان دشمن اس کا نام لوٹ مار رکھتا ہے۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ جنگ ختم ہو گئی، مال غنیمت اکٹھا کر رہے تھے تو دشمن اس کا نام لوٹ مار رکھتا ہے۔’’ حالانکہ یہ لوٹ مار نہیں ہوتی بلکہ دشمن کو کمزور کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ بہرحال انہوں نے سمجھا کہ اب میرا فرض پورا ہو گیا ہے۔ انہیں بھوک لگی ہوئی تھی اور چند کھجوریں ان کے پاس تھیں، وہ میدان جنگ سے کچھ پیچھے ہٹ کر فتح کی خوشی میں ٹہلنے لگ گئے اور کھجوریں کھانے لگے، کھجوریں کھاتے اور ٹہلتے ٹہلتے وہ ایک طرف آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک پتھر ہے جس پر حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ وہ ان کو دیکھ کر حیران ہو گئے کہ آج تو ہنسنے کا دن ہے، خوش ہونے کا دن ہے، مبارکبادیوں کا دن ہے۔ ایسے موقع پر یہ رو کیوں رہے ہیں؟ چنانچہ وہ حضرت عمرؓ سے مخاطب ہوئے اور انہیں کہا کہ ارے میاں! آج تو خوشی کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور تم اس وقت رو رہے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا شاید تمہیں پتہ نہیں کہ فتح کے بعد کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کیا ہوا؟ حضرت عمرؓ نے کہا۔ دشمن کا لشکر پیچھے سے آیا اور اس نے دوبارہ حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی لشکر تتر بتر ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس انصاری نے کہا عمرؓ تو پھر بھی یہ رونے کا کونسا مقام ہے۔ ایک کھجور ان کے ہاتھ میں رہ گئی تھی۔ وہ انہوں نے اسی وقت پھینک دی اور اسے کہا۔‘‘ یعنی کھجور کو مخاطب کر کے کہا کہ ’’تیرے اور میرے خدا کے درمیان‘‘ اور بہرحال اس وقت حضرت عمرؓ کو یا کھجور کو ہی کہا ہو گا کہ تیرے اور میرے خدا کے درمیان ’’سوائے ایک کھجور کے اَور ہے کیا؟ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کی طرف دیکھا اور کہا عمرؓ! اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو پھر اس دنیا میں ہمارا کیا کام ہے۔ پھر جہاں وہ گئے ہیں وہیں ہم بھی جائیں گے۔ یہ کہہ کر تلوار لی اور اکیلے ہی دشمن کے لشکر پر جو ہزاروں کی تعداد میں تھا، حملہ آور ہو گئے۔ ایک آدمی کی ہزاروں کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہوتی ہے۔ چاروں طرف سے ان پر حملے شروع ہو گئے اور وہ وہیں شہید ہو گئے۔ جنگ کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاش تلاش کرائی تو ان کے جسم کے ستر ٹکڑے ملے بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان کی لاش پہچانی نہیں جاتی تھی۔ آخر انگلی کے ایک نشان کے ذریعہ ان کی ایک بہن نے یا کسی اَور رشتہ دار نے ان کو شناخت کیا۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 23، صفحہ 442-443، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 9/ اکتوبر 1942ء)

پھر دوبارہ ایک جگہ اس واقعہ کو آپؓ نے یوں بیان فرمایا کہ ’’اُحد کی جنگ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو انہوں نے‘‘ یعنی حضرت انسؓ کے چچا نے ’’حضرت عمرؓ کو ایک ٹیلے پر بیٹھے اور روتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ عمر رونے کی کیا بات ہے جبکہ مسلمانوں کو فتح ہو گئی ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ تمہیں پتہ نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں؟

حضرت انسؓ کے چچا نے جب یہ بات سنی تو اس وقت وہ کھجوریں کھا رہے تھے اور صرف ایک کھجور ہاتھ میں تھی اسے اٹھا کر پھینک دیا اور کہا کہ میرے اور خدا کے درمیان اس کے سوا اَور کونسی روک ہے اور اپنے عشق کے لحاظ سے حضرت عمرؓ کی طرف حقارت سے دیکھا اور کہا عمر! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگلے جہان چلے گئے تو تم یہاں بیٹھے کیوں روتے ہو؟ جہاں آپؐ گئے وہیں ہم چلتے ہیں اور اکیلے ہی دشمن کے تین ہزار کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ کفار بھی آپ کو شاید پاگل سمجھتے ہوں گے۔ آپ نے لڑتے لڑتے شہادت پائی اور جب جنگ کے بعد آپ کی لاش تلاش کروائی گئی تو ستّر ٹکڑے ملے۔ جوڑ جوڑ الگ ہو چکا تھا۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 23، صفحہ 373، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4/ ستمبر 1942ء)

ان کی شہادت کے واقعات کو حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف جگہوں پر تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ بعض جگہ زیادہ لمبی تفصیل سے ہے بعض جگہ کم۔ ایک جگہ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انسؓ بن نضر ایک انصاری صحابی جو غلطی کی وجہ سے جنگِ بدر میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے جب انہوں نے بدری صحابہؓ سے بدر کی جنگ کے کارنامے سنے تو جوش سے اٹھ کر ٹہلنے لگ گئے اور کہنے لگے یہ کیا بات ہے۔ جب مجھے موقعہ ملا تو میں بتاؤں گا کہ مومن کیسی قربانیاں کرتا ہے۔ چنانچہ اُحد کی لڑائی میں وہ شامل ہوئے اور جب پیچھے کی طرف سے یک دم حملہ کی وجہ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے ہٹ کر کچھ فاصلہ تک آ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے اور کفار کے پتھراؤ کی وجہ سے زخمی ہو کر دوسرے زخمیوں کے جسموں پر گر گئے اور اتنے میں کچھ اَور لوگ زخمی ہو کر آپؐ پر گر گئے اور چند منٹ کے بعد لوگوں نے آپ کو غائب دیکھ کر سمجھ لیا کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں تو بعض لوگوں نے دوڑ کر مدینہ میں جو اُحد کے قریب ہی تھا یہ مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ یہ خبر اُن لوگوں پر بھی جو میدان جنگ سے صرف تھوڑے فاصلہ پر پیچھے تھے بجلی کی طرح گری۔ ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ وہ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو رہے تھے کہ انسؓ بن نضر جنہوں نے جنگ سے پہلے کھانا نہیں کھایا تھا دو تین کھجوریں کھاتے ہوئے ان کے پاس سے گذرے اور چونکہ وہ اس وقت میدان جنگ سے آئے تھے جبکہ مسلمان فاتح ہو چکے تھے اور کفار شکست کھا چکے تھے اور حضرت عمرؓ اس وقت میدان جنگ سے آئے تھے جبکہ پیچھے کی طرف سے دشمن نے دوبارہ حملہ کیا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر گر گئے تھے اور بعض صحابہؓ نے سمجھ لیا تھا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں اس لئے آپؓ رو رہے تھے‘‘ یعنی حضرت عمرؓ اس وقت رو رہے تھے۔ ’’اور انسؓ خوش تھے کہ ہم کو فتح نصیب ہو چکی ہے۔ پس ان کا رونا انسؓ کو عجیب معلوم ہوا اور وہ حیرت سے حضرت عمرؓ کو دیکھنے لگے اور کہنے لگے۔ عمرؓ! یہ خوشی کا موقعہ ہے یا رونے کا؟ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی ہے ہمیں تو خوشی منانی چاہئے۔ حضرت عمرؓ نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور کہا انسؓ! شاید تمہیں معلوم نہیں کہ بعد میں جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ دشمن نے پہاڑی کے پیچھے سے آ کر دوبارہ حملہ کر دیا اور اچانک حملہ کی تاب نہ لا کر اسلامی لشکر بکھر گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔

اس وقت انسؓ کے ہاتھ میں آخری کھجور تھی۔ انہوں نے کھجور اٹھا کر زمین پر پھینک دی اور کہا میرے اور میرے محبوب کے درمیان سوائے اس کھجور کے اَور کیا حائل ہے۔

پھر حضرت عمرؓ کو دیکھا اور کہا جو کچھ تم کہتے ہو اگر وہ سچ ہے تو پھر بھی رونے کا موقعہ نہیں۔ ہمیں بھی ادھر جانے کی تیاری کرنی چاہئے جدھر ہمارا محبوب گیا ہے۔ یہ کہہ کر تلوار میان سے نکال لی اور دشمن کے جم غفیر پر جا پڑے۔

اکیلا آدمی سینکڑوں آدمیوں کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ان کا جسم زمین پر بکھر گیا۔ اور جب خدا تعالیٰ نے پھر مسلمانوں کو غلبہ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسؓ بن نضر کو تلاش کرو۔ وہ کہاں ہیں؟ تو لوگوں نے آ کر خبر دی کہ ان کا تو کہیں پتہ نہیں لگتا آپؐ نے پھر ان کی تلاش کا حکم دیا۔ اتنے میں ان کی بہن مدینہ سے یہ وحشتناک خبر سن کر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں دوڑتی ہوئی میدان جنگ میں پہنچی اور آخر ایک جگہ پر اُس نے ایک لاش کے ٹکڑے دیکھے۔ جن ٹکڑوں میں سے ایک انگلی کے ذریعہ اس نے پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی انسؓ کی نعش ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 585-586، ایڈیشن 2004ء)

[نوٹ: تفسیر کبیر کے اس حوالہ میں مالک بن انسؓ نام لکھا ہوا ہے جبکہ احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں ان کا نام حضرت انس بن نضرؓ مذکور ہے۔ اس لیے یہاں اصل نام ہی درج کیا جا رہا ہے]

یہ تھا صحابۂ رسولؐ کا عشق رسولؐ۔ یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بھی ہو گا۔

آج کل دعاؤں میں یمن کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں وہ آج کل کافی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ اسی طرح مسلم امّہ کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں بھی اکائی اور وحدت پیدا کرے اور عقل اور سمجھ دے۔ دنیا کے عمومی حالات کیلئے بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

نماز کے بعد مَیں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔

پہلا جنازہ جس کا ذکر کروں گا وہ مکرم حافظ ڈاکٹر عبدالحمید گا مانگا صاحب نائب امیر سیرالیون ہیں۔ یہ 13 جنوری کو مختصر علالت کے بعد پینتالیس سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

موسیٰ میوہ صاحب امیر جماعت سیرالیون لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر گا مانگا صاحب سیرالیون میں سب سے زیادہ چندہ وصیت ادا کرنے والے تھے۔ کہتے ہیں جب خاکسار نے لوگوں کو نئی جلسہ گاہ کیلئے جگہ خریدنے اور اس کیلئے مالی مدد کی اپیل کی تو ڈاکٹر صاحب نے سب سے زیادہ رقم کا وعدہ کیا اور اپنی وفات سے پہلے دس ہزار امریکی ڈالر بطور ڈونیشن ادا کیے۔ ڈاکٹر صاحب نے نصرت جہاں سکیم کے تحت پانچ سال کا وقف کیا تھا۔ نائیجیریا میں ان کی تقرری ہوئی تھی لیکن ابھی کارروائی ہو رہی تھی۔ کاغذات مکمل نہیں ہوئے تھے۔ اس عرصہ میں ان کو ہمارے ایک پاکستانی ڈاکٹر کے جانے کی وجہ سے فری ٹاؤن کے ہسپتال میں ہی خدمت کی توفیق ملی اور بہت محنت سے انہوں نے وہاں کام کیا۔ اور اس عرصہ کے دوران ان کو ہسپتال سے اپنی حصے کی جتنی بھی رقم ملی وہ انہوں نے ہسپتال کو عطیہ کر دی اور ہسپتال کی تزئین و مرمت کا کام کروایا۔ یہ رقم لوکل کرنسی میں دو لاکھ لیون بنتے ہیں۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا افسوس جس کی وجہ سے وہ افسوس کرتے تھے یہی تھا کہ خلیفہ وقت سے

ملاقات نہیں ہوسکی۔ میرے سے ملاقات کی دو دفعہ بہت کوشش کی لیکن ان کو ویزہ نہیں ملا۔ میڈیکل سروس کے دوران ضرورتمند مریضوں کا مفت علاج کرتے تھے۔کئی احمدی طلبہ جن کے والدین ان کی کالج کی فیس نہیں ادا کر سکتے تھے ڈاکٹر صاحب ان کی مدد کرتے تھے۔نہایت ایماندار، محنتی اور دوسروں کی مدد کرنے والے تھے۔ان کی شادی ہمارے یہاں جوٹومی کالون صاحب ہیں ان کی چھوٹی بہن قادیا تا گمانگا(Kadie Yatta Gamanga) سے ہوئی تھی۔ان کے دو چھوٹے بچے ہیں۔ بیٹی تقریباً چار سال اور ایک بیٹا دو سال کا ہے۔

وہاں کے مربی سعید الحسن شاہ کہتے ہیں کہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے جو مَیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ جب موسیٰ میوہ صاحب نئے امیر بنے تو ان کی ٹیم کی نمایاں شخصیت ڈاکٹر گامانگا صاحب تھے۔کینیا میں گائنا کالوجسٹ کی سپیشل ڈگری لے کر سیرالیون میں آئے تھے۔ان کی ایک خوبی یہ تھی کہ انتھک محنت کرتے تھے۔دن رات محنت کرتے اور بھول جاتے تھے کہ ان کے بیوی بچے بھی ان کا انتظار کر رہے ہوں گے۔حافظ قرآن بھی تھے اور بہت خوبصورت آواز میں تلاوت کیا کرتے تھے۔گذشتہ رمضان میں یہ کہتے ہیں کہ ہیڈ کوارٹر میں نماز تراویح بھی انہوں نے پڑھائی اور لوگوں نے خوب لطف اٹھایا۔ عاجزی بھی ڈاکٹر صاحب کا ایک نمایاں وصف تھا۔ ہمیشہ مسکراتے چہرے سے ملتے اور اپنی بیماری اور تکلیف کو چھپا کر رکھتے تھے۔

سفیر احمد صاحب مربی ہیں، کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے۔علاقے میں اچھی شہرت کے حامل تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا رکھی ہوئی تھی۔لوگ ان سے علاج کرانے کی غرض سے آتے۔جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ آپ ان کا روحانی علاج بھی کرتے اور انہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیمات سے آگاہ کرتے۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار تھے۔چندہ جات کی ادائیگی بروقت کرتے۔جماعتی کاموں کیلئے اپنے دنیاوی کام ترک کر کے سلسلہ کی آواز پر فوری لبیک کہتے۔ جماعتی عہدیداران اور مربیان کا بہت احترام کرتے۔نماز جمعہ کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے اور تمام مصروفیات چھوڑ کر پورٹ لوکو کی مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کیلئے آتے۔

عبدالحئی کروما(Koroma) صاحب نائب امیر ثانی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر گامانگا صاحب سیرالیون کی لوکل زبان مینڈے (Mende) کی ترجمہ قرآن کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔پنجوقتہ نماز کے پابند، تہجد گزار۔ کہتے ہیں صحیح معنوں میں یہ وقف زندگی تھے۔سرکاری ڈیوٹی کرنے کے بعد احمدیہ ہسپتال جاتے۔مغرب کے وقت تک وہاں کام کرتے اور اس کے بعد مشن ہاؤس تشریف لے آتے۔رات دیر تک کام کرتے اور پھر گھر جاتے۔اکثر ان کو سچی خوابیں آتیں اور ان کی سچائی بھی ظاہر ہو جاتی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے خلیفہ وقت کی ہدایت کے مطابق جماعت کیلئے دس سالہ تعلیمی پلان بنایا تاکہ مستقبل میں جماعت کیلئے بہت سارے کام کرنے والے میسر آسکیں۔ یہ کہتے ہیں خاکسار کو بطور نائب امیر ان سے گہرا تعلق تھا۔ جماعت سے محبت اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، سخاوت، عاجزی، مالی قربانی بہت سی اچھی عادات ان میں تھیں۔

المامی سیسے صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے 1989ء میں جامعۃ المبشرین سیرالیون میں داخلہ لیا۔91ء میں پڑھائی مکمل کی۔ پڑھائی میں بہت اچھے نمبر لیے۔ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوتے تھے۔جہاں پہلی تقرری ہوئی تو وہیں انہوں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کر دیا۔خود اپنے طور پر قرآن کریم حفظ کیا۔پھر سول وار(civil war) ہوگئی۔سیرالیون میں متعیّن تمام پاکستانی مبلغین کو وہاں سے جانا پڑا۔ڈاکٹر صاحب پھر فری ٹاؤن آ گئے۔مشنری کام کرتے رہے۔اس عرصہ میں قائمقام امیر بھی رہے۔ یہاں مرکز کی طرف سے سیرالیون کی جماعت کیلئے کچھ سامان بھیجا گیا۔ باغیوں کو پتہ چلا تو انہوں نے مشن ہاؤس پہ حملہ کیا۔ بہرحال یہ لوگ چھت کے اوپر اندر سیلنگ میں چھپ گئے۔لیکن ایک یہ جو بیان کرنے والے ہیں یہ ان باغیوں کے قابو آ گئے۔انہوں نے ان کے سر پہ بندوق رکھ کے کہا ہم تمہیں مار دیں گے، سٹور کی چابیاں دو۔تو جب یہ حالت دیکھی کہ واقعی خطرناک صورت ہے تو ڈاکٹر گامانگا صاحب کے پاس چابیاں تھیں وہ فوراً نیچے آئے اور چابیاں دے دیں۔ بہرحال انہوں نے اس میں سے تھوڑا سا سامان لیا اور چلے گئے۔

خالد محمود صاحب ہیں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب خلافت سے بہت ہی محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے تھے۔مخلص انسان تھے۔سب کی بہت عزت کرتے تھے۔ جماعت کا درد رکھنے والے۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ بہت عزت سے پیش آتے۔ جماعت کی ترقی کیلئے کوئی بھی مشورہ دیتا تو فوراً مان جاتے۔ کہتے کہ جماعت میں ایسے مخلص ہونے چاہئیں جو ہر پل جماعت کی ترقی کی کوشش میں لگے رہیں۔اور پھر کہتے ہیں کہ بہت کم ایسے انسان دیکھے ہیں جو غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہنے والے ہوں۔ڈاکٹر صاحب ایک نڈر اور بہادر انسان تھے۔ بات کرنے کا انداز بڑا خوبصورت تھا۔نرم لہجے میں ہر کسی سے بات کرتے۔سب کام چھوڑ کر نماز کی ادائیگی کرتے۔ کوئی سخت بات بھی کرتا تو بہت نرم لہجے میں جواب دیتے اور ساتھ یہ بھی کہتے کہ احمدی کو ایسے سخت انداز میں بات نہیں کرنی چاہیے۔

لجنہ اماء اللہ یوکے سیرالیون میں اپنا ایک میٹرنٹی ہسپتال بنا رہی ہے۔اللہ کے فضل سے بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔سابق صدر لجنہ ڈاکٹر فریحہ دیکھنے کیلئے گئی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ انتہائی نافع الناس وجود تھے۔جب لجنہ کا میٹرنٹی ہسپتال دیکھنے گئی تو ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔لجنہ کے ہسپتال کے سلسلہ میں بہت قیمتی مشوروں سے نوازا۔اسکے بعد اپنے گورنمنٹ ہسپتال کا ٹور کروایا۔ان کے خدمت انسانیت کے جذبہ نے مجھے بہت متاثر کیا۔ باوجود نامساعد حالات کے بے شمار مریض ان کے پاس آتے تھے لیکن شکل پر سوائے مسکراہٹ اور ہمدردی کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔عجیب لگن تھی کہ میں نے اپنے غریب ملک کے غریب شہریوں کی مدد کرنی ہے اور بہرحال ان کا یہ خیال تھا کہ میٹرنٹی ہسپتال جب بن جائے گا تو وہاں ان کو لگایا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے اپنے کام ہوتے ہیں۔

ان کی اہلیہ قادیاتا (Kadieyatha) کہتی ہیں کہ میرے خاوند ایک نیک انسان تھے جو مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ ہمیشہ جماعت کو اپنے ذاتی معاملات پر ترجیح دیتے تھے۔علاج کیلئے سینیگال گئے تھے۔تو سینیگال جانے سے قبل انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارا ایمان اور توکّل اللہ تعالیٰ پر ہے اور یہی سب کچھ ہمارا ہے۔اس لیے جو کچھ بھی ہو تم نے پریشان نہیں ہونا۔کہتی ہیں کہ اپنے مریضوں کا اور خاص طور پر احمدیوں کا مفت علاج کرتے، بہت خیال رکھتے۔اَور کہتی ہیں کہ میرے خاوند کی وفات کے بعد مجھے بہت ساری خوبیاں پتہ لگیں۔لوگوں نے بتایا۔کہتی ہیں میں گواہی دیتی ہوں کہ پنجوقتہ نماز باقاعدگی سے ادا کرنے والے، تہجد گزار اور بلا ناغہ اپنی وصیت کی جو بھی آمد ہوتی تھی حساب کر کے چندہ ادا کرنے والے تھے۔ ہر سال رمضان کے مہینے میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دَور مکمل کرتے اور مجھے بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ بہت اچھے خاوند اور باپ تھے اور ہمیں خوش رکھنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔درجات بلند فرمائے۔ان کے بیوی بچوں کا بھی حافظ وناصر ہو۔

دوسرا ذکر ہے طاہرہ نذیر بیگم صاحبہ جو طاہرہ رشید الدین کہلاتی ہیں۔چودھری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ ہیں۔گذشتہ دنوں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت چودھری غلام حسین صاحبؓ کے ذریعہ ہوا تھا۔اسی طرح ان کے نانا حضرت چودھری غلام حیدر صاحب دھاریوالؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔جیسا کہ میں نے کہا چودھری رشید الدین صاحب کی اہلیہ تھیں۔ان کا نکاح دسمبر 58ء میں مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں پڑھا تھا۔حضرت مصلح موعودؓ نے دعا کروائی تھی۔

یہ اپنی ایک خواب کا بھی ذکر کرتی ہیں۔کہتی ہیں 1980ء میں مجلس مشاورت میں مجھے جانے کیلئے ٹکٹ مل گیا۔نمائندہ بن گئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی مشاورت میں شامل تھے۔مجلس میں صحابہؓ پر یہ بحث ہو رہی تھی کہ عمر کے لحاظ سے کون صحابی میں شامل ہوا اور کون نہیں۔کہتی ہیں گھر آکر مَیں نے بڑی حسرت سے کہا کہ اللہ میاں! کبھی مَیں بھی اس وقت ہوتی تو مَیں بھی صحابیات میں شامل ہوتی۔کہتی ہیں اس دوران میں مَیں نے خواب دیکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔حضور پُرنورؑ میرے گھر میں دائیں کروٹ پر لیٹے ہوئے ہیں۔مَیں سرہانے کی طرف جا کر کھڑی ہو جاتی ہوں۔حضور علیہ السلام نے بڑی محبت سے میری طرف دیکھا اور پوچھا کہ کس طرح آئی ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں آپؑ کو دبانا چاہتی ہوں۔حضورؑ نے اپنا دایاں ہاتھ مجھے دیا اور مَیں کافی دیر تک دباتی رہی۔اس کے بعد حضورؑ مغرب کی نماز کیلئے صحن میں تشریف لے گئے۔مَیں بھی باہر صحن میں جاتی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ بہت ہجوم ہے اور لوگ کھڑکیوں اور روشندانوں پر حضورؑ کی زیارت کیلئے چڑھے ہوئے ہیں۔ان سے پوچھتی ہوں کہ آپ کو کیسے پتہ لگا حضورؑ میرے گھر ہیں؟ انہوں نے کہا بس۔ تمہارے گھر آئیں اور ہمیں پتہ نہ لگے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔کہتی ہیں چک سینتیس 37 والی بے.جی ہیں وہ روٹی پکا رہی تھیں تو ان کو مَیں نے آواز دے کے کہا کہ روٹی پکانی چھوڑیں، حضورؑ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گھر آئے ہیں۔انہیں آکے دیکھیں اور اسکے بعد مَیں کہتی ہوں کہ شوریٰ میں تو کہتے تھے کہ حضورؑ کو دیکھنے سے صحابہؓ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ میرے گھر تو حضور دو دن اور ایک رات ٹھہرے ہیں۔ مَیں تو صحابہؓ میں شامل ہو گئی ہوں۔تو کہتی ہیں اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر کس طرح ادا کروں۔

ان کے بیٹے ڈاکٹر علیم الدین ہیں آئرلینڈ میں نیشنل صدر بھی رہے ہیں۔آج کل یہاں ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری والدہ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ان میں نمایاں طور پر تعلق باللہ۔اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت اور عشق کا تعلق تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ قبولیت دعا کی صفات کافی نمایاں تھیں۔گویا صاحب رؤیا وکشوف تھیں۔خلافت احمدیہ کے ساتھ ذاتی عشق ومحبت تھا جو ساری زندگی نمایاں رہا اور اس کو اپنی اولاد میں بھی انہوں نے جاری رکھنے کی کوشش کی۔پھر کہتے ہیں کہ بچپن میں ہمارے گھر میں جن جن بزرگ ہستیوں کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡہُ

(البقرہ:283)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

طالبِ دعا: بی۔ایم خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب وافرادِ خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ہوتا تھا، والدہ جو ذکر کرتی تھیں ان کی دنیاوی لحاظ سے نمایاں حیثیت نہیں ہوتی تھی بلکہ خلفاء ہوتے تھے یا بزرگ خواتین کے نام بچپن سے ہمارے کانوں میں گونجتے رہے۔ اور ان سب بزرگوں کو والدہ صاحبہ دعا کیلئے مسلسل کہتی رہتی تھیں۔ یہ نہیں کہ خود دعا گو ہیں تو دوسروں کو نہیں کہنا۔ خود بھی لوگوں کو جا کے کہتی تھیں۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ اسکے علاوہ والدہ صاحبہ کی شخصیت میں جو بات سب سے نمایاں طور پر نظر آتی ہے وہ جماعت کیلئے غیرت تھی۔ ایک دفعہ ہمارے گھر میں عزیزوں میں سے دُور کے ایک عزیز نے جماعت کے بارے میں کوئی نامناسب الفاظ استعمال کیے۔ عام طور پہ لوگ باتیں سن کے چپ ہو جاتے ہیں لیکن والدہ صاحبہ نے فوراً سخت جواب دیا۔ پہلے اُن کو روکا۔ پھر اس کی تصحیح کی۔ اور خاندان میں یہ بڑا مشہور تھا کہ کسی بھی عزیز سے لڑائی بھی مول لے لیں گی لیکن جماعت کی غیرت پر آنچ نہیں آنے دیں گی۔

ان کے خاوند چودھری رشید الدین صاحب وقف تھے، مربی تھے۔ دو مرتبہ تبلیغ کی غرض سے افریقہ گئے۔ یہ پاکستان میں رہیں اور اپنے بچوں کی پوری تربیت کی طرف کوشش کرتی رہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں یاد ہے کہ ہم جو لڑکے تھے، ہم بھائیوں کے ذاتی دوستوں کا بھی ان کو پتہ ہوتا تھا کہ کون لوگ ہیں؟ اور کیسے لڑکے ہیں؟ ہمیشہ یہ کہتی تھیں کہ محلے کے نیک اور اچھے پڑھنے لکھنے والے لڑکے سے دوستی ہونی چاہیے، ہرا یرے غیرے سے نہیں۔ پھر کہتے ہیں ایک بات جس کا میں نے مشاہدہ کیا اکثر آپ کی دوستی ان خواتین سے ہوتی تھی جن کا اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق ہوتا تھا اور خود فرمایا کرتی تھیں کہ دنیاداروں کی مجلس میں مجھے مزہ نہیں آتا بلکہ ایسے لوگوں کی معیّت میں مزہ آتا ہے جو سادہ ہوں اور دین سے دلچسپی رکھتے ہوں۔

ان کی بیٹی زبدہ صاحبہ بلکہ تینوں بیٹیاں عابدہ، طیّبہ اور زبدہ کہتی ہیں کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا امی کو نہایت عبادت گزار، دعا گو، ملنسار اور خوش اخلاق پایا۔ عبادت بہت خشوع سے کرتیں۔ نوافل اور تہجد شوق سے ادا کرتیں۔ جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اپنے کمرے میں بند کر کے کتنی دیر تک سجدہ ریز رہتیں اور وقف زندگی میں بعض دفعہ تنگدستی وغیرہ کے بھی حالات آئے لیکن بڑے صبر اور حوصلے اور جانفشانی سے اللہ تعالیٰ پہ توکّل کرتے ہوئے ان کو برداشت کیا اور اللہ سے مانگتی رہیں۔ حج پر جانے کی بھی ان کو سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش بھی ان کی پوری کی۔ گیارہ اعتکاف انہوں نے کیے۔ ان کی یہ لڑکیاں کہتی ہیں کہ جو لوگ آنے والے تھے، خاص طور پر عورتوں نے ان کی شفقت، خوش اخلاقی اور ملنساری کا ذکر کیا۔ دینی کتب خاص طور پر پڑھتی تھیں اور خاص طور پر سیرت کی کتابیں بہت شوق سے پڑھا کرتی تھیں۔ جمعہ کے دن عبادت کا خاص اہتمام کرتیں۔ کئی گھنٹے پہلے مسجد میں چلی جاتیں، نوافل ادا کرتیں۔

ان کے ایک بیٹے سلیم الدین صاحب جو ہیں مربی ہیں اور آج کل ربوہ میں ناظر امور عامہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ والدہ واقف زندگی کی اہلیہ تھیں اور نکاح جیسا کہ میں نے بتایا جلال الدین صاحب شمسؓ نے پڑھایا اور حضرت مصلح موعودؓ نے دعا کرائی۔ اس کا بھی واقعہ والد صاحب نے ان کو بتایا کہ ان کے والد کا یعنی طاہرہ صاحبہ کے خاوند کا نکاح کہیں اَور ہو رہا تھا اور سب تیاریاں مکمل تھیں۔ مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے مسجد نصرت ربوہ میں یہ نکاح پڑھانا تھا۔ سب لوگ آئے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نے سب کا نکاح تو پڑھا دیا لیکن ان کا نہیں پڑھایا اور کہا کہ تم واقف زندگی ہو تمہارا [نکاح] حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائیں گے یا ان کی موجودگی میں ہوگا۔ تو بہرحال کچھ یوں ہوا کہ کچھ عرصہ بعد جہاں رشتہ ہوا تھا اور نکاح ہونا تھا وہاں سے، لڑکی والوں کی طرف سے انکار ہو گیا اور پھر ان کا نکاح طاہرہ صاحبہ سے ہوا اور یہ شادی بڑی بابرکت ہوئی۔

چندوں میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ کینیڈا کی سیکرٹری مال کہتی ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ رجسٹر کھول کے چندے کا حساب کر رہی ہوں۔ اسی دوران یہ طاہرہ رشید الدین صاحبہ پاس آ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ مَیں کہتی ہوں اگر آپ اس وقت چندہ تحریک جدید میں پانچ ہزار ڈالر ادا کر دیں تو آپ کا نام پانچ ہزاری رجسٹر میں شامل ہو جائے گا اور یہ خواب میں مجھے آمادگی کا اظہار کرتی ہیں۔ اس وقت یہ پاکستان گئی ہوئی تھیں۔ پاکستان سے واپس آئیں تو انہوں نے ان کو خواب سنائی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے امید تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے ان کو کشائش بھی دے دی تھی کہ یہ اس طرح ہی کریں گی۔ جب خواب سنائی تو انہوں نے فوری طور پر پانچ ہزار ڈالر ادا کر دیے۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں

اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام

طالبِ دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

خدا دکھلائے گا جب شان محمود

خدا کا راز جب مشہود ہوگا
تو ظاہر میرزا محمود ہوگا
مسیحا کی دعائیں کم نہیں ہیں
وہی سمجھے گا جو مسعود ہوگا
بر آمد ہوگا دلبندِ مسیحا
خدا اس وقت خود موجود ہوگا
ہے اولادِ مسیحا سب ہی موعود
کوئی کیا ان سے بھی مطرود ہوگا
نہ ہوگی رحمتِ حق دُور اِن سے
خدا کا اِن پہ فضل و جُود ہوگا
ثبوت اِس کا ملے گا آسماں سے
جو جھگڑا ہے وہ سب بےسود ہوگا
یہ مقبولانِ حق ہیں سب کے سب ہی
اب ان کا ظل ہی ممدود ہوگا
یہ پائیں گے خدا سے بخت و اقبال
نہ اب یہ سلسلہ نابود ہوگا
پکارا جائے گا ربِّ مسیحا
وہی سب خلق کا مسجود ہوگا
اشاعت پائے گی تعلیم مہدی
بس اب واحد خدا معبود ہوگا
خدا دکھلائے گا جب شان محمود
ہر اِک پہر حآمد محمود ہوگا

(ماخوذ از اخبار الفضل 18 اگست 1914ء، صفحہ 6)

129 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 27، 28 اور 29 دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28 اور 29 دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو جلسہ میں شامل ہو کر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

یہود کی دوسری غدّاری، جمع وترتیب قرآن، حضرت زینبؓ کی شادی، واقعہ افک اور منافقین کی فتنہ پردازی

اخراج بنونضیر، ربیع الاوّل 4 ہجری

جب کسی قوم کے بُرے دن آتے ہیں تو پھر اسکی بینائی کم ہو جاتی ہے اور واقعات سے سبق اور عبرت حاصل کرنے کی طرف وہ توجہ نہیں کرتی۔ چنانچہ بنوقینقاع کے جلاوطن کئے جانے پر بجائے اسکے کہ یہود کے باقی ماندہ دو قبیلے عبرت حاصل کرتے اور اپنی شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں سے باز آجاتے اور مسلمانوں کو امن کی زندگی بسر کرنے دیتے اور خود بھی امن کے ساتھ رہتے، انہوں نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا اور مسلمانوں کے خلاف اندر ہی اندر فتنے کے شرارے پیدا کرتے رہے اور قریش مکہ کے ساتھ بھی ان لوگوں نے برابر سازباز جاری رکھی بلکہ بنوقینقاع کے بعد ان کی عداوت اور بھی ترقی کر گئی اور ان کے منصوبے دن بدن زیادہ خطرناک صورت اختیار کرتے گئے۔ چنانچہ ابھی واقعات رجیع اور بئر معونہ پر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ حالات نے ایسی نازک صورت اختیار کرلی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود حفاظتی کے خیال سے مجبور ہو کر بنونضیر کے خلاف فوج کشی کرنی پڑی جس کے نتیجہ میں بالآخر یہ قبیلہ بھی مدینہ سے جلاوطن ہو گیا۔ اس غزوہ کا سبب بیان کرتے ہوئے ارباب حدیث وسیر مختلف وجوہات بیان کرتے ہیں اور اس اختلاف کی وجہ سے اس غزوہ کے زمانہ کے متعلق بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن سعد جن کی اتباع مَیں نے اس جگہ بلاکسی خاص تحقیق کے اختیار کی ہے غزوہ بنونضیر کو غزوہ اُحد اور واقعہ بئر معونہ کے بعد بیان کرتے ہیں اور اسکا سبب یہ لکھتے ہیں کہ عمرو بن امیہ ضمری جنہیں کفار نے بئر معونہ کے موقع پر قید کر کے چھوڑ دیا تھا۔ وہ جب واپس مدینہ کی طرف آرہے تھے تو انہیں راستہ میں قبیلہ بنوعامر کے دو آدمی ملے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکے تھے چونکہ عمرو کو اس عہد و پیمان کا علم نہیں تھا اس لئے اس نے موقع پا کر ان دو آدمیوں کو شہداء بئر معونہ کے بدلے میں قتل کر دیا جن کے قتل کا باعث قبیلہ بنوعامر کا ایک رئیس عامر بن طفیل ہوا تھا۔ گو جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے خود قبیلہ بنوعامر کے لوگ اس قتل وغارت سے دست کش رہے تھے۔ جب عمرو بن امیہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا عرض کیا اور ان دو آدمیوں کے قتل کا واقعہ بھی سنایا۔ آپؐ کو جب ان دو آدمیوں کے قتل کی اطلاع ہوئی تو آپؐ عمرو بن امیہ کے اس فعل پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ وہ تو ہمارے معاہد تھے اور آپؐ نے فوراً ان ہر دو مقتولین کا خون بہا ان کے ورثاء کو بھجوا دیا لیکن چونکہ قبیلہ بنوعامر کے لوگ بنونضیر کے بھی حلیف تھے اور بنونضیر مسلمانوں کے حلیف تھے اس لئے معاہدہ کی رو سے اس خون بہا کا بار حصہ رسدی بنونضیر پر بھی پڑتا تھا۔ چنانچہ آپؐ اپنے چند صحابیوں کو ساتھ لے کر بنونضیر کی آبادی میں پہنچے اور ان سے یہ سارا واقعہ بیان کر کے خون بہا کا حصہ مانگا۔ انہوں نے بظاہر آپؐ کے تشریف لانے پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپؐ تشریف رکھیں ہم ابھی اپنے حصہ کا روپیہ ادا کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ مع اپنے چند اصحاب کے ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بنونضیر باہم مشورہ کیلئے ایک طرف ہو گئے اور ظاہر یہ کیا کہ ہم روپے کی فراہمی کا انتظام کر رہے ہیں لیکن بجائے روپے کا انتظام کرنے کے انہوں نے یہ مشورہ کیا کہ یہ ایک بہت ہی اچھا موقع ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکان کے سایہ میں دیوار کے ساتھ لگے بیٹھے ہیں کوئی شخص دوسری طرف سے مکان پر چڑھ جاوے اور پھر ایک بڑا پتھر آپؐ کے اوپر گرا کر آپؐ کا کام تمام کر دے۔ یہود میں سے ایک شخص سلام بن مشکم نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ ایک غداری کا فعل ہے اور اس عہد کے خلاف ہے جو ہم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کر چکے ہیں، مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور بالآخر عمرو بن حجاش نامی ایک یہودی ایک بہت بھاری پتھر لے کر مکان کے اوپر چڑھ گیا اور قریب تھا کہ وہ اس پتھر کو اوپر سے لڑھکا دیتا مگر روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہود کے اس بد ارادے سے بذریعہ وحی اطلاع دے دی اور آپؐ جلدی سے وہاں سے اٹھ آئے اور ایسی جلدی میں اٹھے کہ آپؐ کے اصحاب نے بھی اور یہود نے بھی یہ سمجھا کہ شاید آپؐ کسی حاجت کے خیال سے اٹھ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپؐ کا انتظار کرتے رہے، لیکن آپؐ وہاں سے اٹھ کر سیدھے مدینہ میں تشریف لے آئے۔ صحابہ نے تھوڑی دیر آپؐ کا انتظار کیا، لیکن جب آپؐ واپس تشریف نہ لائے تو وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھے اور آپؐ کو ادھر ادھر تلاش کرتے ہوئے بالآخر خود بھی مدینہ پہنچ گئے۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہود کی اس خطرناک سازش کی اطلاع دی اور پھر قبیلہ اوس کے ایک رئیس محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا کہ تم بنونضیر کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ اس معاملہ کے متعلق بات چیت کرو اور ان سے کہو کہ چونکہ وہ اپنی شرارتوں میں بہت بڑھ گئے ہیں اور ان کی غداری انتہاء کو پہنچ گئی ہے اس لئے اب انکا مدینہ میں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ وہ مدینہ کو چھوڑ کر کہیں اور جا کر آباد ہو جائیں اور آپؐ نے ان کیلئے دس دن کی معیاد مقرر فرمائی۔

محمد بن مسلمہ جب ان کے پاس گئے تو وہ سامنے سے بڑے تمرّد سے پیش آئے اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہہ دو کہ ہم مدینہ سے نکلنے کیلئے تیار نہیں ہیں تم نے جو کرنا ہو کر لو۔ جب ان کا یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپؐ نے بےساختہ فرمایا ''اللہ اکبر یہود تو جنگ کیلئے تیار بیٹھے ہیں اسکے بعد آپؐ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا اور صحابہ کی ایک جمعیت کو ساتھ لے کر بنونضیر کے خلاف میدان میں نکل آئے۔

یہ وہ روایت ہے جس کی اکثر مؤرخین نے اتباع کی ہے۔ حتّٰی کہ یہی روایت تاریخ میں عام طور پر شائع اور متعارف ہو گئی ہے، لیکن اس کے مقابل پر امام زہری کی یہ روایت صحیح احادیث میں مروی ہوئی ہے کہ جنگ بدر کے بعد مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خاص طور پر کس سال اور کس ماہ میں مکہ کے رؤساء نے بنونضیر کو یہ خط لکھا تھا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرو ورنہ ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے۔ اس پر بنونضیر نے باہم مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ کسی حکمت عملی کے ساتھ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جاوے اور اس کیلئے انہوں نے یہ تجویز کی کہ آپؐ کو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلائیں اور وہاں موقع پا کر آپؐ کو قتل کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کو کہلا بھیجا کہ ہم آپؐ کے ساتھ اپنے علماء کا مذہبی تبادلہ خیالات کروانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم پر آپؐ کی صداقت ظاہر ہو گئی تو ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ پس آپ مہربانی کر کے اپنے کوئی سے تیس اصحاب کو ساتھ لے کر تشریف لے آئیں۔ ہماری طرف سے بھی تیس علماء ہوں گے اور پھر باہم تبادلہ خیالات ہو جائے گا۔ ایک طرف تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا اور دوسری طرف یہ تجویز پختہ کر کے اسکے مطابق پوری پوری تیاری بھی کر لی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو یہی یہودی ''علماء'' جن کے پاس خنجریں پوشیدہ ہوں موقع پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ مگر قبیلہ بنونضیر کی ایک عورت نے ایک انصاری شخص کو جو رشتہ میں اسکا بھائی لگتا تھا اپنے قبیلہ والوں کے اس بد ارادے سے بروقت اطلاع دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ابھی گھر سے نکلے ہی تھے یہ اطلاع پا کر واپس تشریف لے آئے اور فوراً تیاری کا حکم دیا اور صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر بنونضیر کے قلعوں کی طرف روانہ ہو گئے اور جاتے ہی ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر ان کے رؤساء کو پیغام بھیجا کہ جو حالات ظاہر ہوئے ہیں ان کے ہوتے ہوئے میں تمہیں مدینہ میں نہیں رہنے دے سکتا جب تک کہ تم ازسرنو میرے ساتھ معاہدہ کر کے مجھے یقین نہ دلاؤ کہ آئندہ تم بدعہدی اور غداری نہیں کرو گے۔ مگر یہود نے معاہدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اس طرح جنگ کی ابتدا ہو گئی اور بنونضیر نہایت متمرّدانہ طریق پر قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ دوسرے دن آپؐ کو یہ اطلاع ملی یا آپؐ نے قرآئن سے خود معلوم کر لیا کہ یہود کا دوسرا قبیلہ بنوقریظہ بھی کچھ بگڑ بیٹھا ہے۔ چنانچہ آپؐ صحابہ کے ایک دستہ کو ساتھ لے کر بنوقریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ بنوقریظہ نے جب دیکھا کہ راز کھل گیا ہے تو وہ ڈر گئے اور معافی کے خواستگار ہو کر ازسرنو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امن وامان اور باہمی اعانت کا معاہدہ کر لیا۔ جس پر آپؐ نے ان کا محاصرہ اٹھا لیا اور پھر بنونضیر کے قلعوں کی طرف تشریف لے آئے، لیکن بنونضیر بدستور اپنی ضد اور عداوت پر اَڑے رہے اور ایک باقاعدہ جنگ کی صورت پیدا ہو گئی۔

یہ وہ دو مختلف روایتیں ہیں جو غزوہ بنونضیر کے باعث کے متعلق بیان کی گئی ہیں اور گو تاریخی لحاظ سے مؤخر الذکر روایت زیادہ درست اور صحیح ہے اور دوسری احادیث میں بھی زیادہ تر اسی روایت کی تائید پائی جاتی ہے، لیکن چونکہ پہلی روایت کو مؤرخین نے زیادہ کثرت کے ساتھ قبول کیا ہے اور بعض صحیح احادیث میں بھی اس کی صحت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے باوجود زہری کے قول کو ترجیح دینے کے قبیلہ عامر کے دو مقتولوں کی دیت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس لئے ہماری رائے میں اگر دونوں روایتوں کو صحیح سمجھ کر ملا لیا جاوے تو کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ البتہ اس سے غزوہ کے زمانہ کے متعلق ان روایتوں میں سے کسی ایک روایت کو ترجیح دینی پڑے گی کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے ہر دو روایات کو صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنونضیر کی طرف سے مختلف مواقع پر مختلف اسباب جنگ کے پیدا ہوتے رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ڈھیل دیتے رہے اور درگزر سے کام فرمایا۔ لیکن جب آخری سبب بئر معونہ کے واقعہ کے بعد ہوا، تو آپؐ نے انہیں ان کی ساری کارروائیاں جتلا کر ان کے خلاف فوج کشی فرمائی۔ گویا یہ جتنے مختلف اسباب بیان ہوئے ہیں یہ سب اپنی اپنی جگہ درست تھے مگر آخری تحریکی سبب وہ تھا جو بنوعامر کے دو مقتولوں کی دیت کے مطالبہ کے وقت پیش آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کعب بن اشرف جس کے قتل کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اور جس نے مسلمانوں کے خلاف گویا ایک آگ بھڑکا رکھی تھی وہ بھی بنونضیر سے تعلق رکھتا تھا۔

بہر حال یہود کے قبیلہ بنونضیر نے خلاف عہدی اور غداری کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ باندھا اور جب ان سے یہ کہا گیا کہ ان حالات میں تمہارا مدینہ میں رہنا ٹھیک نہیں ہے تم یہاں سے چلے جاؤ تو انہوں نے تمرّد اور سرکشی سے کام لیا اور تجدید معاہدہ سے انکار کر کے جنگ کیلئے تیار ہو گئے۔ اس لئے مجبوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے خلاف میدان میں نکلنا پڑا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے پیچھے مدینہ کی آبادی میں ابن مکتوم کو امام صلوٰۃ مقرر فرمایا اور خود صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکل کر بنونضیر کی بستی کا محاصرہ کر لیا اور بنونضیر اس زمانہ کے طریق جنگ کے مطابق قلعہ بند ہو گئے غالباً اسی موقع پر عبداللہ بن ابیّ بن سلول اور دوسرے منافقین مدینہ نے بنونضیر کے رؤساء کو یہ کہلا بھیجا کہ تم مسلمانوں سے ہرگز نہ دبنا، ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہاری طرف سے لڑیں گے۔ لیکن جب عملاً جنگ شروع ہوئی تو بنونضیر کی توقعات کے خلاف ان منافقین کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ کھلم کھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف میدان میں آئیں اور نہ بنوقریظہ کو یہ ہمت پڑی کہ مسلمانوں کے خلاف میدان میں آکر بنونضیر کی برملا مدد کریں۔ گو دل میں وہ ان کے ساتھ تھے اور درپردہ ان کی امداد بھی کرتے تھے جس کا مسلمانوں کو علم ہو گیا تھا۔ بہر حال بنونضیر کھلے میدان میں مسلمانوں کے مقابل پر نہیں نکلے اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے، لیکن چونکہ ان کے قلعے اس زمانہ کے لحاظ سے بہت مضبوط تھے اس لئے ان کو اطمینان تھا کہ مسلمان ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اور آخرکار خود تنگ آکر محاصرہ چھوڑ جائیں گے اور اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت ایسے قلعوں کا فتح کرنا واقعی ایک بہت مشکل اور پرازمشقت کام تھا اور ایک بڑا طویل محاصرہ چاہتا تھا۔ چنانچہ کئی دن تک مسلمان برابر محاصرہ کئے رہے، لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ جب محاصرہ پر چند دن گزر گئے اور کوئی نتیجہ نہ نکلا اور بنونضیر بدستور مقابلہ پر ڈٹے رہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ بنونضیر کے ان کھجوروں کے درختوں میں سے جو قلعوں کے باہر تھے بعض درخت کاٹ دئے جائیں۔ یہ درخت جو کاٹے گئے لینہ قسم کی کھجور کے درخت تھے۔ جو ایک ادنیٰ قسم کی کھجور تھی جس کا پھل عموماً انسانوں کے کھانے کے کام نہیں آتا تھا اور اس حکم میں منشاء یہ تھا کہ تا ان درختوں کو کٹتا دیکھ کر بنونضیر مرعوب ہو جائیں اور اپنے قلعوں کے دروازے کھول دیں اور اس طرح چند درختوں کے نقصان سے بہت سی انسانی جانوں کا نقصان اور ملک کا فتنہ وفساد رک جائے۔ چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوئی اور ابھی صرف چھ درخت ہی کاٹے گئے تھے کہ بنونضیر نے غالباً یہ خیال کر کے کہ شاید مسلمان ان کے سارے درخت ہی جن میں پھل دار درخت بھی شامل تھے، کاٹ ڈالیں گے آہ وپکار شروع کر دی۔ حالانکہ جیسا کہ قرآن شریف میں تشریح کی گئی ہے صرف بعض درخت اور وہ بھی لینہ قسم کے درخت کاٹنے کی اجازت تھی اور باقی درختوں کے محفوظ رکھنے کا حکم تھا اور ویسے بھی عام حالات میں مسلمانوں کو دشمن کے پھل دار درخت کاٹنے کی اجازت نہیں تھی۔ بہر حال یہ تدبیر کارگر ہوئی اور بنونضیر نے مرعوب ہو کر پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد اس شرط پر قلعہ

باقی صفحہ نمبر 38 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1325) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اہلیہ صاحبہ عبدالعزیز صاحب سابق پٹواری سیکھواں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت ام المومنین مجھ سے دریافت کرتی تھیں کہ تمہارا گاؤں تو اوجلہ ہے تم سیکھواں کیوں رہتے ہو؟ حضورؑ نے فرمایا ''میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ چونکہ میاں عبدالعزیز کی ملازمت پٹوار سیکھواں میں ہے اور پٹواری کو مع عیال حلقہ میں رہنے کا حکم ہے اس واسطے ان کو سیکھواں میں رہنا پڑتا ہے۔''

(1326) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اہلیہ صاحبہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب (مہر سنگھ) بی اے نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے لڑکا پیدا ہوا اور فاطمہ اہلیہ مولوی محمد علی صاحب پوچھتی ہیں ''بشریٰ کی اماں! لڑکے کا نام کیا رکھا ہے!'' اتنے میں دائیں طرف سے آواز آتی ہے کہ ''نذیر احمد'' میرے خاوند نے یہ خواب حضرت اقدسؑ کو سنا دیا۔ جب میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ماسٹر صاحب نام پوچھنے گئے تو حضورؑ نے فرمایا کہ ''وہی نام رکھو جو خدا نے دکھایا ہے۔'' جب میں چلّہ نہا کر گئی تو حضورؑ کو سلام کیا اور دعا کیلئے عرض کی۔ آپ نے فرمایا ''انشاء اللہ'' پھر حضور علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا ''ایک نذیر دنیا میں آنے سے تو دنیا میں آگ برس رہی ہے اور اب ایک اور آ گیا ہے۔''

(1327) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اہلیہ صاحبہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب (مہر سنگھ) بی اے نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت صاحب اکثر گھر میں ٹہلا کرتے تھے۔ جب تھک کر لیٹ جاتے تو ہم لوگ حضورؑ کو دبانے لگ جاتے۔ آپ کو اکثر ضعف ہو جاتا تھا۔ اس وقت حضورؑ دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے اور جس قدر عورتیں وہاں ہوتیں ان سب کو بھی دعا کیلئے فرماتے تو ہم سب دعا کرتے۔ حضورؑ بہت ہی خوش اخلاق تھے اور بڑی محبت سے بات کیا کرتے تھے۔ جو کوئی حضورؑ سے اپنی تکلیف بیان کرتی حضورؑ بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے اور دعا فرماتے۔

(1328) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اہلیہ صاحبہ بابو فخر الدین صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک روز میرے باپ کا خط آیا میری دو چھوٹی بہنیں تھیں جن کی منگنی پیدا ہوتے ہی میری ماں نے اپنے بھائی کے گھر کر دی تھی۔ جب وہ جوان ہوئیں تو میرے چچا نے نالش کر دی کہ لڑکیوں کا نکاح تو میرے لڑکوں سے ہو چکا ہے۔ میرے باپ نے خط میں تمام حال لکھا تھا اور دعا کیلئے عرض کی تھی۔ میں خط لے کر حضورؑ کے پاس آئی۔ حضورؑ سب بال بچوں کو لے کر باغ میں سیر کو گئے ہوئے تھے۔ میں بیٹھی رہی۔ جب حضورؑ تشریف لائے تو جس حجرے میں حضورؑ بیٹھا کرتے تھے چلے گئے۔ میں نے دروازہ میں سے عرض کیا کہ حضورؑ! یہ خط میرے باواجی کا آیا ہے اور سب معاملہ عرض کیا۔ حضورؑ نے خط لے کر پڑھا اور سب حال بھی سنا کہ چچوں نے جھوٹا مقدمہ کر دیا ہے۔ فرمایا ''اچھا ہم دعا کریں گے۔'' دس بارہ دن کے بعد پھر خط آیا کہ چچوں نے مقدمہ کیا تھا واپس لے لیا ہے اور معافی بھی مانگی ہے کہ ہماری غلطی تھی۔ حضورؑ سن کر بہت خوش ہوئے اور کئی بار زبان مبارک سے ''الحمد للہ'' فرمایا اس کے بعد ہم رخصت لے کر چلے گئے۔

(1329) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ صفیہ بیگم صاحبہ شاہجہانپوری اہلیہ شیخ غلام احمدؓ صاحب نومسلم واعظ مجاہد نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضورؑ نے کچھ دوائیاں ایک لڑکی کے سپرد کی ہوئی تھیں کہ مجھے کھانے کے بعد دے دیا کرو۔ چونکہ آپ مہندی بھی لگاتے تھے اس لئے گرم پانی کی بھی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ دونوں کام اس لڑکی کے سپرد تھے۔ وہ اکثر بھول جاتی تھی اس لئے یہ کام آپ نے میرے سپرد کر دیئے تھے۔ میں نے اچھی طرح سرانجام دیا۔ ایک دفعہ جب میں بیمار ہوئی تو حضورؑ نے آ کر فرمایا ''صفیہ! کیا حال ہے؟'' چونکہ حضور علیہ السلام کھانا کھا چکے تھے اس لئے میں نے عرض کی۔ حضورؑ! اب تو بہت اچھا ہے مگر حضورؑ دوائی کھا لیویں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ''صفیہ کو بات خوب یاد رہتی ہے۔''

(1330) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مائی بھاگو و مائی بھانو صاحبہ قادر آباد نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک میراسی کہا کرتا تھا کہ حضرت صاحبؑ بچپن میں پڑھنے کی طرف بہت متوجہ رہتے تھے اور گھر سے جو کھانا آتا وہ غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے۔ کبھی گھر سے جا کر کھانا اٹھا لاتے۔ گھر والوں کو معلوم ہوتا کہ آپؑ تمام کھانا لے گئے ہیں، اس پر آپؑ کے والد صاحب فرماتے کہ ان کو کچھ نہ کہا کرو۔

(1331) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان میں بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے مائی فجو کے ہاتھ بلایا۔ حضور علیہ السلام اس وقت بیت الفکر میں بیٹھے تھے۔ میں دروازہ میں آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے عرض کی کہ ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم جائیں کیونکہ ہم ہجرت کر کے آئے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ''کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خدا تعالیٰ پھر لے آئے گا۔ فی امان اللہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔''

(1332) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمد علی صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں کئی بار بیعت کرنے کو گئی۔ ہم چار عورتیں تھیں۔ جب حضرت صاحب عصر کے بعد باہر سے تشریف لائے تو فرمایا کہ ''تُم یُوں بیٹھی ہو جس طرح بٹالہ میں مجرم بیٹھے ہوتے ہیں۔'' ہم سب کی بیعت لی۔ میں نے اپنے لڑکے اسکول میں داخل کرائے ہوئے تھے۔ استاد نے مارا۔ میں نے جا کر حضورؑ کے پاس شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا ''اب نہیں ماریں گے۔ تم کوئی فکر نہ کرو۔'' میں نے کہا حضور یتیم لڑکا ہے۔ اسکول والوں نے فیس لگا دی ہے۔ فرمایا ''فیس معاف ہو جائے گی۔ علاوہ اس کے ایک روپیہ ماہوار جیب خاص سے مقرر فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہ بورڈنگ میں نہیں جاتا، روتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ''کچھ حرج نہیں گھر میں ہی رہے۔''

(1333) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری پھوپھی صاحبہ (حضرت مصلح موعود کی تائی) نے ہمیں بتایا کہ ایک بار حضرت صاحبؑ چالیس دن تک ایک کمرہ میں رہے۔ گھر والے کچھ کھانا بھیج دیتے کبھی آپؑ کھا لیتے کبھی نہ کھاتے۔ جب چالیس دن کے بعد باہر تشریف لائے تو آپؑ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ ''جو بھی دنیا کی نعمتیں ہیں وہ میں سب تم کو دوں گا۔ دور دراز ملکوں سے لوگ تیرے پاس آویں گے۔'' تو ہم سب ہنستے تھے۔ اب دیکھو وہ سب باتیں پوری ہو گئیں۔

(1334) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اہلیہ صاحبہ مولوی حکیم قطب الدین صاحب قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؑ نے فرمایا ''عرق مکو کی بوتل لاؤ۔'' میں لے گئی۔ آپ اکثر ٹہلا کرتے تھے۔ آپ کی چابیوں کا گچھا ازار بند میں بندھا ہوا ہوتا تھا جو کہ لاتوں سے لگتا رہتا تھا۔ میری لڑکیاں زندہ نہیں رہتی تھیں۔ جب یہ چھٹی پیدا ہوئی جس کا نام عائشہ ہے تو میں اس کو لے کر حضور کی خدمت میں گئی۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ ''حضرت جی! اس کی لڑکیاں زندہ نہیں رہتیں۔ مر جاتی ہیں۔ آپؑ دعا کریں کہ یہ زندہ رہے اور اس کا نام بھی رکھ دیں۔'' حضور علیہ السلام نے لڑکی کو گود میں لے کر دعا کی اور فرمایا ''اس کا نام جیونی ہے۔'' چونکہ جیونی اس نائن کا نام بھی تھا جو خادمہ تھی۔ میں نے کہا کہ حضورؑ جیونی تو نائن کا نام بھی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا ''جیونی کے معنی ہیں زندہ رہے۔ اس کا اصل نام عائشہ ہے۔'' اب یہ میری چھٹی لڑکی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب تک زندہ ہے اور صاحب اولاد ہے۔

(1335) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ اللہ جوائی صاحبہ اہلیہ مستری قطب الدین صاحب وطن گجرات گولیکی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرا سب خاندان احمدی تھا صرف میں ہی غیر احمدی تھی۔ میری دیورانی نے ایک روز کہا کہ امام مہدی آیا ہوا ہے اسے مان لو۔ میں نے جواب دیا کہ میرا امام مہدی آسمان سے اترے گا۔ میں اسے مانوں گی تمہارا آ گیا ہے تم اس کو مان لو، میں نہیں مانتی۔ میں نے ان دنوں میں نماز بھی چھوڑ دی تھی محض اس لئے کہ احمدیوں کے گھر میں نماز پڑھنے سے میری نماز ضائع ہو جاوے گی۔ اسکے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ 'ایک سڑک بہت لمبی چوڑی ہے اس پر بہت سے آدمی پھاوڑے لئے کھڑے ہیں اور سب سے آگے میں ہوں۔ ایک شخص سفید کپڑے اور سفید داڑھی والا خوبصورت درمیانہ قد ہے۔ وہ شخص یہ آواز دے رہا ہے کہ احمدیوں کا ٹولہ آ رہا ہے۔ دوزخ کی نالیں بند کر دو۔ یہ آواز اس شخص نے دو دفعہ دی۔ ایک اور شخص دراز قد سیاہ فام جس کے سر پر سرخ ٹوپی تھی، اٹھا اس نے بڑے بڑے ڈھکنے ہاتھ میں پکڑ کر دروازوں کو بند کر دیا۔ آگے ایک دروازہ ہے میں اس میں سے گزری تو دیکھا کہ اس میں اندر سبز رنگ کے نہایت خوبصورت درخت ہیں اور گھاس کا بھی بہت ہی سبزہ ہے۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے صبح اٹھ کر نماز شروع کر دی۔ میری دیورانی نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج تو نے نماز کس لئے پڑھی ہے؟ میں نے کہا کہ میں آج امام مہدی پر ایمان لے آئی ہوں۔

(1335) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے والد مولوی عبدالغنی صاحب نومسلم تھے۔ میں تین سال کی تھی کہ ابا فوت ہو گئے تھے۔ میرے چھ بھائی تھے اور میں اکیلی ان کی بہن تھی کہ ہم یتیم ہو گئے تھے۔ میں اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں ڈاکٹر اقبال علی غنی اور منظور علی صاحب مرحوم سے بڑی تھی۔ ہم امرتسر میں رہتے تھے۔ میرے دونوں بڑے بھائی ڈاکٹر علی اظفر صاحب اور فیض علی صابر جب جوان ہوئے تو مشرقی افریقہ چلے گئے تھے اور وہیں احمدی ہو گئے تھے۔

میں کوئی بارہ سال کے قریب عمر کی ہوں گی کہ بھائی فیض علی صابر صاحب کو دو تین دن کے واسطے گھر امرتسر آنے کا موقع ملا۔ وہ اتفاق اس طرح ہوا کہ ان کی اور ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم مغفور کی نوکری یوگنڈا ریلوے کے مریض قلیوں اور ملازموں کو جو بیمار ہو کر کام کے لائق نہیں رہے تھے واپس بمبئی تک پہنچانے کی لگی۔ ان کے جہاز نے ایک ہفتہ قیام کے بعد بمبئی سے واپس ممباسہ کو جانا تھا اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر یہ دونوں حضرت مسیح موعودؑ سے دستی بیعت کرنے کے واسطے روانہ ہو پڑے۔ رات کو بارہ بجے امرتسر گھر پہنچے صبح کو قادیان چلے گئے۔ دوسرے دن بیعت کر کے آئے اور واپس بمبئی چلے گئے۔

(1337) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری والدہ مکرمہ مرحومہ مدفونہ بہشتی مقبرہ نمبر 130 بہت نیک پاک اور عبادت گزار تھیں، جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے احمدی ہو گئے ہیں تو اس لحاظ سے کہ وہ نیک ہو گئے ہیں اور نماز روزہ کے پابند بھی ہو گئے ہیں وہ خوش تھیں لیکن ہمارے ہمسایہ اور رشتہ دار ان کو ڈراتے تھے کہ تیرے بیٹے کافر ہو گئے ہیں۔ مرزا صاحب کی نسبت طرح طرح کے اتہام لگاتے اور بکواس کرتے تو وہ رویا کرتی تھیں اور دعا مانگتی تھیں کہ اللہ کریم! ان کی اولاد کو سیدھے رستہ پر رکھے۔ میرے دل میں اس وقت سے کچھ اثر یا ولولہ احمدیت کا ہو گیا تھا جسے میں ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔ رشتہ دار مخالف تھے۔ ان کے بہکانے سے والدہ بھی مخالف ہی معلوم ہوتی تھیں۔ اتفاق یہ ہوا کہ بھائی فیض علی صاحب صابر قریباً ایک سال کے بعد بیمار ہو جانے کی وجہ سے ملازمت چھوڑ کر واپس آ گئے۔ گھر میں کوئی نگران بھی نہ تھا اس لئے بھی دوسرے بھائیوں نے ان کو بھیج دیا۔ ان دنوں میرے دوسرے دو بھائی مظہر علی طالب اور منظر علی وصال بھی افریقہ چلے گئے ہوئے تھے۔ بھائی فیض علی صاحب صابر جب واپس آئے تو قادیان آتے جاتے رہتے تھے اور گھر میں وہاں کے حالات سنایا کرتے تھے جس سے مجھے تو گونہ تسلی ہوتی لیکن والدہ ماجدہ مرحومہ کو مخالفوں نے بہت ڈرایا ہوا تھا۔

(1338) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ہمارے گھر میں پرانے رسم و رواج اور پردہ کی بڑی پابندی تھی۔ کنواریوں کو سخت پابندی سے رکھا جاتا تھا۔ اچھی وضع کے کپڑے، مہندی، سرمہ اور پھول وغیرہ کا استعمال ان کیلئے ناجائز تھا۔ ایک مرتبہ بھائی صاحب چھوٹے بھائیوں کے واسطے کوٹوں کا کپڑا لائے۔ میرے دل میں خیال پیدا ہو کہ میں بھی اسکی صدری بنا سکتی بچپن کی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی بچوں سے اسی طرح کا علیٰ قدر مراتب ہوتا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اگر حضرت صاحبؑ سچے ہیں تو خدا کرے اس

باقی صفحہ نمبر 38 پر ملاحظہ فرمائیں

مصلح موعودؓ کا نام فضل عمر کیوں رکھا گیا؟

(حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک پہچان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمائی ہے کہ الہاماً مجھ پر اسکا ایک نام فضل عمر بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ یعنی اسکی شناخت ان فضیلتوں کی موجودگی سے ہو سکے گی جو حضرت عمرؓ (بن خطاب) میں پائی جاتی ہیں اور ان میں ایک فضیلت تو ایسی ہے کہ وہ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے دنیا کے کسی اور فرد بشر میں پائی ہی نہیں جاسکتی یعنی

(1)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے زمانہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا دوسرا خلیفہ ہونا جیسا کہ حضرت عمرؓ (بن خطاب) بعثت اولیٰ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ تھے۔ یہ فضل یا فضیلت ایسی محکم اور ایسی غیر منفک ہے کہ حضرت فضل عمر سے نہ تو پہلے کوئی ایسا شخص ہوا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا خلیفہ ہونے کا فخر حاصل ہو نہ آئندہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوسکتا ہے جو اس عہدہ پر سرفراز ہو سکے۔ تیسرا چوتھا پانچواں بیسواں غرض ہر نمبر کا خلیفہ اس سلسلہ میں آ سکتا ہے مگر نہیں آ سکتا تو دو دوسرا۔ رہے غیر مبایعین سو وہ تو سرے سے خلافت ہی کے قائل نہیں اور جو کچھ اَور لوگ مصلح موعود ہونے کے مدعی ہیں ان سب میں سے کسی ایک کو بھی جماعت احمدیہ کی خلافت بحیثیت دوسرے خلیفہ مسیح موعود ہونے کے حاصل نہیں اور نہ انہوں نے کبھی ایسا دعویٰ کیا۔ پس یہ ایک ایسا محکم تعین کا نشان مصلح موعود کیلئے بیان کیا گیا ہے جس میں اشتباہ کا دخل ہی نہیں رہا اور سوائے ایک انسان کے کوئی اس عہدے کا مدعی ہی نہیں ہوسکتا اور اس صفاتی نام سے ہی پتہ لگ جاتا ہے کہ مصلح موعود کون ہے؟ اور اگر غور کیا جاوے تو ایسی محکم علامات چار ہیں (1) آپکا حضرت مسیح موعودؑ کے تخم ذریت اور نسل سے ہونا (2) آپ کا نو سالہ میعاد کے اندر پیدا ہونا (3) آپ کا بشیر اوّل کے معاً بعد تولد ہونا (4) اور آپ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا دوسرا خلیفہ ہونا۔

(2)

اس مخصوص فضل کے سوا بعض اور فضیلتیں بھی حضرت عمرؓ (بن خطاب) کی ہیں جو حضرت فضل عمر میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ جس طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتوحات بہت وسیع ہوگئی تھیں اور اسلام نے بہت ترقی کی تھی اور اکثر متمدن ممالک میں افواج اسلامیہ اور مبلغین اسلام جا پہنچے تھے، اسی طرح حضرت فضل عمر کے زمانہ میں بھی احمدیت اور اسلام کے مبلغ دنیا کے اکثر ممالک اور زمین کے اکثر گوشوں اور کناروں تک پہنچ چکے ہیں اور سلسلہ کی کتابیں، حالات اور اخبارات اکثر بیرونی اور اجنبی ممالک میں نفوذ کر چکے ہیں اور احمدیت کی فتوحات، رعب، وسعت اور غنائم محتاج بیان نہیں ہے۔ نیز حضور کے علوم نے لوگوں کو نہایت درجہ سیراب کر دیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کی بابت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک کنواں ہے جس پر ڈول رکھا ہے۔ ابوبکرؓ نے ایک دو ڈول ناتوانی کے ساتھ کنویں میں سے نکالے۔ پھر وہ ڈول ایک چرسہ بن گیا اور عمرؓ نے اس سے اتنا پانی نکالا کہ آدمی اور اونٹ سب سیراب ہوگئے۔ سو یہ دوسری مماثلت ہے حضرت فضل عمر کی حضرت عمرؓ کے ساتھ۔

(3)

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ میں نے دودھ پیا یہاں تک کہ میرے ناخنوں تک اسکی تری پہنچ گئی۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اسکی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا اس سے مراد علم ہے۔ پس جس طرح حضرت عمرؓ کو نبوت کے علم میں سے حصہ ملا تھا اسی طرح حضرت فضل عمر کو بھی حصہ ملا اور دوست دشمن اس کرامت کے مقر ہیں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ یاد رکھنا کافی ہوگا کہ حضرت عمرؓ کے کام کرنے کی طاقت اور آنجناب کا علم جن کا ہم نے نمبر 2 اور نمبر 3 میں ذکر کیا ہے ایسا ہی حال حضرت فضل عمر کا بھی ہے کہ جسمانی کام کی قوت اور علمی قوت دونوں کو مظاہرہ قریباً ہر قادیان میں رہنے والے احمدی کے سامنے ہوتا رہتا ہے اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام میں اشارہ ہے کہ ایک فرزند تمہیں عطا کیا جائے گا جو قوی الطاقتین ہوگا اور یہ کہ وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائے گا۔

(4)

حضرت عمرؓ اپنی اس بات پر بھی فخر کیا کرتے تھے کہ میں نے بعض باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیں تو میری عرضداشت کے بعد میری مرضی کے مطابق قرآنی آیتیں بھی نازل ہوگئیں۔ منجملہ ان کے ایک آیت حجاب بھی ہے۔ حضرت فضل عمر کی عمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اتنی تو نہ تھی کہ وہ حضور کو کوئی مشورہ دیا کرتے لیکن ایک رنگ تو ارد الہامی کا یہاں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کی مثال وہ رؤیا حضرت فضل عمر کی ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَةً والا الہام ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں آج رات واقعی مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ پس جس طرح حضرت عمر کا القا ربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی صورت میں ظاہر ہوا اسی طرح حضرت فضل عمر کا رویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کی صورت میں نمودار ہوا۔ یہ چوتھی مماثلت تھی۔

(5)

پانچویں مماثلت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دنیا میں ان کے جنتی ہونے کی بشارت دے دی تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی حضرت فضل عمر کو اپنی اولاد میں ہونے کی وجہ سے جنت کی بشارت اسی دنیا میں دے دی۔ جب آپؑ نے یہ فرمایا کہ مقبرہ بہشتی میں داخل ہونے کیلئے میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے......اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔ یعنی میری اولاد اور میری بیوی کو خدا تعالیٰ نے جنتی بنایا ہے اور مجھے ان کے بہشتی ہونے کی اطلاع اسکی طرف سے مل چکی ہے۔ علاوہ ازیں مخصوص طور پر بھی حضور علیہ السلام کو جنتی ہونے کی بشارت حضرت فضل عمر کے تولد ہونے سے پہلے ہی الہاماً بتا دی گئی تھی۔ جیسے کہ فرمایا ’’تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا‘‘ یعنی برخلاف قول مولوی مصری کے پسر موعود کا انجام اچھا ہوگا اور اسکی روح کا رفع آسمان کی طرف ہوگا۔

(اس موقع پر ایک ضمنی بات بیان کرنی ضروری ہے کہ پیغامی کہا کرتے ہیں کہ اوروں کیلئے تو یہ مقبرہ بہشتی تھا مگر مسیح موعود کے اہل وعیال کیلئے یہ خاندانی مقبرہ ہے کیونکہ ان کی طرف سے کوئی وصیت کی رقم داخل نہیں کی گئی۔ اسکے جواب میں یاد رکھنا چاہئے کہ حضور انور نے مقبرہ کی بنیاد رکھنے کے وقت اپنی جائداد میں سے اس وقت کے حساب سے ایک ہزار روپیہ کی زمین چندہ میں یعنی وصیت میں دی تھی۔ حضور کو تو خود وصیت کی ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ کو تو فریقین بااتفاق رائے جنتی مانتے ہیں۔ ایک ہزار روپے کی زمین حضور نے دراصل اپنے اہل وعیال ہی کی طرف سے دی تھی)

(6)

چھٹی مشابہت حضرت عمرؓ اور حضرت فضل عمرؓ کے مزاجوں کی مماثلت ہے۔ حضرت عمر کی غیرت دینی اور جلال کون ہے جو نہیں جانتا اور یہاں حضرت فضل عمر کے بارے میں یہ الہام ہے ’’جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کا موجب ہوگا۔‘‘ نیز ’’خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔‘‘

سب جماعت کے لوگ جانتے ہیں کہ دینی معاملہ میں غیرت اور جلال حضرت فضل عمر کی ایک نمایاں خصوصیت ہے جس طرح کہ وہ حضرت عمرؓ کی تھی۔

(7)

ساتویں مشابہت حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت فضل عمرؓ کی یہ ہے کہ آپ بھی محدث ہیں یعنی ملہم اور حضور کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے (یعنی کلام)

اسی طرح حضرت عمرؓ کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امم سابقہ کے محدثوں کی طرح عمرؓ بھی ایک محدث اور ملہم ہے۔ چناچہ کئی آیتوں کے مضامین پہلے حضرت عمر کے دل پر نازل ہوئے پھر قرآن میں وحی متلو کی صورت میں آگئے۔ اور بعض آپ کے رویاء اور کشف بھی مشہور ہیں۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد فوراً ہی کسی نبی نے آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا یا یہ کہ میں نہ مبعوث ہوتا تو عمر مبعوث ہوتا۔ یہ سب باتیں نور نبوت اور الہامی فطرت اور وحی کی برداشت کی طاقت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان ہی باتوں کو احمدیہ جماعت کے لوگ حضرت فضل عمر میں بھی ہمیشہ سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی گائے لئے جاتا تھا کہ تھکان کے مارے خود اس گائے پر سوار ہوگیا۔ گائے نے اس سے کہا کہ ہم تو کاشتکاری کیلئے پیدا کی گئی ہیں نہ کہ سواری کیلئے۔ صحابہ نے عرض کیا سبحان اللہ کیا گائے بیل بھی بولا کرتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اس بات کو مانتا ہوں بلکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی مانتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس مجلس میں موجود نہ تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں صاحب کشف تھے کیونکہ سب معاملہ اس گائے کی تقریر کا کشفی ہے۔ رہا اس کا ثبوت سو یہ ہے کہ ایک دفعہ اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت عمرؓ نے جمعہ کا خطبہ پڑھتے پڑھتے ’’یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل‘‘ پکار کر فرمایا۔ حاضرین خطبہ حیران ہوئے اور بعد نماز جمعہ اسکی بابت آپ سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسلامی لشکر کو میدان جنگ میں سخت مصیبت میں دیکھا اور ساتھ ہی یہ نظارہ دیکھا کہ اگر وہ پہاڑ کی طرف پناہ لے لیں تو بچ سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے سردار لشکر ساریہ کو آواز دی کہ پہاڑ کی پناہ لو، پہاڑ کی پناہ لو۔ کچھ مدت کے بعد جب اس لشکر کے لوگ مدینہ آئے تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم دشمن کے نرغے میں آگئے تھے لیکن ایک آواز آئی کہ اَے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ پس ہم ادھر چلے گئے اور تباہی سے محفوظ ہوگئے۔ سو یہ مشہور کشف ہے جو حضرت عمرؓ کا صاحب کشف ہونا ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح اذان کے کلمات بھی آپ کی معرفت ہی ہم مسلمانوں کو ملے ہیں۔ پس چونکہ وہ خود محدث، ملہم اور صاحب کشف تھے اسلئے ان کیلئے یہ ماننا کیا مشکل تھا کہ بیل کلام کرتا ہے یا بھیڑیا بولتا ہے۔ ہاں عام لوگوں کیلئے یہ بات واقعی قابل فہم تھی۔

اسی طرح ہمارے فضل عمر بچپن سے صاحب کشف ورؤیا والہام ہیں اور انکا صرف ایک یمزقنھم والا الہام ہی 1914ء سے آج تک ہتھوڑے کی

طرح اہل پیغام کو توڑ توڑ کر اور پراگندہ کر کر کے دائمی حجت ان لوگوں پر پوری کر رہا ہے اور جب سے یہ دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی ہے تب سے تو یہ سلسلہ بہت نمایاں اور کثرت سے ہوگیا ہے۔ یہ ساتویں مشابہت ہوئی۔

(8)

آٹھویں مشابہت حضرت فضل عمر کی حضرت عمرؓ سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ اللہَ وَضَعَ الْحَقَ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنی اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان پر رکھا ہے۔ اور ایک جگہ روایت ہے کہ خدا نے حق کو عمر کی زبان اور دل دونوں پر جاری کیا ہے۔ سو ایسے ہی الفاظ حضرت فضل عمر کے حق میں الہام الٰہی نے فرمائے ہیں جہاں آپ کو مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کہا گیا ہے اور آپ کے آنے کو جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ فرمایا گیا ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَال۔ پس یہ آٹھویں مماثلت ہوئی۔

(9)

نویں مماثلت دین کے متعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رؤیا دیکھی کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں اور وہ قمیصیں پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کی قمیص چھاتی تک ہے کسی کی اس سے بھی کم۔ اتنے میں عمر آپ کے روبرو لائے گئے۔ اس حال میں کہ ان کی قمیص اتنی لمبی تھی کہ زمین پر گھسٹتی جاتی تھی اور وہ اسے کھینچتے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور اس خواب کی کیا تعبیر ہے آپ نے فرمایا دین۔ سو یہاں بھی یہی حال ہے کہ اس قدر دین اور قرآن کے حقائق و معارف حضرت فضل عمر کو دیئے گئے ہیں کہ ہر جلسہ پر آنے والا، ہر مجلس میں حاضر ہونے والا، ہر خطبے کا سننے والا اور ہر وہ شخص جو آپ کی کتابوں اور تفسیر کا مطالعہ کرتا ہے اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ واقعی سر سے پیر تک یہ شخص دین اور کلام اللہ کے معارف سے اس طرح بھرا ہوا ہے جس طرح بلاٹنگ پیپر اگر پانی میں ڈالا جائے تو پانی سے بھر جاتا ہے اور اسکے ہر بُن مُو سے دین ہی دین پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے۔ اور ہمارے لئے تو یہی کافی ہے کہ نبوت جیسے عظیم الشان دینی مسئلہ کی حقیقت حضور کی وجہ سے ہی جماعت میں متمکن ہوئی۔

(10)

دسویں مشابہت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا الٰہی اسلام کو معزز اور غالب کردے یا تو ابوجہل کو مسلمان کر کے یا عمر ابن خطاب کو مسلمان کر کے۔ سو حضرت عمر کو خدا نے مسلمان کر دیا اور ان کی وجہ سے اسلام کی نصرت، عزت اور غلبہ کچھ تو فوراً ظاہر ہوگیا۔ لیکن آگے چل کر آپ کی خلافت کے زمانہ میں تو اس قدر غلبہ اور نصرت اسلام کو حاصل ہوئی کہ حدّ بیان سے باہر ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت فضل عمر بھی حضرت مسیح موعودؑ کی چالیس شبانہ روز کی دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ میری اولاد کے ذریعے خدا نے ترقی و نصرت اسلام کی بنیاد ڈالنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ وعدہ بھی ہم نے اس مصلح موعود کے زمانہ میں بشدت پورا ہوتا دیکھ لیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

(11)

مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ نظام سلسلہ کا قیام اور ہر قومی محکمہ کا الگ الگ تعین، مجلس شوریٰ کا قیام کرنا، سنہ ہجری شمسی کی ترویج، مختلف قسم کی جماعتی مردم شماریوں کی ابتداء، شعر کا ذوق، قوت تقریر، امیرالمومنین کا لقب اختیار کرنا، سیاست و تدبیر، عورتوں کے حقوق اور تعلیم کا انتظام دین کیلئے واقفین کا سلسلہ چلانا۔ غرض یہ اور ایسی بہت سی اور باتیں ہیں جو حضرت عمرؓ کی طرح اس زمانہ میں آپ کی امتیازی خصوصیات میں داخل ہیں۔

(مطبوعہ الفضل 20 رفروری 1944ء)

ارشاد باری تعالیٰ

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

(سورۃ المجادلہ:22)

ترجمہ: اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے

طالب دعا: سید بشیرالدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

جمعہ کا دن

28 صلح 1323 ہش

(از حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

28 صلح (28 جنوری 1944ء) کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مسجد اقصیٰ قادیان کے منبر پر رونق افروز ہو کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس پس منظر میں یہ دلچسپ منظوم کلام ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

مصلح موعود نے دعویٰ کیا جمعہ کے دن
اور جماعت نے بھی اٰمَنَّا کہا جمعہ کے دن

تھا مہینہ صلح کا، تاریخ اٹھائیسویں
جب حریفوں کا سبھی جھگڑا مٹا جمعہ کے دن

مصلح موعود کہتے تھے جسے پہلے ہی سب
اب تو وہ بھی متفق ہم سے ہوا جمعہ کے دن

جن کے دل میں تھی ابھی باقی ذرا سی بھی خلش
شکّ و شبہ ان کا سب جاتا رہا جمعہ کے دن

سر مرا کھاتے تھے پیغامی کہ "دعویٰ ہی کہاں"؟
اب تو ان کا عذر بھی جاتا رہا جمعہ کے دن

وہ جو رکھتے تھے ارادہ نیک اور صالح بھی تھے
پاس آ بیٹھیں ہمارے اس دفعہ جمعہ کے دن

دیکھ کر اپنا جمود اور اپنے مرشد کا عروج
دل میں مَیں خوش تھا مگر روتا رہا جمعہ کے دن

وہ کرے اصلاح دنیا کی تو ہم اصلاح نفس
تب کہیں پورا ہوا اپنا مدّعا جمعہ کے دن

"مفسد موعود" کی سمجھو کہ شامت آگئی
یونہی بے مطلب نہیں دعویٰ ہوا جمعہ کے دن

پھر سمندر پار جائیگا عَلَم توحید کا
اک سفر ہوگا نیا اعلان تھا جمعہ کے دن

یا مسیح الخلق عدوانا کہیں گی دلہنیں
جب یہ دیکھیں گی کہ دولہا آچکا جمعہ کے دن

"میں تری تبلیغ کو پہنچاؤں گا آفاق تک"
میرے کانوں نے تو یہ مضموں سنا جمعہ کے دن

گو خصوصیت رہی جمعوں کی اب کے سال بھر
لیکن اب تو ہوگئی بس انتہا جمعہ کے دن

(ماخوذ از اخبار الفضل 20 رفروری 1944ء)

عقیدت کا سلام

(نتیجہ فکر جناب پنڈت میلا رام صاحب وفاؔ ایڈیٹر وِیر بھارت دہلی)

نوٹ: پنڈت میلا رام وفاؔ ایڈیٹر اخبار وِیر بھارت دہلی کی ایک نظم بدر 28 رجولائی 1953ء سے پیش ہے۔ یہ نظم شاعر نے خود قادیان میں تشریف لاکر اور احمدیہ جماعت کے حالات کو مشاہدہ کر کے لکھی تھی۔

نیک بندوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا جہاں
ابتدائے آفرینش سے ہے ایسا انتظام

آج بھی مرزا بشیر الدین احمد، اَے ندیم
اس جہاں میں ایک ہیں نیکی مجسم لاکلام

موجزن سینے میں ہر دم اپنے بیگانے کا درد
اور خواہاں دیکھنے کے ہر کسی کو شاد کام

خلق کی خدمت میں حاجتمند کی امداد میں
امتیاز ہندو و مسلم سے بالا تر مدام

سینکڑوں بیوائیں تقسیم وطن کے بعد بھی
دل کی گہرائی سے ہیں ان کی دعا گو صبح و شام

بیسیوں محتاج ہندو درجنوں محتاج سکھ
سب وظیفے پا رہے ہیں آج تک باالتزام

قادیاں میں اور گرد و پیش کے دیہات میں
ہے زباں زد ان کے خیراتی شفا خانے کا نام

مختصر یہ ہے کہ ہر انداز سے ہر رنگ میں
ہر طرف جاری ہے سال و ماہ جوئے فیض عام

اور پیرو ان کے یعنی احمدیہ فرقہ کے لوگ
گامزن رہتے ہیں راہ حق پر روز و شب تمام

آدمیت کا نمونہ ان کا ہے ایک ایک فرد
سر بسر انسانیت کے پیکر ان کے خاص و عام

حلم کی، اخلاص کی، اخلاق کی زندہ مثال
خوش مزاج و خوش خصال و خوش خیال و خوش کلام

آشتی و امن ہے ان کا اصولِ اوّلین
اور سارے مذہبوں کے ہادیوں کا احترام

مسلک ان کا حافظ شیراز کا یہ قول ہے
"با مسلماں اللہ اللہ، با برہمن رام رام"

سمجھو ہر شرنارتھی کو اپنا مہمان عزیز
ان کا ہے جزو عمل حضرت کا یہ زریں پیام

ان روایاتِ حسین کا جو علمبردار ہے
پہنچے اس فرقہ کے رہبر کو عقیدت کا سلام

......☆......☆......☆......

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شان

(از حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ)

مصلح موعود کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ آپ کے بعض اور بھی نشان ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے ذریعہ ظاہر ہوئے۔ مثلاً لیکھرام کا نشان۔ بے شک یہ نشان بھی اپنی جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے، لیکن نشان ظہور مصلح موعود اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے دوسرے نشانوں میں بہت بھاری فرق ہے۔ اس نشان کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص اہتمام کیا کہ چالیس دن تک اپنے شہر سے باہر ایک بیرونی مقام میں کنج تنہائی میں تمام دنیا سے منقطع ہو کر حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ وزاری سے دعاؤں اور ذکر الٰہی میں مصروف رہے، جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رحمت کا نشان عطا فرمایا۔ قبولیت دعا کے نتیجہ میں جو دوسرے نشان ظاہر ہوئے بے شک وہ بھی شاندار نشان تھے لیکن اس نشان کے نتائج ایسے وسیع ہیں کہ انکا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔

اس قسم کے نشان تاریخ دنیا میں دعا کے نتیجہ میں تین مرتبہ ظاہر ہوئے۔

(1) پہلا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا نشان تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں ظاہر ہوا۔ یہ نشان اس ذیل کے نشانوں میں اول نمبر پر ہے۔

(2) دوسرا نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ظہور کا نشان ہے، جو ان دعاؤں کے نتیجہ میں ظاہر ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کیلئے کیں۔ یہ نشان اس قسم کے نشانوں میں اپنی شان کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے:

(3) تیسرا عظیم الشان نشان جو دنیا میں قبولیت دعا کے نتیجہ میں ظاہر ہوا ہے، وہ مصلح موعود کے ظہور کا نشان ہے۔ یہ نشان اپنی عظمت کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ وہ کیا عظیم الشان انسان ہے جو تیسری دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ اس کا اندازہ اس کلام الٰہی کے الفاظ سے ہوسکتا ہے جو اس چہل روزہ دعا کے بعد حضور علیہ السلام پر بمقام ہوشیار پور نازل ہوا، جو 20؍فروری کے اشتہار میں شائع کیا گیا۔ خدا کے کلام میں مبالغہ نہیں ہوسکتا۔ پس اگر ہم مصلح موعود کی شان کا صحیح اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پیشگوئی کے الفاظ پڑھنے چاہئیں۔ کیا ہی شان ہے اس انسان کی جس کے اوصاف وکمالات اور کارناموں کا نقشہ اس پیشگوئی میں کھینچا گیا ہے۔ پس تیسرا عظیم الشان انسان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دعاؤں کے نتیجہ میں دنیا میں ظاہر ہوا وہ مصلح موعود ہے، جسکا ذکر اس پیشگوئی کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ یہ امر کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں، نہ صرف نشانات اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا فعل بھی بلند آواز سے اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی سے ان تمام امور کو جنکا ذکر اس پیشگوئی میں ہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسے رنگ میں پورا کر دیا اور پورا کر رہا ہے جسکا کوئی انصاف پسند انسان انکار نہیں کرسکتا۔ ان تمام باتوں کو جن کا ذکر اس پیشگوئی میں ہے پورا کرنا کسی انسان کا کام نہ تھا۔ خدا تعالیٰ ہی ایسا کرسکتا تھا۔ اس نے ان باتوں کو پورا کر کے آسمان سے اس بات کی گواہی دی کہ وہ آنے والا جس کی خبر اس پیشگوئی میں دی گئی تھی یہی محمود (فداہ ابی و امی) ہے پس سب سے بڑا ثبوت کسی شخص کی صداقت کا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہوتی ہے اور یہ ثبوت یہاں نہایت ہی بین رنگ میں موجود ہے۔

ایک اور امر جو حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کے مصلح موعود کی شہادت دے رہا ہے یہ ہے کہ جیسا سلوک آپ سے پہلے خدا کے موعودوں کے ساتھ ہوا۔ وہی سلوک آپ کے ساتھ ہوا۔ خدا کی طرف سے جو موعود دنیا کی اصلاح کیلئے آتے رہے ہیں، ان کے متعلق یہ سنت اللہ رہی ہے کہ ان کی قوم کے سرکردہ لوگ ان کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انکو ناکام کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سب سے بڑا انسان فرعون تھا جو آپ کی مخالفت میں کھڑا ہوا اور جس نے آپ کو اور آپکی قوم کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہودیوں کا سب سے بڑا آدمی جو ان کا سردار کاہن تھا جس کا نام کائفا تھا، جو ان کو ناکام کرنے کے درپے ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وادئ مکہ کا سردار ابوجہل تھا جس نے آپ کی مخالفت کا بیڑا اٹھا لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں مسلمانوں کے سرکردہ مولویوں محمد حسین بٹالوی اور نذیر حسین دہلوی نے مخالفت کا بیڑا اٹھانے کی وجہ سے خدا کے الہام میں فرعون اور ہامان کا لقب پایا۔ اسی طرح ٹھیک اسی طرح خدا کی قدیم سنت کے مطابق جب محمود کے کھڑے ہونے کا وقت آیا تو احمدی جماعت کے چوٹی کے آدمی آپ کے مقابل پر ٹھیک اسی طرح کھڑے ہو گئے، جس طرح پہلے مصلحین کے زمانہ میں ان کے زمانہ کے سرکردہ آدمی کھڑے ہو گئے تھے۔ اس طرح انہوں نے اپنے فعل سے اس بات کا اعلان کیا کہ جو شخص اب کھڑا ہونے والا ہے، وہ وہی موعود ہے جس کی خبر جماعت احمدیہ کے بانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دی تھی۔

ایک اور امر جو حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حقیقی شان کو ظاہر کرتا ہے، وہ یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی بنیاد آپ کی پیدائش کے ساتھ رکھی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو لوگ حسن ظن رکھتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور پیشگوئیوں کے نشانوں سے متاثر تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اصلاح خلق اللہ کیلئے کھڑا کیا ہے، آپ سے بار بار درخواست کرتے تھے کہ آپ کو اپنی بیعت میں داخل کرلیں، لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو ہمیشہ یہ جواب دیتے تھے، ابھی تک مجھے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوتا میں کسی سے بیعت نہیں لے سکتا۔ لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے تو اس وقت آپ کو بذریعہ الہام الٰہی سلسلہ بیعت شروع کرنے کا حکم ہوا۔ اور یہ وحی نازل ہوئی اِصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا۔ چنانچہ آپ نے اس اشتہار میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کی خبر شائع کی اور اس میں لوگوں کو بیعت کی دعوت دیکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ جب تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پیدا نہ ہوئے، خدا تعالیٰ نے سلسلہ بیعت کو ملتوی رکھا۔ چنانچہ آپ کی پیدائش کے ساتھ ہی حکم نازل کر کے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح آپ کی پیدائش کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کا آغاز ہوا۔ اس میں اس بات کا اشارہ تھا کہ اس مولود مسعود کو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے، کیونکہ دونوں کی ابتداء اکٹھی ہوئی۔ تا معلوم ہو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو آپ کے وجود کے ساتھ ایسی وابستگی ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں سمجھے جاسکتے۔ آخر میں میں اس بات کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم غیر احمدیوں سے یہ کہتے ہیں کہ تمہارے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبول کرنا اس لئے ضروری ہے کہ آپ کے ذریعہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور آپ کا وجود آپ کی صداقت کا نشان ہے، جس کے ذریعہ ہم مخالفین اسلام پر اتمام حجت کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم غیر مبائعین اصحاب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فضل عمر کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کیا ہے اور آپ کی صداقت کا ایک جلیل القدر نشان ظاہر کیا ہے۔ اس لئے آپ صاحبان کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہو فرض ہے کہ اس نشان کی صداقت پر ایمان لاؤ اور دنیا کو بتاؤ کہ دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلیل القدر پیشگوئی کو اعجازی رنگ میں پورا کر کے آپ کی صداقت کا ایک شاندار ثبوت دیا ہے۔ اس کے آگے ہر ایک خداترس اور خشیت اللہ کے ساتھ تدبر کرنے والے کی گردن جھک جاتی ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ ضد اور تعصب کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس چمکتے ہوئے نشان کا انکار کریں گے تو آپ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اسی طرح زیر الزام ہوں گے جس طرح غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کر کے جن کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور جن کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر ایک جلیل القدر شہادت ہے، خدا تعالیٰ کے نزدیک زیر الزام ہیں۔

(ماخوذ از الفضل 20؍فروری 1944ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے، جب بندہ اسکے حضور
اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبیؐ)

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
مَیں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں

(ترمذی، ابواب الدعوات، باب فی حسن الظن باللہ عزوجل)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

قبروں پر پھول چڑھانا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد اور اس ارشاد کی حکمت

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)

چند دن ہوئے نظارت اصلاح ارشاد ربوہ کی طرف سے الفضل مورخہ 12 راگست میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ایک فتوی قبروں پر پھول ڈالنے کے متعلق شائع ہوا تھا۔ یہ فتوی اپنی حالت میں بہت خوب ہے مگر یہ فتوی صرف ایک خاص پہلو کو مدنظر رکھ کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ فتوی پوچھنے والے نے صرف اس جہت سے فتوی پوچھا تھا کہ کیا میت کی روح کو راحت پہنچانے کی غرض سے قبر پر پھول ڈالنا جائز ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بدعت قرار دے کر ناجائز اور خلاف شریعت گردانا۔ لیکن اس فتوے کے بعد بھی مسئلہ کا یہ پہلو قابل تشریح رہتا ہے کہ روح کو خوشی پہنچانے کی غرض سے نہ سہی لیکن کیا ویسے ہی زینت وغیرہ کے خیال سے قبروں پر پھول نہ رکھے جاسکتے ہیں؟ سو اسکے متعلق مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد یاد آیا ہے جس میں مسئلہ کے اس پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

جب 1938ء میں (غالباً یہ 38ء کا سال ہی تھا) لندن سے عزیز سعید احمد مرحوم پسر مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے کا تابوت آیا اور وہ بچوں والے مقبرہ میں دفن کیا جانے لگا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھی جنازہ کے ساتھ قبرستان تک تشریف لے گئے تھے۔ جب قبر تیار ہوگئی تو حاضر الوقت احباب میں سے کسی نے زینت اور اکرام کے خیال سے قبر پر کچھ پھول بکھیرنے چاہے۔ لیکن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اسے روک دیا اور فرمایا (غالباً اسی قسم کے الفاظ تھے) کہ

”یہ جائز نہیں اس طرح بدعت کا رستہ کھلتا جاتا ہے۔“

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے اوپر والے فتوے کے ساتھ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کا یہ فتوی مل کر ایک مکمل فتوی بن جاتا ہے۔ جس میں اس مسئلہ کے سارے پہلو آجاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ گو کسی قبر پر پھول ڈالنا بظاہر ایک معصوم سی بات نظر آتی ہے بلکہ اس میں بظاہر میت کا اکرام بھی پایا جاتا ہے لیکن غور کرنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس میں دو قسم کی خرابیوں کے پیدا ہونے کا بھاری خطرہ ہے۔

(1) اول یہ کہ اس طرح آہستہ آہستہ شرک کا رستہ کھلتا ہے اور شروع میں عام اکرام کی نیت سے ابتدا ہو کر بالآخر قبروں کے غیر معمولی اجلال واحترام بلکہ قبر پرستی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں لاکھوں مسلمان قبروں کو سجدہ کر کے اپنی عاقبت تباہ کرتے ہیں حالانکہ جن بزرگوں کی قبروں پر سجدہ کیا جاتا ہے وہ ہرگز اس طریق کے مؤید نہیں تھے اور جانتے تھے کہ اس کا انجام اچھا نہیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ آور چیزوں کے معاملہ میں کیا حکیمانہ ارشاد فرمایا ہے کہ

مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ

”یعنی جو چیز بڑی مقدار میں نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے“

اس لطیف ارشاد میں یہی حکمت ہے کہ چیزوں کی ابتداء بظاہر چھوٹی اور معمولی ہوتی ہے اور بات بالکل معصوم نظر آتی ہے لیکن چونکہ ان کا مال اور انجام تباہ کن ہوتا ہے اور انسان ضعیف البنیان فطرتاً ایک چھوٹی سی بات کی ابتداء کر کے قدم آگے ہی آگے بڑھانے کا رجحان رکھتا ہے اس لئے شریعت نے کمال حکمت سے جڑھ پر ہاتھ رکھ کر اس کے بظاہر معصوم حصہ کو بھی منع فرما دیا ہے تا لوگ ہر قسم کی امکانی ٹھوکر سے بچ جائیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا تھا کہ ”دیکھنا میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنالینا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آپ کے صحابہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے مگر آپ دُور کے خطرات کو دیکھ رہے تھے۔

دوسرا نفسیاتی نقطہ اس ارشاد میں یہ ہے کہ اگر مرنے والا خدا کے فضل سے نیک اور جنتی ہے تو اس کی قبر پر پھول چڑھانا اس لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ جو روح جنت میں پہنچ گئی اور جنت کی عدیم المثال نعمتوں میں داخل ہوگئی یا کم از کم اس کے رستہ پر پڑ گئی اس کیلئے یہ ارضی پھول کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ اور اسے ان پھولوں سے کیا خوشی پہنچ سکتی ہے! بلکہ وہ تو جنت کے پھولوں کے سامنے ان پھولوں کو اپنے لیے موجب ہتک سمجھتی ہوگی۔ دوسری طرف اگر خدانخواستہ مرنے والا دوزخی ہے تو اسے یہ پھول ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں دے سکتے بلکہ اس کی روح (اگر علم ہو) خیال کرتی ہوگی کہ میرے عزیز اور میرے وارث میری ہنسی اڑا رہے ہیں کہ میں تو دوزخ کی آگ میں ہی جل رہی ہوں اور وہ مجھ پر پھول پھینک رہے ہیں!!! پس کسی جہت سے بھی دیکھا جائے قبروں پر پھول ڈالنا یا چڑھانا ایک بدعت ہے، جس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ سراسر نقصان دہ ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ مرنے والوں کیلئے اذیت کا موجب ہے اور دوسری طرف وہ شرک کا رستہ بھی کھولتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسی مومن نے کبھی اس قسم کی بات نہیں کی۔

بے شک اسلام میں قبر کے واجبی اکرام کا حکم ہے اور ہدایت دی گئی ہے کہ ان پر بیٹھنے یا ان پر پاؤں رکھنے سے اجتناب کرو اور انہیں حتی الوسع صاف اور ستھرا اور......خوشنما بنایا جاسکتا ہے مگر یہ صرف واجبی اکرام کی حد تک ہے تا کہ مرنے والوں کی تخفیف اور تذلیل نہ ہو اور ان کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے جذبات کو بھی ٹھیس نہ لگے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور اس سے آگے بڑھنا بدعت میں داخل ہے جس میں مرنے والوں کی کوئی عزت نہیں بلکہ جیسا کہ میں نے اوپر تشریح کی ہے اس میں حقیقۃً ان کی دل آزاری ہے اور ایسی بدعتوں کا انجام کبھی بھی اچھا نہیں ہوتا۔ قبروں کی زیارت کا صرف یہ مقصد ہونا چاہئے کہ تا مرنے والے کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے دعا کی جائے۔ نیک مقاصد کی کامیابی کیلئے اپنے آسمانی آقا کے سامنے ہاتھ پھیلائے جائیں۔ اس کی آل واولاد کی حفاظت اور ترقی کیلئے خدا کے حضور دعا کی جائے۔ اور اپنی موت کو یاد کر کے اپنے اچھے انجام کے واسطے لمبی دعا مانگی جائے۔

ہاں قبروں کے زیارت کی ایک غرض سیاسی بھی ہوا کرتی ہے۔ اور وہ یہ کہ مختلف قومیں اپنے بانیوں اور خاص خاص لیڈروں کی قبروں کو ایسے رنگ میں تعمیر کرتی ہیں کہ تا دوسری قوموں کے لوگ وہاں جا کر اپنی عقیدت اور احترام کے پھول چڑھائیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ طریق قوموں کے باہمی تعلقات کو بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کی زیارت کا اصل مقصد دعا نہیں ہوتا (بلکہ زائرین بیشتر لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو دعا کے قائل ہی نہیں ہوتے) اور صرف قومی اور سیاسی رنگ میں احترام اور باہم قدر شناسی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں دنیا کا رواج ہے کہ جب بڑے لوگ کسی غیر ملک میں جاتے ہیں تو اس ملک کے بانی یا کسی اور مخصوص لیڈر کی قبروں پر جا کر پھولوں کی چادر چڑھاتے ہیں۔ سو یہ ایک سیاسی طریق ہے جسے اس مذہبی فتوے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ واللہ اعلم۔

(مطبوعہ اخبار الفضل 28 راگست 1958ء)

خیر مقدم

(از ماسٹر نعمت اللہ خانصاحب گوہرؔ، ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول بہاولپور)

نوٹ: یہ نظم 28 ردسمبر 1920ء کے جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں پڑھی گئی تھی اور اخبار الفضل 20 رجنوری 1921ء کے صفحہ اوّل پر شائع ہوئی۔ (ادارہ)

کس کا زباں پہ یا ربّ فرخ یہ نام آیا ‏ ‏ کون آج بزم گہ میں فخرِ انام آیا
محمود میرزائے عالی مقام آیا ‏ ‏ تاروں کی انجمن میں ماہِ تمام آیا
ابر بہار بنکر مشکِ تتار بن کر ‏ ‏ وہ نوجوان سندر وہ میرا شام آیا
خورشید بن کے چمکا کہ ماہتاب بنکر ‏ ‏ گر صبح دم نہ نکلا تو وقت شام آیا
خلوت کدہ سے نکلا، بیٹھا ہے انجمن میں ‏ ‏ تاروں سے ماہِ انور لینے سلام آیا
آمد سے اُس کی گلشن میں کھل رہی ہیں کلیاں ‏ ‏ لالہ بھی آج حاضر ہے لیکر جام آیا
سروسہی نے اُٹھ کر خود تالیاں بجائیں ‏ ‏ چل کر جو سُوئے گلشن وہ خوش خرام آیا
منہ پر گلال چھڑکا، صبح مراد بولی ‏ ‏ سبز اشتہار والا بنکر امام آیا
طائر[1] چہک رہے ہیں بھونرے[2] بھی اُڑ رہے ہیں ‏ ‏ مغرب سے لیکے قاصد کیا خوش پیام آیا
از بہردست بوسی حاضر ہوئے ہیں قدسی ‏ ‏ محمود آج بہر دیدار عام آیا
پنجاب سے دکن سے بنگال وبمبئی سے ‏ ‏ جو کوئی بھی ہے آیا ہو شاد کام آیا
چلتا ہے دَور ساقی کیا میکدے میں تیرے ‏ ‏ دیکھو جسے وہ بہر شُرب مدام آیا
گوہرؔ ترا، ثناگر شیدائے روئے انور ‏ ‏ تحفہ یہ نظم لیکر بہر سلام آیا

[1] طائر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفید پرندوں والے کشف کی طرف اشارہ ہے۔

[2] بھونرے افریقی لوگ جو اسلام میں داخل ہو رہے ہیں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے کشف کی طرف اشارہ ہے۔

......☆......☆......☆......

”تم تو مسیح موعودؑ کا انکار کرتے ہو مَیں تو ان کے بیٹے میں بھی نبوت کے آثار پاتا ہوں“

(حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ)

الفضل 20 رفروری 1945ء میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک مختصر مضمون ”یہود کی کتب مقدسہ میں مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ذکر“ کے عنوان سے شائع ہوا تھا جو قارئین بدر کے استفادہ کیلئے پیش ہے۔ (ادارہ)

مثل مشہور ہے ع ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ میری فراست تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بچپن ہی میں اس امر کو پہچانے ہوئے تھی کہ یہ وجود باجود نہایت عظیم الشان مراتب حاصل کرنے والا اور روحانیت کے اعلیٰ مقاموں پر پہنچنے والا ہے۔ حضرت استاذی المکرم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جبکہ عاجز اخبار ”بدر“ کا ایڈیٹر تھا، ایک دن دفتر اخبار بدر میں بیٹھے ہوئے چند دوست باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عرفانی کبیر شیخ یعقوب علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جو لطف تھا وہ نہ رہا تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ جب میاں صاحب خلیفہ ہوں گے تو پھر وہی لطف حاصل ہونے لگے گا۔ حضرت عرفانی صاحب کا اشارہ اس سلسلہ الہامات و وحی الٰہی کی طرف تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہم سنتے رہتے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے رہتے تھے۔ میرے اس خیال کی تائید بعض اہل کشف اصحاب، صاف قلب والوں کے رویاء اور عقائد سے بھی ہوتی تھی۔ ہمارے پرانے وطن شہر بھیرہ میں ایک بزرگ ولی اللہ حضرت میاں غلام حسن صاحب احمدی مرحوم تھے، جب پیغامی فتنہ شروع ہوا، تو پیغامی خیال کے چند لوگ ان سے ملنے گئے اور انہیں کہا کہ آپ نے کیوں میاں صاحب کی بیعت کر لی؟ وہ تو غلو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نبی تھے۔ میاں غلام حسین صاحب نے انہیں جواب دیا کہ تم تو مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر رہے ہو اور میں تو ان کے بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب میں بھی نبوت کے آثار پاتا ہوں۔ یہ بات سن کر وہ لوگ شرمندہ ہو کر چلے آئے غرض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق سلسلہ کے نیک اور پاک لوگ شروع سے ہی حسنِ ظن رکھتے چلے آئے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے پہلے حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب مصنف و موجد قاعدہ یسرنا القرآن نے اس مضمون پر ایک رسالہ شائع کیا تھا کہ مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ہی ہیں۔ آپکا موعود ہونا حضرت نعمت اللہ ولی اللہ نے بھی اپنے اشعار میں لکھا ہے بلکہ یہود کی کتب مقدسہ میں جہاں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر ہے وہاں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ آمد ثانی کا مسیح شادی کرے گا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوگا۔ اگر یہ بیٹا مصلح موعود ہونے کے اعلیٰ مقام و مرتبہ پر پہنچنے والا نہ ہوتا تو ہزارہا سال پہلے کی پیش گوئیوں میں اس کیلئے اتنی اہمیت نہ دی جاتی۔ آپ تو حضرت ممدوح نے اپنے مصلح موعود ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ لیکن اگر یہ اظہار نہ ہوتا تب بھی شاندار اصلاحوں کے کام جو آپ نے احمدیوں کے نظام میں، اسلام کی اشاعت میں، اہل اسلام اور اہل ہند کی سیاسی رہنمائی میں اور دیگر امور میں کی ہیں اور جن کی اہمیت اور عظمت کو مخالف اور منافق سب تسلیم کر چکے ہیں، وہ اصلاحی کام خود پکار رہے ہیں کہ یہی مصلح موعود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کشف و الہام و مکالمہ سے مشرف کیا ہے اور یہ امر جماعت کے واسطے ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کیلئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ میں سربسجود ہیں۔ ☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ برا بھلا کہے، جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا چاہے پیغامی ہوں یا مصری، ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں بلکہ مَیں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں، خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی، اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہو گی کہ اَے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے۔ پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو؟

(خلافت راشدہ، انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 587)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ پوری دُنیا میں اسلام کی تبلیغ ہوئی اور جماعت پوری دُنیا میں پھیل گئی۔ 1944 میں جبکہ آپؓ کی خلافت کے ابھی بیس سال باقی تھے، احمدیت کس قدر وسعت اختیار کر چکی تھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپؓ فرماتے ہیں :

”مَیں نے دنیا کے مختلف اطراف میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانے کے لئے مشن قائم کر دیئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا۔ مگر جیسا کہ خدا نے پیشگوئی میں بتایا تھا وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا، اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ مَیں نے اپنی خلافت کے ابتدا میں ہی انگلستان، سیلون اور ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ ایران میں، روس میں، عراق میں، مصر میں، شام میں، فلسطین میں، لیگوس نائیجیریا میں، گولڈ کوسٹ میں سیرالیون میں، ایسٹ افریقہ میں، یورپ میں سے انگلستان کے علاوہ سپین میں، اٹلی میں، زیکوسلوا کیہ میں، ہنگری میں، پولینڈ میں، یوگوسلاویہ میں، البانیہ میں، جرمنی میں، یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں، ارجنٹائن میں، چین میں، جاپان میں، ملایا میں، سٹریٹ سیٹل منٹس میں، سماٹرا میں، جاوا میں، سُرابایا میں، کاشغر میں خدا کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔ ان میں سے بعض مبلغ اس وقت دشمن کے ہاتھوں میں قید ہیں، بعض کام کر رہے ہیں اور بعض مشن جنگ (یعنی جو دوسری جنگ عظیم تھی) کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو آج سلسلہ احمدیہ سے واقف نہ ہو۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ محسوس نہ کرتی ہو کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا سیلاب ہے جو ان کے ملکوں کی طرف آ رہا ہے۔ حکومتیں اس کے اثر کو محسوس کر رہی ہیں بلکہ بعض حکومتیں اس کو دبانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ چنانچہ روس میں جب ہمارا مبلغ گیا تو اسے سخت تکلیفیں دی گئیں، اُسے مارا بھی گیا، پیٹا گیا اور ایک لمبے عرصہ تک قید رکھا گیا۔ لیکن چونکہ خدا کا وعدہ تھا کہ وہ اس سلسلہ کو پھیلائے گا اور میرے ذریعہ اس کو دنیا کے کناروں تک شہرت دے گا اس لئے اس نے اپنے فضل و کرم سے ان تمام مقامات میں احمدیت کو پہنچایا بلکہ بعض مقامات پر بڑی بڑی جماعتیں قائم کر دیں۔“

(دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان، انوار العلوم، جلد 17، صفحہ 155)

ایک احمدی، ڈاکٹر لطیف احمد صاحب فرماتے ہیں :

ایک دفعہ ایک لیبر لیڈر میرے پاس آئے وہ ساری دنیا کا دَورہ کر کے آئے تھے اور اپنے سفر کے حالات سنا رہے تھے کہ مَیں امریکہ کے صدر نکسن سے بھی ملا، برطانیہ، فرانس اور جرمنی کے سربراہوں سے بھی ملاقات کی، چواین لائی کو بھی دیکھا، ان سب میں ماؤزے تنگ حیرت انگیز دماغی صلاحیتوں کا مالک ہے، اس فقرہ کے بعد اچانک خاموشی چھا گئی، اس کی نگاہیں ٹکٹکی باندھے ایک جانب دیکھ رہی تھیں، مَیں نے دیکھا کہ کانس پر پڑی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تصویر پر ان کی نگاہیں جمی ہیں، جس کو غالباً شروع میں میرے گھر آ کر انہوں نے نوٹ نہیں کیا تھا، مَیں نے ان کی محویت توڑتے ہوئے پوچھا، کیا ہوا؟ کہنے لگے یہ سچ ہے کہ ماؤزے تنگ عظیم شخصیت ہے لیکن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سے میری زندگی میں ایک بار ملاقات ہوئی، جس کو تادمِ آخر نہ بھول سکوں گا، اس دماغ کا انسان روئے زمین پر نہ مل سکے گا، افسوس نادر روزگار ہستی بہت جلد ہم سے جدا ہو گئی۔

(سوانح فضل عمر، جلد 5، صفحہ 551)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

”گو مَیں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا ہے کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دُنیا میں قائم رکھے گا۔“ (اختتامی خطاب جلسہ سالانہ 1961) ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو جنت میں داخل کیا جو خریدتے وقت اور بیچتے وقت قرض دیتے وقت اور قرض کا تقاضا کرتے وقت آسانی پیدا کرتا تھا

(سنن نسائی، کتاب البیوع، باب حسن المعاملة والرفق فی المطالبة)

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو آدمی علم حاصل کرنے کیلئے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے، فرشتے طالب علم سے راضی ہوتے ہوئے اس کیلئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں

(سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

سود ہر صورت میں منع ہے

(خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ 7؍اپریل 1916ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالۡمُنۡخَنِقَةُ وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ وَالۡمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيۡحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ فِسۡقٌ‌ ؕ اَلۡيَوۡمَ يَئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡـنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِ‌ ؕ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا‌ ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ‌ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

فرمایا: کھانے پینے کی چیزوں میں سے بعض اشیاء سے اسلام نے منع فرمایا ہے اور ان کے کھانے کی اپنے پیروؤں کو اجازت نہیں دی۔ وہ سب چیزیں اسی قسم کی ہیں جو انسان کے جسم و انسان کی عقل اخلاق دین اور روح کیلئے مضر ہو سکتی ہیں اور جب کوئی انسان ان میں سے کسی چیز کو کھاتا ہے تو آہستہ آہستہ اسکا اثر اس کے جسم پر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور انسان کی کمزوری اور نقص کیوجہ سے ایک مدت کے بعد اس کی روح پر بھی اثر ہونے لگتا ہے اسی وجہ سے اسلام نے اپنے پیروؤں کو ایسی چیزیں کھانے سے روک دیا ہے۔

ہاں بعض صورتوں میں ان کے کھانے کی اجازت بھی دی ہے اور وہ یہ جب کوئی انسان مجبور اور مضطر ہو جائے لیکن اس وقت بھی اتنے ہی کھانے کی اجازت دی ہے جتنا اس کیلئے اشد ضروری ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں فرمایا مَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (2-174) اور یہاں فرمایا فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ دونوں جگہ مطلب ایک ہی ہے۔ فرمایا جو مضطر ہو وہ کھالے مگر یاد رہے کہ باغی اور عادی نہ ہو۔ باغی قوانین حکومت کو توڑنے والے کو کہتے ہیں۔ وہ انسان جو خدا تعالیٰ کے کسی قانون کو توڑتا ہے وہ بھی باغی ہوتا ہے۔ کھانے کے متعلق اس طرح باغی ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص جان بوجھ کر بھوکا رہے اور جب مضطر ہو جائے تو ان چیزوں میں سے کوئی کھالے۔ عادی اس شخص کو کہیں گے کہ جو کسی ایسے ملک میں چلا گیا جہاں اسے سور کے سوا اور کچھ نہیں مل سکتا اور بھوک کی وجہ سے مضطر ہے اس وقت اس کیلئے اس کا کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر وہ یہ کہے کہ اب مجھے موقع مل گیا ہے شاید پھر کبھی ایسا موقع ملے یا نہ ملے اس لئے خوب سیر ہو کر اور پیٹ بھر کر کھالوں تو وہ عادی ہوگا۔ پس خدا تعالیٰ نے ان اشیاء کو کھانے کی اجازت دینے کے ساتھ یہ دو شرطیں لگا دی ہیں۔

بعض لوگوں کو اس اجازت کے حکم کو دیکھ کر دھو کہ لگا ہے اور انہوں نے اس کو وسیع کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مضطر کیلئے مردہ، خون، سور کا گوشت اور مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ کھانے کی اجازت ہوگئی ہے تو اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ دوسرے احکام کے متعلق بھی مضطر کو اجازت ہے۔

چند ہی دن ہوئے کہ ایک شخص نے مجھ سے سود کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا میں نے اسے لکھا یا کہ سود کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ اب اسکا خط آیا ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اصل حالت میں تو یہ فتویٰ ٹھیک ہے کہ سود جائز نہیں لیکن مضطر کیلئے یہ فتویٰ درست نہیں ہے اور ساتھ یہ مثال دی ہے کہ ایک شخص کو شادی کرنے کیلئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے روپے کہیں سے اسے مل نہیں سکتے۔ اگر وہ سودی روپیہ لے کر شادی پر لگائے تو اس کیلئے جائز ہے۔ میں نے پہلے بھی اسی قسم کے واقعات سنے تھے۔ چنانچہ جو لوگ اہل قرآن کہلاتے ہیں انہوں نے اسی قسم کے فتوے دیئے ہیں۔

لیکن اس قسم کے تمام فتوے قرآن کریم کے احکام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے سمجھا ہی نہیں کہ قرآن کریم کسی چیز سے کیوں روکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ گناہ جو براہ راست انسان کی روح پر اثر ڈالتے ہیں ان کا جسم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مثلاً جھوٹ اگر کوئی ساری عمر بولتا رہے تو اس سے اس کے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ یہ گناہ براہ راست اس کی روح پر اپنا بد اثر ڈالے گا۔ دوسرے وہ گناہ ہوتے ہیں جو جسم میں سے ہو کر روح کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی ان کا پہلے جسم پر اثر پڑتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ روح پر۔ چنانچہ ان اشیاء کے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے وہ ایسی ہی ہیں جو دوسری قسم کے گناہوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی مردہ کھالے یا خون پی لے تو اسکا پہلے جسم پر اثر پڑے گا اور پھر روح پر۔ یا اگر کوئی کسی ایسے جانور کا گوشت کھالے جو بتوں وغیرہ کیلئے ذبح کیا جائے تو اس طرح چونکہ اس ذبح کرنے والے کی تائید کرتا ہے اس لئے منع کر دیا تا کہ ایسے لوگ ہی نہ ہوں جن کو اللہ کے سوا اوروں کیلئے جانور ذبح کرنے کی جرأت ہو۔ پس یہ تمام احکام ایسے ہیں کہ جن کا گناہ انسان کی روح تک دوسروں کے واسطے سے پہنچتا ہے یعنی یا تو اس کے جسم کے ذریعہ سے یا اور لوگوں کی وجہ سے۔ اب ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے منع کرنے سے یا تو انسان کے جسم کی حفاظت مدنظر ہے اور یا دوسروں کی اصلاح۔ اس لئے اگر کوئی ایسا وقت آ بنے جبکہ جسم تباہ ہوتا ہو اور سوائے ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے کے وہ بچ نہ سکتا ہو تو ان کے کھانے کی اجازت دے دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ دو شرطیں بھی لگا دی ہیں کہ اس اجازت سے فائدہ اٹھانے والا انسان باغی اور عادی نہ ہو۔ پس اگر کوئی شخص ان اشیاء میں سے کوئی ایک کھائے گا، تو ایسی حالت میں کھائے گا جبکہ وہ نہایت اضطرار میں ہوگا اور پھر ایک قلیل مقدار میں قلیل عرصہ کیلئے کھائے گا اس لئے وہ نقصان جسکی وجہ سے ان کا کھانا بند کیا گیا تھا وہ اسے نہیں پہنچے گا لیکن وہ چیزیں جو براہ راست روح پر اثر ڈالنے والی ہوتی ہیں ان کو ہر صورت میں خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور کسی حالت میں بھی ان کو جائز قرار نہیں دیا۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر کوئی گناہ گناہ ہی نہ رہتا۔ مثلاً چور چوری کرتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اسکے اپنے گھر مال نہیں ہوتا ہے۔ گو ایسے بھی چور ہوتے ہیں جو مالدار ہوتے ہیں اور عادتاً چوری کرتے ہیں۔ مگر اکثر ایسے ہی لوگ چوری کرتے ہیں جو مفلس اور کنگال ہوتے ہیں اور اضطراب کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کو قتل کرتا ہے تو اسی لئے کہ مقتول کی وجہ سے اسے کسی نہ کسی قسم کا اضطرار ہوتا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک گناہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ اضطرار کے وقت کیا گیا ہے یہی سود کا حال ہے۔ تجارت کرنے کیلئے تو اب دو سو برس سے سود لیا یا دیا جاتا ہے اس سے پہلے تو یہ بھی اضطرار ہی کی حالت میں لیا جاتا تھا کسی شخص کو جب کہیں سے قرضہ نہ ملتا اور ضرورت سے مجبور ہو جاتا تو سود پر روپیہ لے لیتا، ورنہ کسی کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے پاس روپیہ ہوتے ہوئے یا بغیر سخت مجبوری کے کچھ روپیہ لیکر اس سے زیادہ دیتا۔ تو سود بھی جائز ہو گیا اور قرآن کریم نے جو یہ حکم دیا تھا کہ نہ لیا کرو وہ نعوذ باللہ لغو ہو گیا کیونکہ جب سود لیتا ہی وہ ہے جو مضطر ہو اور مضطر کیلئے جائز ہے کہ ایسا کرے تو پھر اس سے منع کرنے کے کیا معنی۔

لیکن یاد رکھو کہ قرآن کریم نے انہی چیزوں کی اضطرار کے وقت اجازت دی ہے جو کھانے پینے کے متعلق ہیں۔ چنانچہ اس آیت میں صاف طور پر فرمایا کہ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ یعنی ایسا اضطرار جو بھوک کی وجہ سے ہو اس کیلئے اجازت ہے نہ کہ ہر ایک اضطرار کے وقت ہر ایک نہی روا ہو سکتی ہے۔ وہ چیزیں جو کھانے کے متعلق ہیں ان کی تو اسلام نے اضطرار کے وقت اجازت دے دی ہے مگر یہ کہیں نہیں کہا کہ اگر اضطرار ہو تو چوری بھی کر لو یا کوئی اور کسی قسم کا فعل کر لو۔ فقہاء نے یہ تو اجازت دی ہے کہ اگر علاج کیلئے شراب کی ضرورت پڑے تو مریض کو استعمال کرا دو۔ مگر یہ کہیں اجازت نہیں دی کہ اگر کسی کی زندگی سے تمہیں اپنی جان کے متعلق اضطرار ہو تو اسے قتل کر دو۔ پس یہ بات بالکل غلط ہے کہ اضطرار کے وقت کوئی ایسی چیز جائز ہو سکتی ہے جس کا اثر براہ راست روح پر پڑتا ہے یا جو کھانے پینے کے متعلق نہیں ہے۔ البتہ ایسے وقت میں ان چیزوں کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے جو روح سے براہ راست تعلق نہیں رکھتیں یا ایسے گناہ جن کا تعلق انسان کا اپنے سے نہیں ہوتا بلکہ اسکے ذریعہ دوسروں کا تعاون پایا جاتا ہے اور یہ بھی کھانے پینے ہی کے متعلق ہیں اور یہ اجازت اس لئے ہے تا کہ جسم قائم رہے۔ ایسے وقت میں اس بات کا خیال نہیں رکھا جائے گا کہ روح کو کسی قدر نقصان پہنچے گا بلکہ یہ مدنظر ہوگا کہ جسم سلامت رہ سکے۔ پس یہ صرف کھانے پینے کے متعلق مضطر کیلئے اجازت ہے ورنہ اگر ہر ایک بات میں مضطر کو اجازت ہوتی تو کوئی بھی گناہ گناہ نہ کہلا سکتا۔

تم اس بات کو خوب یاد رکھو حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بارہا سود کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے ہر دفعہ منع فرمایا۔ وہی لوگ جو اَب ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں انہیں میں سے ایک نے دفتر سیکرٹری میں بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ایک دفعہ کہا: واہ او مرزیا۔ لوکاں نے بھی بڑا زور لگایا کہ سود جائز ہو جائے پر تو نے نہ ہی ہون دتّا۔ یعنی لوگوں نے (یہ لوگوں کا لفظ محض پردہ کیلئے تھا ورنہ وہ زور مارنے والے بھی وہیں موجود تھے) بڑا زور مارا کہ کسی طرح سود جائز ہو جائے لیکن آپ نے ہرگز اجازت نہ دی۔ سود لینا اور دینا دونوں کو برابر گناہ فرمایا۔

شریعت کوئی ٹھٹھا نہیں ہے کہ ہر ایک انسان استنباط کرنے لگ جائے۔ وہ لوگ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اضطرار کے وقت سود جائز ہے، جب انہیں معلوم ہوگا کہ اضطرار کے ساتھ مخمصہ کا لفظ ہے تو انہیں اپنی غلطی معلوم ہو جائے گی۔ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ایک بات کے جواز کیلئے جو سبب ہو وہی اگر دوسری جگہ پایا جائے تو اس کے جائز ہونے کا قیاس ہو سکتا ہے۔ مگر ایسا ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ سبب ہی اور ہو اور سمجھا اور جائے۔ اوّل تو قرآن کریم کے احکام میں قیاس کا دخل نہیں ہے اور اگر دخل بھی ہو تو قرآن کریم کے الفاظ پر خوب غور و فکر کرنا چاہئے۔ یہ اجازت کھانے پینے کے متعلق ہے نہ کہ ہر ایک بات کیلئے۔ ایک جگہ قرآن کریم میں کفر کے متعلق بھی فرمایا ہے۔ مگر یہ پسندیدہ امر نہیں فرمایا۔ اگر کوئی بہت توبہ اور استغفار کرے گا تو اس کا گناہ معاف ہوگا اور یہ اسلئے فرمایا کہ ایسی حالت میں وہ اسلام سے نکل جاتا ہے ہاں اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے، اور یہ دروازہ ہر وقت کھلا ہے گویا اجازت وہاں بھی نہیں دی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اور دوسروں کو بھی سمجھ دے تا وہ قرآن کریم کے الفاظ پر غور کریں اور اسکے احکام کی حکمت اور منشا کو سمجھیں اپنے ارادہ اور خواہش کے مطابق اسکے الفاظ کو بگاڑ کر اَور مطلب نہ نکالیں۔

(مطبوعہ اخبار الفضل 11؍اپریل 1916)

......☆......☆......☆......

تحقیقاتی عدالت میں سیّدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا بیان

ذیل میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وہ بیان درج کیا جاتا ہے جو پاکستان کی تحقیقاتی عدالت میں بتاریخ 13، 14، 15 جنوری 1954ء بصورت شہادت قلمبند ہوا۔ حضور رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نہایت اہم اور اسلامی امور کے متعلق صحیح طور پر روشنی ڈالتا ہے اور ساتھ ہی جماعت کے متعلق غیر احمدیوں اور اسلام کے متعلق غیر مسلموں کی غلط فہمیوں کے ازالہ کا بھی موجب ہے۔ امید ہے کہ احباب اس سے کما حقہ فائدہ اٹھائینگے۔ (ادارہ)

سوال رسول کون ہوتا ہے؟

جواب رسول اسے کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مقصد کیلئے انسانوں کی راہنمائی کی غرض سے مامور کیا ہو۔

سوال کیا نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے؟

جواب صفات کے لحاظ سے دونوں میں خاص فرق نہیں۔ وہی شخص اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لاتا ہے، رسول کہلائے گا لیکن ان لوگوں کے لحاظ سے جن کی طرف وہ خدائی پیغام لاتا ہے وہ نبی کہلائیگا۔ اس طرح وہی ایک شخص رسول بھی ہوگا اور نبی بھی۔

سوال آپ کے نزدیک آدمؑ سے لیکر اب تک کتنے رسول یا نبی گذرے ہیں؟

جواب غالباً اس بارہ میں کوئی بات قطعی طور پر نہیں کہی جاسکتی۔ احادیث میں ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان ہوئی ہے۔

سوال کیا آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ رسول تھے؟

جواب آدم کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان کو بعض لوگ صرف نبی یقین کرتے ہیں اور رسول نہیں سمجھتے۔ مگر میرے نزدیک یہ سب رسول بھی تھے اور نبی بھی۔

سوال ولی کس کو کہتے ہیں؟

جواب وہ جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے۔

سوال اور محدَّث کون ہوتا ہے؟

جواب وہ جس سے اللہ کلام کرتا ہے

سوال اور مجدد کس کو کہتے ہیں؟

جواب وہ جو اصلاح اور تجدید کرتا ہے۔ محدَّث ہی کا دوسرا نام مجدد ہے۔

سوال کیا ولی، محدَّث یا مجدد کو وحی ہوسکتی ہے؟

جواب جی ہاں۔

سوال ان پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

جواب وحی کے معنے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو وحی پانے والے پر مختلف طریق سے نازل ہوسکتا ہے۔ وحی کے نازل ہونے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جس پر وحی نازل ہوتی ہے اسکے سامنے ایک فرشتہ ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ جس شخص پر وحی نازل ہوتی ہے وہ بعض الفاظ سنتا ہے لیکن کلام کرنے والے کو نہیں دیکھتا۔ وحی کا تیسرا طریق من وراء حجاب ہے (پردے کے پیچھے سے) یعنی رؤیاء کے ذریعہ سے۔

سوال کیا فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل کسی ولی، محدَّث یا مجدد پر وحی لا سکتے ہیں؟

جواب جی ہاں، بلکہ متذکرہ بالا اشخاص کے علاوہ دیگر افراد پر بھی۔

سوال ایک ولی، محدَّث یا مجدد پر نازل ہونے والی وحی کا کیا موضوع ہوسکتا ہے؟

جواب جس پر وحی نازل ہوتی ہو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار یا آئندہ آنے والے واقعات کی خبر یا کسی پہلی نازل شدہ کتاب کے متن کی وضاحت۔

سوال کیا ہمارے نبی کریمؐ پر صرف جبرائیل کے ذریعہ ہی وحی نازل ہوتی تھی؟

جواب یہ درست نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی حضرت جبرائیل ہی لاتے تھے۔ ہاں یہ درست ہے کہ وحی خواہ ایک نبی یا ولی یا محدث یا مجدد پر نازل ہو وہ حضرت جبرائیل کی نگرانی میں نازل ہوتی ہے۔

سوال وحی اور الہام میں کیا فرق ہے؟

جواب کوئی فرق نہیں۔

سوال کیا مرزا غلام احمد صاحب پر حضرت جبرائیل وحی لاتے تھے؟

جواب مَیں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہر وحی حضرت جبرائیل کی نگرانی میں نازل ہوتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل ایک دفعہ ان پر نظر آنے والی صورت میں ظاہر ہوئے تھے۔

سوال کیا مرزا صاحب اصطلاحی (Dogmatic) معنوں میں نبی تھے؟

جواب مَیں نبی کی کوئی اصطلاحی (Dogmatic) تعریف نہیں جانتا۔ مَیں اس شخص کو نبی سمجھتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی کہا ہو۔

سوال کیا اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو نبی کہا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال مرزا صاحب نے پہلی مرتبہ کب کہا کہ وہ نبی ہیں؟ مہربانی فرما کے اسکی تاریخ بتلایئے۔ اور اس بارہ میں ان کی کسی تحریر کا حوالہ دیجئے؟

جواب جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے 1891ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

سوال کیا ایک نبی کے ظہور سے ایک نئی امت پیدا ہوتی ہے؟

جواب جی نہیں۔

سوال کیا اسکے آنے سے ایک نئی جماعت پیدا ہوتی ہے؟

جواب جی ہاں۔

سوال کیا ایک نئے نبی پر ایمان لانا، دوسرے لوگوں کے متعلق اسکے ماننے والوں کے رویہ پر اثر انداز نہیں ہوتا؟

جواب اگر تو آنے والا نبی صاحب شریعت ہے تو اس سوال کا جواب اثبات میں ہے لیکن اگر وہ کوئی نئی شریعت نہیں لاتا تو وہ دوسروں کے متعلق اسکے ماننے والوں کے رویہ کا انحصار اس سلوک پر ہوگا جو دوسرے لوگ ان کے ساتھ کرتے ہیں۔

سوال کیا دوسرے مفہوم کے لحاظ سے احمدی ایک جداگانہ کلاس نہیں ہیں؟

جواب ہم کوئی نئی امت نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہیں۔

سوال کیا ایک احمدی کی اولین وفاداری اپنی مملکت کے ساتھ ہوتی ہے یا کہ اپنی جماعت کے امیر کے ساتھ؟

جواب یہ بات ہمارے عقیدہ کا حصہ ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہوں، اسکی حکومت کی اطاعت کریں۔

سوال کیا 1891ء سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے؟

جواب انہوں نے 1900ء میں لکھا تھا کہ اس وقت تک ان کا یہ خیال تھا کہ ایک شخص صرف اس صورت میں ہی نبی ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا کہ نبی ہونے کیلئے شریعت کا لانا ضروری شرط نہیں ہے اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لانے کے بغیر بھی نبی ہوسکتا ہے۔

سوال کیا مرزا غلام احمد صاحب معصوم تھے؟

جواب اگر تو لفظ معصوم کے معنے یہ ہیں کہ نبی کبھی بھی کوئی غلطی نہیں کرسکتا تو ان معنوں کے لحاظ سے کوئی فرد بشر بھی معصوم نہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان معنوں کے لحاظ سے معصوم نہ تھے۔ جب معصوم کا لفظ نبی کے متعلق بولا جاتا ہے تو اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس شریعت کے کسی حکم کی جسکا وہ پابند ہو خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی قسم کے گناہ کا خواہ وہ کبیر ہو یا صغیر مرتکب نہیں ہوسکتا بلکہ وہ مکروہات کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔ کئی نبی ایسے گزرے ہیں جو کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ وہ امور جو شریعت سے تعلق نہ رکھتے ہوں ان کے بارہ میں نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کرسکتا ہے۔ مثلاً دو فریق مقدمہ کے درمیان تنازعہ کے بارہ میں اس سے غلط فیصلہ کا صادر ہونا ناممکن نہیں ہے۔

سوال آپ اس سوال کا جواب کس رنگ میں دے سکتے ہیں کہ آیا مرزا غلام احمد صاحب کس مفہوم کے مطابق معصوم تھے؟

جواب وہ ان معنوں میں معصوم تھے کہ وہ کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ نہیں کرسکتے تھے۔

سوال کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ دوسرے انسان کی طرح مرزا صاحب بھی روزِ حساب اپنے اعمال کیلئے جواب دہ ہوں گے؟

جواب قیاس یہی ہے کہ انہیں اپنے اعمال کا حساب نہیں دینا پڑے گا۔ ہمارے نبی کریمؐ نے کہا ہے کہ آپ کی امت میں کثیر التعداد ایسے لوگ ہیں جو نبی نہیں ہیں مگر وہ یوم الحساب کو حساب سے مستثنیٰ ہوں گے۔

سوال موت کے بعد انبیاء پر کیا گزرتی ہے؟ کیا وہ دوسرے انسانوں کی طرح یوم الحساب تک قبروں میں رہتے ہیں یا کہ سیدھے فردوس یا اعراف میں چلے جاتے ہیں؟

جواب میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کہ انبیاء موت کے بعد سیدھے فردوس یا اعراف میں چلے جاتے ہیں لیکن یہ درست ہے کہ وہ اللہ کے قریب تر ایک خاص مقام پر پہونچا دیئے جاتے ہیں چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نبی تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی عام احمدیوں کی طرح نہیں بلکہ خاص سلوک کیا ہوگا۔

سوال کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو منکر و نکیر قبر میں اسکے پاس آتے ہیں؟

جواب منکر و نکیر دو فرشتے ہیں لیکن میرا یہ عقیدہ نہیں کہ قبر میں مُردوں سے سوالات کرنے کیلئے جسمانی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

سوال منکر و نکیر قبر میں کیوں آتے ہیں؟

جواب مرنے والے کو اسکے گزشتہ اعمال کی خبر دینے کیلئے۔

سوال کیا آپ کے خیال میں منکر و نکیر مرزا غلام احمد صاحب کی قبر میں بھی آئے تھے؟

جواب میرے پاس اس امر کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

سوال کیا وہ نور جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو معاف کرنے کے بعد اس میں داخل کیا تھا مرزا صاحب کو بھی ورثہ میں ملا ہے؟

جواب مجھے کسی ایسی تھیوری کا علم نہیں۔ قرآن یا کسی صحیح حدیث میں کسی ایسے واقعہ کا ذکر نہیں۔

سوال کیا قرآن کریم میں مسیح یا مہدی کے متعلق کوئی واضح پیشگوئی موجود ہے؟

جواب انکا ذکر قرآن کریم میں نام لے کر موجود نہیں۔

سوال کیا احادیث مسیح اور مہدی کے ظہور پر متفق ہیں؟

جواب ایسی کوئی حدیث موجود نہیں جس میں یہ کہا گیا ہو کہ کوئی مسیح ظاہر نہیں ہوگا۔ جہاں تک مہدی کا تعلق ہے بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اور مسیح ایک ہی ہیں۔

سوال کیا تمام مسلمان متفقہ طور پر ان احادیث کو مانتے ہیں؟

جواب جی نہیں۔

سوال کیا ان احادیث سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مسیح اور مہدی دو علیحدہ شخص ہوں گے؟

جواب ہاں، بعض احادیث سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔

سوال ان احادیث کے مطابق جن میں مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے دجال کے قتل اور یاجوج وماجوج کی تباہی کے کتنا عرصہ بعد اسرافیل اپنا صور پھونکے گا؟

جواب میں ان احادیث کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

سوال کیا آپ ان احادیث کو مانتے ہیں جن میں دجال اور یاجوج وماجوج کا ذکر ہے؟

جواب اس سوال کا جواب دینے کیلئے مجھے ان احادیث کی پڑتال کرنا ہوگی۔ دجال یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

سوال کیا مسیح یا مہدی کو نبی کا رتبہ حاصل ہوگا؟

جواب جی ہاں۔

سوال کیا وہ دنیوی بادشاہ ہوں گے؟

جواب میرے نزدیک نہیں۔

سوال کیا اس مفہوم کی کوئی حدیث ہے کہ مسیح جہاد یا جزیہ کے متعلق قانون منسوخ کردیگا؟

جواب ایک حدیث جزیہ کے متعلق ہے اور دوسری جہاد کے متعلق۔ ہم جزیہ کے متعلق حدیث کو ترجیح دیتے ہیں اور دوسری کو اسکی وضاحت سمجھتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ جو الفاظ یعنے یَضَعُ حدیث میں استعمال ہوئے ہیں ان کے معنے منسوخ کرنے کے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ لفظ کے معنے التواء کے ہیں۔

سوال کیا مرزا غلام احمد صاحب نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب جی ہاں۔

سوال کیا مسیح یا مہدی کے ظہور پر اس پر ایمان لانا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزء ہے؟

جواب جی ہاں۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ دعویٰ درست ہے تو اسے ماننا اس پر فرض ہوجاتا ہے۔

سوال کیا دین اسلام ایک سیاسی مذہبی نظام ہے؟

جواب یہ ایک مذہبی نظام ہے۔ مگر اس میں کچھ سیاسی احکام بھی ہیں جو اس مذہبی نظام کا حصہ ہیں اور جن کا ماننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا دوسرے احکام کا۔

سوال اس نظام میں کفار کی کیا حیثیت ہے؟

جواب کفار کو وہی حیثیت حاصل ہوگی جو مسلمانوں کو۔

سوال کافر کسے کہتے ہیں؟

جواب کافر اور مومن اور مسلم نسبتی الفاظ ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ معلّق ہیں۔ ان کا کوئی جداگانہ معین مفہوم نہیں۔ قرآن کریم میں کافر کا لفظ اللہ تعالیٰ کے تعلق میں بھی استعمال ہوا ہے اور طاغوت کے تعلق میں بھی۔ اسی طرح مومن کا لفظ طاغوت کے تعلق میں بھی استعمال ہوا ہے۔

سوال کیا اسلامی نظام میں کفار یعنے غیر مسلموں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانون سازی اور قانون کے نفاذ میں حصہ لیں اور کیا وہ اعلیٰ انتظامی ذمہ داری کے عہدوں پر فائز ہوسکتے ہیں؟

جواب میرے نزدیک قرآن نے جس حکومت کو خالص اسلامی حکومت کہا ہے اسکا قیام موجودہ حالات میں ناممکن ہے۔ اسلامی حکومت کی اس تعریف کے مطابق یہ ضروری ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان ایک سیاسی وحدت میں منسلک ہوں مگر موجودہ حالات میں یہ صورت بالکل ناقابل عمل ہے۔

سوال کیا کبھی اسلامی حکومت قائم رہی بھی ہے؟

جواب جی ہاں۔ خلفائے راشدین کی اسلامی جمہوریت کے زمانہ میں۔

سوال اس جمہوریہ میں کفار کی کیا حیثیت تھی؟ کیا وہ قانون سازی اور نفاذ قانون میں حصہ لے سکتے تھے اور کیا وہ انتظامیہ کی اعلیٰ ذمہ داریوں کے عہدوں پر متمکن ہوسکتے تھے؟

جواب یہ سوال اس وقت پیدا ہی نہیں ہوا تھا کیونکہ اسلامی جمہوریہ کے دور میں مسلمانوں اور کفار میں مسلسل جنگ جاری رہی اور جو کفار مفتوح ہوجاتے تھے اسلامی مملکت میں انہیں وہی حقوق حاصل ہوجاتے تھے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے تھے۔ ان دنوں آجکل جیسی منتخب شدہ اسمبلیاں موجود نہ تھیں۔

سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عدلیہ علیحدہ ہوتی تھی؟

جواب ان دنوں سب سے بڑی عدلیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

سوال کیا اسلامی طرز کی حکومت میں ایک کافر کو حق حاصل ہے کہ وہ کھلے طور پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرے؟

جواب جی ہاں۔

سوال اسلامی حکومت میں اگر کوئی مسلمان مذاہب کے تقابلی مطالعہ کے بعد دیانتداری کے ساتھ اسلام کو ترک کرکے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلیتا ہے مثلاً عیسائی یا دہریہ ہوجاتا ہے تو کیا وہ اس مملکت کی رعایا کے حقوق سے محروم ہوجاتا ہے؟

جواب میرے نزدیک تو ایسا نہیں لیکن اسلام میں دوسرے ایسے فرقے پائے جاتے ہیں جو ایسے شخص کو موت کی سزا دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

سوال اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر واجبی غور کرنے کے بعد دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ کا دعویٰ غلط تھا تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا؟

جواب جی ہاں۔ عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جائے گا۔

سوال کیا آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سزا دے گا جو غلط مذہبی خیالات یا عقائد رکھتے ہوں لیکن دیانتداری سے ایسا کرتے ہوں؟

جواب میرے نزدیک جزاء سزاء کا اصول دیانتداری اور نیک نیتی پر مبنی ہے نہ کہ عقیدہ کی صداقت پر۔

سوال کیا ایک اسلامی حکومت کا یہ مذہبی فرض ہے کہ وہ تمام مسلمانوں سے قرآن اور سنت کے تمام احکام کی جن میں حقوق اللہ کے متعلق قوانین بھی شامل ہیں پابندی کرائے؟

جواب اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ گناہ کی ذمہ داری انفرادی ہے اور ایک شخص صرف ان ہی گناہوں کا ذمہ دار ہوتا ہے جن کا وہ خود مرتکب ہوتا ہے اس لئے اگر اسلامی مملکت میں کوئی شخص قرآن وسنت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسکا وہ خود ہی جوابدہ ہے۔

سوال کل آپ نے کہا تھا کہ گناہ کی ذمہ داری انفرادی ہوتی ہے، فرض کیجئے کہ میں ایک مسلم حکومت کا مسلمان شہری ہوں اور میں ایک دوسرے شخص کو قرآن وسنت کی کوئی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھتا ہوں کیا میرا یہ مذہبی فرض ہے کہ میں اسے اس خلاف ورزی سے روکوں؟ مذہبی فرض کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اسے ایسا کرنے سے نہ روکوں تو میں خود بھی گنہگار رہوں گا؟

جواب آپکا فرض صرف اس شخص کو نصیحت کرنا ہے۔

سوال اگر میں صاحب امر ہوں تو کیا پھر بھی یہی صورت ہوگی؟

جواب پھر بھی آپکا یہ مذہبی فرض نہیں کہ آپ اس شخص کو ایسا کرنے سے جبراً روکیں۔

سوال اگر میں صاحب امر ہوں تو کیا میرا یہ فرض ہوگا کہ میں ایسا دنیاوی قانون بناؤں جو اس قسم کی خلاف ورزیوں کو قابل سزا قرار دے؟

جواب جی نہیں۔ ایسا کرنا آپ کا مذہبی فرض نہیں ہوگا لیکن ایسا قانون بنانے کا آپ کو اختیار حاصل ہوگا۔

سوال کیا ایک سچے نبی کا انکار کفر نہیں؟

جواب ہاں یہ کفر ہے لیکن کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس سے کوئی شخص ملت سے عاری ہوجاتا ہے، دوسرا وہ جس سے وہ ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ کلمہ طیبہ کا انکار پہلی قسم کا کفر ہے، دوسری قسم کا کفر اس سے کم درجے کی بدعقیدگیوں سے پیدا ہوتا ہے۔

سوال کیا ایسا شخص جو ایسے نبی کو نہیں مانتا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیا ہو اگلے جہان میں سزا کا مستوجب ہوگا؟

جواب ہم ایسے شخص کو گنہگار تو سمجھتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو سزا دیگا یا نہیں اسکا فیصلہ کرنا خدا کا کام ہے۔

سوال کیا آپ خاتم النبیین میں خاتم کی "ت" کو فتح سے پڑھتے ہیں یا کسرہ سے؟

جواب دونوں درست ہیں۔

سوال اس اصطلاح کے صحیح معنے کیا ہیں؟

جواب اگر اسے "ت" کی زبر سے پڑھا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے نبیوں کی زینت ہیں جس طرح انگوٹھی انسان کیلئے زینت ہوتی ہے۔ اگر اسے کسرہ سے پڑھا جائے تو لغت کہتی ہے اس صورت میں بھی اس کا یہی مفہوم ہوگا۔ مگر اس سے وہ شخص بھی مراد ہوگا جو کسی چیز کو اختتام تک پہنچادے۔ اس مفہوم کے مطابق اس کا یہ مطلب ہوگا کہ خاتم النّبیین آخری نبی ہیں۔ مگر اس صورت میں لفظ النّبیین سے مراد وہ نبی ہوں گے جن کے ساتھ شریعت نازل ہو۔ یعنی تشریعی نبی۔

سوال مرزا غلام احمد صاحب کن معنوں میں نبی تھے؟

جواب میں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں وہ اس لئے نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں انکا نام نبی رکھا ہے۔

سوال کیا مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی درجہ کا کوئی اور شخص آئندہ آسکتا ہے؟

جواب اسکا امکان ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا اللہ تعالیٰ آئندہ ایسے اشخاص مبعوث کرے گا یا نہیں۔

سوال کیا عورت نبی ہوسکتی ہے؟

جواب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نبی نہیں ہوسکتی۔

سوال کیا آپ کی جماعت میں کسی عورت نے اس منصب پر ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب میرے علم کے مطابق نہیں۔

سوال کیا جہنم ابدی ہے؟

جواب جی نہیں۔

سوال کیا جہنم کوئی جانور ہے یا متحرک شے یا کوئی مقررہ مقام؟

جواب جہنم صرف ایک روح سے تعلق رکھنے والی کیفیت ہے۔

سوال امام غزالیؒ نے جہنم کو ایک جانور سے تشبیہ دی ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مجازاً استعمال کیا گیا ہے۔

سوال اسلام کے بعض نکتہ چین کہتے ہیں کہ اسلام جیسا کہ ایک معمولی عالم دین اسے سمجھتا ہے ذہنی غلامی کو دائمی شکل دیتا ہے کیونکہ وہ دیانتداری سے مخالفت کرنے والوں کو چاہے وہ کیسے ہی دیانتدار ہوں ہمیشہ کیلئے جہنمی قرار دیتا ہے۔

جواب میری رائے میں اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جو جہنم کو ابدی نہیں سمجھتا۔

سوال کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت ان لوگوں تک بھی وسیع ہوگی جو مسلمان نہیں ہیں؟

جواب یقیناً۔

سوال کیا قوم کا موجودہ نظریہ کہ ایک ریاست کے مختلف مذاہب کے ماننے والے شہریوں کو مساوی سیاسی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ اسلام میں پایا جاتا ہے؟

جواب یقیناً۔

سوال ایک غیر مسلم حکومت میں ایک مسلمان کا اس صورت میں کیا فرض ہوگا اگر یہ حکومت کوئی ایسا قانون بنائے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو؟

جواب اگر حکومت قانون بناتے وقت وہ اختیارات استعمال کرے جو وہ بحیثیت حکومت استعمال کرسکتی ہے تو مسلمانوں کو اس قانون کی تعمیل کرنی چاہئے لیکن اگر یہ قانون پرسنل ہو مثلاً اگر یہ قانون مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکے تو چونکہ یہ ایک بہت اہم سوال ہے اس لئے مسلمانوں کو ایسا ملک چھوڑ دینا چاہئے لیکن اگر وہ سوال معمولی نوعیت کا ہو مثلاً وراثت شادی وغیرہ کا معاملہ ہو تو مسلمانوں کو اس قانون کو تسلیم کرلینا چاہئے۔

سوال کیا ایک مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کا وفادار ہوسکتا ہے؟

جواب یقیناً۔

سوال اگر وہ ایک غیر مسلم حکومت کی فوج میں ہو اور اسے ایک مسلم حکومت کے ساتھ لڑنے کیلئے کہا جائے تو اس صورت میں اس کا کیا فرض ہوگا؟

جواب یہ اسکا کام ہے کہ وہ دیکھے کہ آیا مسلم مملکت حق پر ہے یا نہیں۔ اگر وہ سمجھے کہ مسلم حکومت حق پر ہے تب اسکا فرض ہے کہ وہ استعفیٰ دیدے یا جیسا کہ بعض

دوسرے ممالک میں دستور ہے، یہ اعلان کر دے کہ ایسی جنگ میں شمولیت میری ضمیر کے خلاف ہے۔

سوال: کیا آپکا یہ ایمان ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب بھی انہی معنوں میں شفیع ہوں گے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع سمجھا جاتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: آپ کی جماعت میں الفضل کی کیا حیثیت ہے اور آپ کا اس سے کیا تعلق ہے؟

جواب: یہ صحیح ہے کہ اس اخبار کو میں نے جاری کیا تھا لیکن میں نے دو تین سال بعد اپنا تعلق اس سے منقطع کر لیا تھا۔ غالباً ایسا میں نے 1915ء یا 1916ء میں کیا تھا۔ یہ اب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی ملکیت ہے۔

سوال: کیا 16-1915ء کے بعد آپ کے اختیار میں یہ بات تھی کہ آپ اسکی اشاعت کو روک دیں؟

جواب: جی ہاں۔ اس اعتبار سے کہ جماعت میری وفا دار ہے اور اگر میں انہیں کہوں گا کہ وہ اس پرچہ کو نہ خریدیں تو اسکی اشاعت خودبخود بند ہو جائے گی۔

سوال: کیا آپ انجمن کو مشورہ دے سکتے ہیں کہ وہ اس کی اشاعت کو بند کر دے؟

جواب: میں انجمن کو بھی مشورہ دے سکتا ہوں جو اس کی مالک ہے کہ وہ اس کی اشاعت کو روک دے۔

سوال: موجودہ ایجی ٹیشن کے شروع ہونے سے پہلے کیا آپ ان مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمدؑ صاحب کو نہیں مانتے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے رہے؟

جواب: ہاں میں یہ کہتا رہا ہوں اور ساتھ ہی میں ”کافر“ اور ”خارج از دائرہ اسلام“ کی اصطلاحوں کے اس مفہوم کی بھی وضاحت کرتا رہا ہوں جس میں یہ اصطلاحیں استعمال کی گئیں۔

سوال: کیا یہ صحیح نہیں کہ موجودہ ایجی ٹیشن شروع ہونے سے قبل آپ اپنی جماعت کو یہ مشورہ دیتے رہے کہ وہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھیں اور غیر احمدیوں سے اپنی لڑکیوں کی شادی نہ کریں؟

جواب: میں یہ سب کچھ غیر احمدی علماء کے اسی قسم کے فتوؤں کے جواب میں کہتا رہا ہوں بلکہ میں نے ان سے کم کہا ہے کیونکہ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا۔

سوال: آپ نے اب اپنی شہادت میں کہا ہے کہ جو شخص نیک نیتی کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں مانتا وہ پھر بھی مسلمان رہتا ہے۔ کیا شروع سے آپ کا یہی نظریہ رہا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اختلافات بنیادی ہیں؟

جواب: اگر لفظ بنیادی کا وہی مفہوم ہے جو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لفظ کا لیا ہے تب یہ اختلافات بنیادی نہیں ہیں۔

سوال: اگر لفظ بنیادی عام معنوں میں لیا جائے تو پھر؟

جواب: عام معنوں میں اسکا مطلب ”اہم“ ہے لیکن اس مفہوم کے لحاظ سے بھی اختلافات بنیادی نہیں ہیں بلکہ فروعی ہیں۔

سوال: احمدیوں کی تعداد پاکستان میں کتنی ہے؟

جواب: دو اور تین لاکھ کے درمیان۔

سوال: کیا کتاب تحفہ گولڑویہ جو ستمبر 1902ء میں شائع ہوئی تھی مرزا غلام احمدؑ صاحب کی تصنیف ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا آپ کو یہ معلوم ہے یا نہیں کہ جس عقیدہ کا ذیل کے پیرا میں ذکر ہے وہ عامۃ المسلمین کا عقیدہ ہے ”جیسا کہ مومن کیلئے دوسرا احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعثت ہیں ایک بعثت محمدی جو جلالی رنگ میں ہے دوسرا بعثت احمدی جو کہ جمالی رنگ میں ہے۔“

جواب: عامۃ المسلمین کے نزدیک اسکا اطلاق صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اسکا اطلاق اصلی طور پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے لیکن ظلی طور پر مرزا غلام احمدؑ صاحب پر بھی ہوتا ہے۔

سوال: از راہ کرم 21 اگست 1917ء کے الفضل کے صفحہ 7 کے کالم 1 کو ملاحظہ فرمائیے جہاں آپ نے اپنی جماعت اور غیر احمدیوں میں فرق بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”ورنہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو فرمایا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور۔ ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔“ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: اس وقت جب یہ عبارت شائع ہوئی تھی میرا کوئی ڈائری نوٹس نہیں تھا اس لئے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میری بات کو صحیح طور پر رپورٹ کیا گیا ہے یا نہیں تاہم اس کا مجازی رنگ میں مطلب لینا چاہئے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم زیادہ خلوص سے عمل کرتے ہیں۔

سوال: کیا آپ نے انوار خلافت کے صفحہ 93 پر کہا ہے کہ ”اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے۔ اس لئے انکا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اسکا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعودؑ کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔“

جواب: ہاں لیکن یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی کہ غیر احمدی علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ احمدیوں کے بچوں کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ احمدی عورتوں اور بچوں کی نعشیں قبروں سے اکھاڑ کر باہر پھینکی گئیں چونکہ ان کا فتویٰ اب تک قائم ہے اس لئے میرا فتویٰ بھی قائم ہے۔ البتہ اب ہمیں بانی سلسلہ کا ایک فتویٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور وخوض کے بعد پہلے فتویٰ میں ترمیم کر دی جائے۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ مرزا غلام احمدؑ صاحب نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ 163 پر لکھا ہے کہ ”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسولؐ کو بھی نہیں مانتا۔“

جواب: ہاں یہ الفاظ اپنے عام معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

سوال: کیا آپ کی جماعت میں کوئی ملّا بھی ہے؟

جواب: ”ملّا“ کا لفظ ”مولوی“ کا مترادف ہے اور یہ لفظ تحقیر کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ ملّا علی قاری ملّا شور بازار اور ملّا باقر جو تمام معروف شخصیتیں ہیں، ملّا کہلاتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں یا کرتے رہے ہیں۔

سوال: الفضل پر شائع شدہ الفاظ 14 ہجرت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس سے 14 مئی مراد ہے۔

سوال: آپ اس مہینے کو ہجرت کیوں کہتے ہیں؟

جواب: کیونکہ تاریخ بتلاتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مئی میں ہوئی تھی؟

سوال: کیا آپ سن ہجری استعمال کرتے ہیں یا کہ عیسوی کیلنڈر؟

جواب: ہم نے صرف یہ کیا ہے کہ شمسی مہینوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مختلف واقعات کے اعتبار سے مختلف نام دے دیئے ہیں۔

سوال: کیا مارچ 1919ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ایک اجلاس میں آپ نے وہ بیان دیا جس کا ذکر رسالہ عرفان الٰہی کے صفحہ 93 پر انتقام لینے کا زمانہ کے زیر عنوان کیا گیا ہے اور جس میں کہا گیا ہے کہ ”اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا۔ مگر اب مسیح اس لئے آیا تا اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔“

جواب: ہاں مگر اقتباس والے اس فقرے کی تشریح کتاب کے صفحہ 101-103 پر کی گئی ہے، جہاں میں نے کہا ہے کہ ”لیکن کیا ہمیں اسکا کچھ جواب نہیں دیا جانا چاہئے اور اس خون کا بدلہ نہیں لینا چاہئے لیکن اسی طریق سے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بتایا ہے اور جو یہ ہے کہ کابل کی سرزمین سے اگر احمدیت کا ایک پودا کاٹا گیا ہے تو اب خدا تعالیٰ اسکی بجائے ہزاروں پودے وہاں لگائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عبداللطیف صاحب شہید کے قتل کا بدلہ یہ نہیں رکھا گیا کہ ہم ان کے قاتلوں کو قتل کریں اور ان کے خون بہائیں کیونکہ قتل کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمیں خدا نے پُرامن ذرائع سے کام کرنے کیلئے کھڑا کیا ہے نہ کہ اپنے دشمنوں کو قتل کرنے کیلئے۔ پس ہمارا انتقام یہ ہے کہ ان کے اور ان کی نسلوں کے دلوں میں احمدیت کا بیج بوئیں اور انہیں احمدی بنائیں اور جس چیز کو وہ مٹانا چاہتے ہیں اس کو ہم قائم کر دیں......مگر اب ہمارا یہ کام ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لیں اور ان کے قاتل جس چیز کو مٹانا چاہتے ہیں اسے قائم کر دیں اور چونکہ خدا کی برگزیدہ جماعتوں میں شامل ہونے والے اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں کہ اپنے دشمنوں پر احسان کرتے ہیں اس لئے ہمارا بھی یہ کام نہیں کہ سید عبداللطیف صاحب کے قتل کرنے والوں کو دنیا سے مٹادیں اور قتل کر دیں بلکہ یہ ہے کہ انہیں ہمیشہ کیلئے قائم کر دیں۔ انہیں ابدی زندگی کے مالک بنادیں اور اسکا طریق یہ ہے کہ انہیں احمدی بنائیں۔“

سوال: اس سیاق وسباق میں احمدیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: احمدیت سے مراد اسلام کی وہ تشریح ہے جو احمدیہ جماعت کے بانی نے کی۔

سوال: اس ادارتی مقالہ میں جن مولویوں کو ملّا کہا گیا ہے کیا انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ ”احمدی مرتد اور واجب القتل ہیں۔“

جواب: میں صرف یہ جانتا ہوں کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔

سوال: کیا آپ کی جماعت خالص مذہبی جماعت ہے بلکہ سیاسی بھی؟

جواب: اصل میں تو یہ جماعت مذہبی جماعت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا دماغ عطا کیا ہے کہ جب بھی کوئی سیاسی مسئلہ اسکے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ بیکار نہیں رہ سکتا۔

سوال: آپ نے جب اپنی تقریر میں ذیل کے الفاظ کہے تو اس سے آپ کی کیا مراد تھی؟

”یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک ہماری Base مضبوط نہ ہو۔ پہلے Base مضبوط ہو تو تبلیغ ہوسکتی ہے۔“

جواب: یہ الفاظ اپنی تشریح آپ کرتے ہیں۔

سوال: برطانوی حکومت کے متعلق احمدیہ جماعت کے

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”ہمیشہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کے ساتھ منسلک رہیں اور وفا کا تعلق رکھیں“

(خصوصی پیغام جلسہ سالانہ ہنڈوراس 2020ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”احیائے اسلام کا فعل اور دنیا میں امن صرف نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر ہی قائم ہوسکتا ہے“

(خصوصی پیغام جلسہ سالانہ ہنڈوراس 2020ء)

طالب دعا: بی۔ایس عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

بانی کا کیا رویہ تھا؟

جواب مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق انسان جس ملک میں رہے ان شرائط کے ماتحت جن کا مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں، اس کو حکومت کا وفادار رہنا چاہئے۔

سوال کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بغداد پر انگریزوں کا قبضہ ہونے پر قادیان میں خوشیاں منائی گئیں؟

جواب یہ بات قطعاً غلط ہے۔

سوال کیا آپ اپنی جماعت کے لوگوں سے یہ کہتے رہے ہیں کہ ان کا معاشرہ دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہونا چاہئے؟

جواب جی نہیں۔

سوال مسیلمہ بن الحبیب کے دعویٰ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب اس کا دعویٰ جھوٹا تھا۔

سوال کیا وہ کلمہ پڑھتا تھا؟

جواب نہیں۔

سوال کیا آپ نے اسود عنسی سجاح نبیہ کا ذبہ وطلیحہ اسدی کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا ہے؟

جواب ہاں۔

سوال کیا ان تمام اشخاص نے جن میں ایک عورت بھی تھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جسکے نتیجہ میں مسلمانوں نے ان کے خلاف جنگ کا اعلان کیا؟

جواب نہیں بلکہ صورت حال اسکے بالکل برعکس ہے۔ ان اشخاص نے جن میں سے ہر ایک نے دعویٰ نبوت کیا مسلمانوں پر حملے کئے جس پر مسلمانوں نے اسکے جواب میں ان کو شکست دی۔

سوال آپ نے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کا فرق تو بیان فرما دیا، مہربانی کر کے ظلی نبی اور بروزی نبی کی بھی تعریف کر دیجئے؟

جواب ان اصطلاحات سے یہ مراد ہے کہ ایسا شخص جسکے متعلق ان اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے وہ خود بعض مخصوص صفات نہیں رکھتا بلکہ یہ صفات اس میں منعکس رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

سوال کیا مرزا غلام احمد صاحب نے تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟

جواب نہیں۔

سوال کیا مرزا غلام احمد صاحب نے ان لوگوں کو مرتد کہا ہے جو احمدی بننے کے بعد اپنے عقیدے سے پھر گئے؟

جواب مرتد کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایسا شخص جو واپس لوٹ جائے۔ مولانا مودودی صاحب نے بھی یہ اصطلاح استعمال کی ہے۔

سوال کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب کو ان مامورین میں شمار کرتے ہیں جنکا ماننا مسلمان کہلانے کیلئے ضروری ہے؟

جواب مَیں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔ کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کتنے سچے نبی گذرے ہیں؟

جواب مَیں کسی کو نہیں جانتا مگر اس اعتبار سے کہ ہمارے رسول کریمؐ کی حدیث کے مطابق آپؐ کی امت کے علماء تک میں آپؐ کی عظمت اور شان کا انعکاس ہوتا ہے، سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہوں گے۔

سوال کیا آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب ہمارے رسول اکرمؐ کے سوا سب انبیاء سے افضل تھے؟

جواب ہم ان کے متعلق صرف حضرت مسیح ناصری سے افضل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

سوال یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح ناصری) قیامت سے پہلے پھر دوبارہ ظاہر ہوں گے۔ اسکے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب یہ بات غلط ہے کہ یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے مسلمانوں کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جو یہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری طبعی موت سے وفات پا گئے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم خود دوبارہ مبعوث نہیں ہوں گے بلکہ ایک دوسرا شخص جو ان سے مشابہت رکھتا ہوگا اور ان کی صفات کا حامل ہوگا آئیگا۔

سوال کیا حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہودی کسی مسیح کے منتظر تھے؟

جواب جی ہاں۔ وہ ایک مسیح کی آمد کے منتظر تھے۔ مگر اس سے پہلے الیاس نے آنا تھا جس نے آسمان سے اسی خاکی جسم کے ساتھ نازل ہونا تھا۔

سوال کیا حضرت عیسیٰ ہی یہ مسیح تھے؟

جواب ہمارے عقیدہ کے مطابق وہی مسیح تھے لیکن یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق نہیں۔

سوال کیا حضرت عیسیٰ ناصری نے کبھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب جی ہاں۔

سوال عام مسلمان تو احمدیوں کا اس لئے جنازہ نہیں پڑھتے کہ وہ احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں آپ بتایئے کہ احمدی جو غیر احمدیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے، اسکی اسکے علاوہ اور کیا وجہ ہے جسکا آپ قبل ازیں اظہار کر چکے ہیں کہ آپ نے جوابی کارروائی کے طور پر یہ طریق اختیار کیا ہے؟

جواب بڑا سبب تو جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں یہ ہے کہ ہم غیر احمدیوں کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ وہ احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھتے ......اور دوسرا سبب جو اصل میں پہلے سبب کا حصہ ہی ہے یہ ہے کہ ایک متفقہ اور مسلمہ حدیث کے مطابق جو شخص دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہوتا ہے۔

سوال کیا آپ نے اپنی جماعت کے متعلق کبھی امت کا لفظ استعمال کیا ہے؟

جواب میرا عقیدہ ہے کہ احمدی علیحدہ امت نہیں ہیں۔ اگر یہاں امت کا لفظ احمدیوں کے متعلق استعمال ہوا ہے تو بے توجہی سے ہوا ہوگا اور اس سے اصل مراد جماعت ہے۔

سوال 13/اگست 1948ء کا الفضل دیکھئے اس میں حسب ذیل عبارت ہے:

’’اللہ تعالیٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے وہ کسی اور امت کے سپرد نہیں کیا۔ پہلے انبیاء میں سے کوئی نبی ایک لاکھ کی طرف آیا۔ کوئی نبی دو لاکھ کی طرف آیا اور کوئی دس لاکھ کی طرف آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم سوا لاکھ تھی یا ہو سکتا ہے کہ عرب کی آبادی آپ کے زمانہ میں دو تین لاکھ ہو۔ پس یہی آپ کے پہلے مخاطب تھے لیکن ہمارے چھٹتے ہی چالیس کروڑ مخاطب ہیں۔‘‘

یہاں کن معنوں میں آپ نے لفظ امت استعمال کیا؟

جواب یہاں مَیں نے لفظ امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے استعمال کیا ہے۔

سوال کیا آپ انگریزوں کے اس لئے ممنون احسان نہیں ہیں کہ ان کے عہد میں آپ کے مخصوص عقائد پھلے پھولے اور کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ ان کے شکر گزار نہ رہیں؟

جواب شکر گزاری ایک اخلاقی فرض ہے اور اسکا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ہم ان کے احسان مند ہیں اور یہ اس منصفانہ سلوک کی وجہ سے ہے جو انہوں نے ہر ایک کے ساتھ کیا جن میں ہم بھی شامل ہیں۔

سوال کیا مرزا غلام احمد صاحب نے انگریزوں کو ممنون کرنے کیلئے بلاد اسلامیہ میں اشاعت کی غرض سے جہاد کے خلاف اتنی کتابیں نہیں لکھیں جس سے کم وبیش پچاس الماریاں بھر جائیں؟

جواب مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا اس غرض سے لکھا کہ اس سے ان غلط فہمیوں کو دُور کیا جائے جو مسلمانوں کے خلاف دوسرے مذاہب میں پائی جاتی تھیں۔ یہ تصانیف کئی موضوع ومضامین پر مشتمل ہیں جن کے متعلق غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں۔ ضمناً ان میں مسئلہ جہاد بھی شامل تھا لیکن اس مخصوص مسئلہ پر انہوں نے صرف چند صفحات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا تھا۔

سوال کیا مندرجہ ذیل شعر میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت نہیں دی؟

لہ خسف القمر المنیر و ان
لی خسفا القمران المشرقان

یعنی رسول اکرم کیلئے صرف چاند کو گرہن لگا لیکن میرے لئے سورج اور چاند دونوں گہنائے گئے؟

جواب اس شعر میں صرف اس حدیث نبوی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں چاند اور سورج دنوں کو گرہن لگے گا۔

سوال کیا آپ نے کبھی عام مسلمانوں کو ابوجہل کہا اور اپنی جماعت کو اقلیت قرار دیا؟

جواب یہ صحیح نہیں ہے کہ میں عام مسلمانوں کو ابوجہل کی پارٹی قرار دیتا ہوں لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ہماری جماعت تعداد کے لحاظ سے بہت تھوڑی ہے۔

(ماخوذ از الفضل 21/فروری 1954ء)

......☆......☆......☆......

فضاؤں میں مچا دو کھلبلی احمد کے فرزندو!
کہ اب اسلام کے دنیا پہ چھا جانے کا وقت آیا

(محترم ثاقب زیروی صاحب)

اٹھو رندو ! کہ پھر محفل کے گرمانے کا وقت آیا
مئے عرفان پی پی کر بہک جانے کا وقت آیا

لو دیکھو بزم دیں میں جل اٹھی قندیل نورانی
مجازی شمعوں کے شرما کے بجھ جانے کا وقت آیا

چلی باد بہاری غنچہ ہائے دل چٹک اٹھے
گلستان محمد کے سنور جانے کا وقت آیا

لو آیا کوئی محفل میں بصد انداز محبوبی
اچھلنے کودنے کا اور اترانے کا وقت آیا

علوم ظاہری و باطنی سکھلائے جائیں گے
ہمیں اب آسمانی راز سمجھانے کا وقت آیا

عَلَم ادیان باطل کے جھکے صد شکر ربانی
لوائے احمدیت کے بھی لہرانے کا وقت آیا

فضاؤں میں مچا دو کھلبلی احمد کے فرزندو!
کہ اب اسلام کے دنیا پہ چھا جانے کا وقت آیا

(مطبوعہ اخبار الفضل 20 فروری 1945ء)

پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر

(منصور احمد مسرور)

قرآن مجید، احادیث، اور صحف سابقہ کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چودھویں صدی کے شروع میں جو کہ انتہائی تاریکی اور کفر وضلالت کا زمانہ تھا امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کا عظیم الشان مشن قرآن مجید ان الفاظ میں بیان کرتا ہے :

لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ؕ یعنی دُنیا کے تمام مذاہب پر اسلام کو غالب کرنا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؑ کا عظیم الشان مشن ان الفاظ میں بیان فرمایا :

لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوۡ رِجَالٌ مِنۡ هٰؤُلَاءِ یعنی ایمان اگر زمین سے اُٹھ کر ثریّا ستارے پر بھی چلا گیا ہو تو امام مہدی دوبارہ اُسے زمین پر قائم کردیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا...... میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقّیت کی کوئی اَور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔

(ضرورۃ الامام، رُوحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 495)

آپ نے فرمایا : خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دُنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دُنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے۔

(آئینہ کمالات اسلام، رُوحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 251)

فرمایا : مَیں تمام اُن لوگوں کیلئے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے۔

(تریاق القلوب، رُوحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 515)

آپ فرماتے ہیں : اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جسکا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار رُوحیں اُسکے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اُسکی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اُس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اِسکو بار بار بیان کروں گا اور اِس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔

(فتح اسلام، رُوحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 8)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہمیں دعوت فکر دیتا ہے کہ ہم نے جو مسیح موعودؑ کا زمانہ پایا، ہم اس عظیم الشان مشن اور عظیم الشان سلسلہ کی ترقی اور اشاعت کیلئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ یا صرف چندوں میں کچھ روپے دیکر اپنے آپ کو تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش سمجھتے ہیں۔

1864 تا 1867 حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بادل نخواستہ سیالکوٹ میں ملازمت کی۔ یہاں سے آپ کی تبلیغی مہم کا آغاز ہوتا ہے۔ مسیحی پادری مسلمان علماء کو شکست پر شکست دیتے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل اُن کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ سیالکوٹ کی مذہبی فضا پر آپ چھائے ہوئے تھے۔ ایک نامی گرامی پادری، بٹلر آپ کا معتقد ہوگیا اور آپ کی باتیں سننے اکثر آپ کے پاس آیا کرتا۔ بعض متعصب لوگوں نے روکنا چاہا لیکن پادری نے انہیں جواب دیا:

’’یہ ایک عظیم الشان آدمی ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ تم اسے نہیں سمجھتے مَیں خوب سمجھتا ہوں۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 93)

1872 میں آپؑ نے قلمی جہاد کا آغاز کیا۔ بنگلور کے دس روزہ اخبار منشور محمدی میں 25/اگست 1872 میں آپ کا پہلا مضمون شائع ہوا۔ مضمون کیا تھا اسلام کی تمام مذاہب پر فوقیت اور برتری کا اعلان تھا۔ آپ نے لکھا :

تمام انسانی معاملات میں سچائی ہی تمام خوبیوں کی بنیاد اور اِساس ہے۔ آپ نے تمام مذاہب کو چیلنج دیا کہ آپ ہر اُس غیر مسلم کو 500 روپیہ بطور انعام دینے کیلئے تیار ہیں جو اپنی مسلمہ مذہبی کتابوں سے اُن تعلیمات کے مقابل آدھی بلکہ تہائی تعلیمات بھی پیش کردے جو آپ اسلام کی مستند کتب سے سچائی کے موضوع پر نکال کر دکھائیں گے۔

(تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 118)

1876 میں آپؑ کے والد صاحب کی وفات ہوگئی۔ ایک لمحہ کیلئے آپ دل میں خیال گزرا کہ اب میرا کیا ہوگا۔ معاً اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبۡدَهٗ کہ کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔ اسکے بعد آپ مکمل طور پر خدائی کفالت میں آ گئے۔

1877 میں آریہ سماجی لیڈر سوامی دیانند نے رُوح کے متعلق اپنا یہ عقیدہ شائع کیا کہ:

’’ارواح موجودہ بے اَنت ہیں (یعنی بے انتہا ہیں۔ ناقل) اور اِس کثرت سے ہیں کہ پرمیشر کو بھی اُن کی تعداد معلوم نہیں۔ اس واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہیں اور پاتے رہیں گے مگر کبھی ختم نہیں ہوویں گے۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 153)

یہ اللہ تعالیٰ کی سخت توہین تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپؑ نے سلسلہ وار مضامین کے ذریعہ اسکا دندان شکن جواب دیا۔ آپ نے چیلنج دیا:

’’اگر کوئی آریہ یہ ثابت کرے کہ اَرواح بے انت ہیں اور پرمیشر کو اُن کی تعداد معلوم نہیں تو مَیں اُس کو پانچ سو روپیہ انعام دوں گا۔‘‘ (ایضاً)

اِس چیلنج نے آریہ سماج کے کیمپ میں کھلبلی مچادی۔ یہاں تک کہ لاہور آریہ سماج کے سکریٹری لالہ جیون داس کو سوامی دیانند کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا پڑا اور انہوں نے یہ اعلان کر کے پیچھا چھڑایا کہ:

’’یہ مسئلہ آریہ سماج کے اصولوں میں داخل نہیں ہے۔ اگر کوئی ممبر آریہ سماج کا اِس کا دعویدار ہو تو اُس سے سوال کرنا چاہئے اور اُسی کو جواب دینا لازم ہے۔‘‘ (ایضاً)

1878۔1879 میں آپ نے آریہ سماج کے چوٹی کے لیڈروں کو دعوتِ مقابلہ دیا کہ اسلام اور ویدک دھرم کی مقدس جنگ میں مردِ میدان بن کر آئیں اور اسلام کے مقابلہ پر آریہ دھرم کی برتری ثابت کریں اور انعام پاویں۔ فیصلہ کیلئے آپؑ نے اُن کے ہی آدمی پادری رجب علی اور پنڈت شِو نرائن اگنی ہوتری کا نام تجویز فرمایا۔ معزز سامعین! پہلے انعامی چیلنج سے ہی ان میں سخت بے چینی و پریشانی تھی اس دوسرے چیلنج نے اُن پر سکتے کا عالم طاری کر دیا۔

1880 تا 1884 براہین احمدیہ کی چار جلدیں شائع ہوئیں۔ یہ کتاب آپ نے تمام مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے تحریر فرمائی۔ اور اسے تین سو محکم اور قوی دلائل سے مزین فرمایا۔ آپؑ نے چیلنج دیا کہ اگر کوئی اس کے دلائل کو توڑ کر دکھادے خواہ نصف دلائل توڑ دے اور خواہ پانچواں حصہ ہی توڑ کر دکھادے تو اُس کو دس ہزار روپے انعام دیا جاوے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

اس کتاب میں ایسی دھوم دھام سے حقانیت اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جاوے گا۔

(براہین احمدیہ رُوحانی خزائن، جلد 1 صفحہ 69)

آپؑ نے فرمایا:

یہ کتاب طالبان حق کو ایک بشارت اور منکران دین اسلام پر ایک حجت الٰہی ہے کہ جسکا جواب قیامت تک ان سے میسر نہیں آ سکتا اور اسی وجہ سے اس کے ساتھ ایک اشتہار بھی انعامی دس ہزار روپیہ کا شامل کیا گیا کہ تا ہر یک منکر اور معاند پر جو اسلام کی حقیت سے انکاری ہے اتمام حجت ہو اور اپنے باطل خیال اور جھوٹے اعتقاد پر مغرور اور فریفتہ نہ رہے۔

(براہین احمدیہ، رُوحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 83)

آپؑ نے فرمایا:

آپ سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں افلاطون بن جاویں بیکن کا اوتار دھاریں ارسطو کی نظر اور فکر لاویں اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کیلئے ہاتھ جوڑیں پھر دیکھیں جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے آلہہ باطلہ اور جب تک اِس کتاب کا جواب نہ دیں تب تک بازاروں میں عوام کالانعام کے سامنے اسلام کی تکذیب کرنا یا ہنود کے مندروں میں بیٹھ کر ایک وید کو ایشر کرت اور ست ودیا اور باقی سارے پیغمبروں کو مفتری بیان کرنا صفت حیا اور شرم سے دور سمجھیں۔

(براہین احمدیہ، رُوحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 57)

1885 میں آپؑ نے ماموراور مجدد وقت ہونے کا دعویٰ فرمایا اور ایک بار پھر مذاہب عالم کے سربرآوردہ لیڈروں اور رہنماؤں کو نشان نمائی کی دعوت دی کہ اگر وہ طالب صادق بن کر آپ کے پاس ایک سال تک قیام کریں تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے دین اسلام کی حقانیت کے چمکتے ہوئے نشان مشاہدہ کرلیں گے۔ اور اگر کوئی نشان نہیں دکھایا جاسکا تو دوسو روپے ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپے بطور ہرجانہ پیش کیا جائے گا۔ اس کیلئے آپ نے بیس ہزار کی تعداد میں انگریزی اور اُردو میں اشتہارات شائع کئے اور ایشیا امریکہ اور یوروپ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، فرمانرواؤں، مہاراجوں، عالموں، مصنفوں، نوابوں کو باقاعدہ رجسٹری کر کے بھجوائے۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آئے اور نشان دیکھے۔

اسلام اور بانی اسلام اور قرآن کریم کی صداقت کیلئے ایک چیز جو آپؑ نے خصوصیت کے ساتھ اختیار فرمائی وہ نشان نمائی کی دعوت تھی۔ آپؑ پوری زندگی اور مسلسل اشتہارات کے ذریعہ اور تحریرات کے ذریعہ غیر قوموں کو نشان نمائی کی دعوت دیتے رہے کہ اگر کوئی شخص سچے دل سے اسلام کی صداقت کا متلاشی ہے تو وہ میری صحبت میں ایک سال رہے ضرور اللہ تعالیٰ اس کو کوئی نشان دکھلا دیگا خواہ پیشگوئی کے رنگ میں ہو یا کسی اور رنگ میں۔ پھر آپؑ نے ایک سال کے عرصہ کو چالیس دن کر دیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر قوموں کو جو نشان نمائی کی دعوت دی اور چیلنج دیا اس تعلق میں چند ایک بہت ہی پُرشوکت اور ایمان افروز آپؑ کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا:

ہم نے اس سے پہلے یہ اشتہار دیا تھا کہ جو معزز آریہ صاحب یا پادری صاحب یا کوئی اور صاحب مخالف اسلام ہیں اگر ان میں سے کوئی صاحب ایک سال تک قادیان میں ہمارے پاس آ کر ٹھہرے تو درصورت نہ دیکھنے کسی آسمانی نشان کے چوبیس سو روپیہ انعام پانے کا مستحق ہوگا۔ سو ہر چند ہم نے تمام ہندوستان و پنجاب کے پادری صاحبان و آریہ صاحبان کی خدمت میں اسی مضمون کے خط رجسٹری کرا کر بھیجے مگر کوئی صاحب قادیان میں تشریف نہ لائے بلکہ منشی اندرمن صاحب کیلئے تو مبلغ چوبیس سو روپیہ نقد لاہور میں بھیجا گیا تو وہ کنارہ کر کے فرید کوٹ کی طرف چلے گئے ہاں ایک صاحب پنڈت لیکھرام نام پشاوری قادیان میں ضرور آئے تھے اور ان کو بار بار کہا گیا کہ اپنی حیثیت کے

موافق بلکہ اُس تنخواہ سے دو چند جو پشاور میں نوکری کی حالت میں پاتے تھے ہم سے بحساب ماہواری لینا کر کے ایک سال تک ٹھہر واور اخیر پر یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سال تک منظور نہیں تو چالیس دن تک ہی ٹھہرو تو انہوں نے ان دونوں صورتوں میں سے کسی صورت کو منظور نہیں کیا۔

(سرمہ چشم آریہ، رُوحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 309)

سر سیّد احمد خان کو آپؑ نے لکھا :

اگر آپ ایک صادق دل لیکر میری طرف متوجہ ہوں تو میں خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر عہد کرتا ہوں کہ آپ کو مطمئن کرنے کیلئے اُس قادر مطلق سے مدد چاہوں گا اور میں یقین رکھتا ہونکہ وہ میری فریاد سنے گا اور آپکو اُن غلطیوں سے نجات دیگا جنکی وجہ سے نہ صرف آپ کی بلکہ ایک گروہ کثیر گرداب شبہات میں مبتلا نظر آتا ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ میں محض للہ اس کام کیلئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ کی رائے کا غلط ہونا آپ پر ثابت کر دکھاؤں۔ (آئینہ کمالات اسلام، رُوحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 240، حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام عیسائیوں کو اور مسلمانوں کو نشان نمائی کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

بالآخر میں پھر ہر یک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے...... میں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں، اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے...... میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اَے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اِس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا، آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے، پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گذریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آزماتے اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔ او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ۔ میں اِتمام حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑ لو، تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ کیا ایک بھی نہیں۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 345)

وہ اشتہار جو پیشگوئی مصلح موعود کا پیش خیمہ بناوہ اشتہار یہ تھا، آپؑ نے تحریر فرمایا :

بعد ما وجب گزارش ضروری یہ ہے کہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جلشانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی...... کی طرز پر کمال مسکینی فروتنی وغربت وتذلل وتواضع سے اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے۔ اور اُن لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم دکھاوے۔ اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کی 37 جز چھپ کر شائع ہو چکی ہیں...... لیکن چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل بغرض اتمام حجت یہ خط جس کی 240 کاپی چھپوائی گئی ہے، معہ اشتہار انگریزی، جس کی آٹھ ہزار کاپی چھپوائی گئی ہے شائع کیا جائے اور اسکی ایک ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان پنجاب و ہندوستان و انگلستان وغیرہ بلاد جہاں تک ارسال خط ممکن ہو، جو اپنی قوم میں خاص طور پر مشہور اور معزز ہوں، اور بخدمت معزز برہموں صاحبان و آریہ صاحبان ونیچری صاحبان وحضرات مولوی صاحبان جو وجود خوارق وکرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے عاجز پر بدظن ہیں، ارسال کی جاوے۔

یہ تجویز نہ اپنے فکر واجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اسکی اجازت ہوئی ہے...... یہ خط چھپوا کر آپ کی خدمت میں اس نظر سے کہ آپ اپنی قوم میں معزز اور مشہور اور مقتدا ہیں، ارسال کیا جاتا ہے۔ اور آپ کے کمال علم اور بزرگی کی نظر سے امید ہے کہ آپ اس خط کے مضمون کی طرف توجہ فرما کر طلب حق میں کوشش کریں گے...... اصل مدعا خط جس کے اِبلاغ سے میں مامور ہوا ہوں، یہ ہے کہ دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہے اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ محفوظ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے۔ اس دین کی حقانیت اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں کی شہادت بھی پائی جاتی ہے جس کو طالب صادق اس خاکسار کی صحبت اور صبر اختیار کرنے سے بمعاینہ چشم تصدیق کر سکتا ہے۔ آپ کو اس دین کی حقانیت یا اُن آسمانی نشانوں کی صداقت میں شک ہو تو آپ طالب صادق بن کر قادیان میں تشریف لاویں اور ایک سال تک اس عاجز کی صحبت میں رہ کر اُن آسمانی نشانوں کا بچشم خود مشاہدہ کر لیں ولیکن اس شرط نیت سے کہ بمجرد معائنہ آسمانی نشانوں کے اسی جگہ (قادیان میں) شرف اظہار اسلام یا تصدیق خوارق سے مشرف ہو جائیں گے۔ اس شرط نیت سے آپ آویں گے تو ضرور انشاء اللہ تعالیٰ آسمانی نشان مشاہدہ کریں گے۔ اس امر کا خدا کی طرف سے وعدہ ہو چکا ہے جس میں تخلّف کا امکان نہیں۔ اب آپ تشریف نہ لائیں تو آپ پر خدا کا مواخذہ رہا۔

اور اگر آپ آویں اور ایک سال رہ کر آسمانی نشان مشاہدہ نہ کریں تو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے آپ کو ہرجانہ یا جرمانہ دیا جائے گا۔ اس دو سو روپیہ ماہوار کو آپ اپنے شایان شان نہ سمجھیں تو اپنے حرج اوقات کا عوض یا ہماری وعدہ خلافی کا جرمانہ جو آپ اپنی شان کے لایق قرار دیں گے ہم اسکو بشرط استطاعت قبول کریں گے۔ طالبان حرجانہ یا جرمانہ کیلئے ضروری ہے کہ تشریف آوری سے پہلے بذریعہ رجسٹری ہم سے اجازت طلب کریں اور جو حرجانہ یا جرمانہ کے طالب نہیں ان کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ بذاتِ خود تشریف نہ لا سکیں تو آپ اپنا وکیل جس کے مشاہدہ کو آپ معتبر اور اپنا مشاہدہ سمجھیں روانہ فرماویں مگر اس شرط سے کہ بعد مشاہدہ اس شخص کے اظہار اسلام یا تصدیق خوارق میں توقف نہ فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

ہم سے اپنی شرط دو سو روپیہ ماہوار جرمانہ یا حرجانہ عدالت میں رجسٹری کرالیں اور اسکے ساتھ ایک حصہ جائیداد بھی بقدر شرط رجسٹری کرالیں۔

(مجموعہ اشتہارات، اشتہار نمبر 13، جلد 1، صفحہ 30، مطبوعہ قادیان ایڈیشن 2019)

جب قادیان کے ہندوؤں اور آریوں کو اس اشتہار سے آگاہی ہوئی تو اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا، انہوں نے لکھا کہ :

مرزا صاحب مخدوم ومکرم مرزا غلام احمد صاحب سلمہٗ

بعد ما وجب بکمال ادب عرض کی جاتی ہے کہ جس حالت میں آپ نے لنڈن امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آ کر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالے اس کو ایسے نشان دربارۂ اِثبات حقیّت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں، سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں اور ہم آپ کی خدمت میں قسمیہ بیان کرتے ہیں جو ہم طالب صادق ہیں کسی قسم کا شر اور عناد جو بمقتضائے نفسانیت یا مغائرت مذہب نا اہلوں کے دلوں میں ہوتا ہے وہ ہمارے دلوں میں ہرگز نہیں ہے اور نہ ہم بعض نا منصف مخالفوں کی طرح آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہم صرف ایسے نشانوں کو قبول کریں گے کہ جو اس قسم کے ہوں کہ ستارے اور سورج اور چاند پارہ پارہ ہو کر زمین پر گر جائیں یا ایک سورج کی جگہ تین سورج اور ایک چاند کی جگہ دو چاند ہو جائیں یا زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آسمان سے جا لگے۔ یہ باتیں بلاشبہ ضدیت اور تعصب سے ہیں نہ حق جوئی کی راہ سے۔ لیکن ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین وآسمان کے زیر وزبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے۔ یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی اُن پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے۔ یا ایسے عجیب طور پر آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے۔ سو آپ سوچ لیں کہ ہماری اس درخواست میں کچھ ہٹ دھرمی اور ضد نہیں ہے اور اس جگہ ایک اور بات واجب العرض ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ مشاہدہ کنندہ کسی نشان کے دیکھنے کے بعد اسلام قبول کرے۔ سو اس قدر تو ہم مانتے ہیں کہ سچ کے کھلنے کے بعد جھوٹھ پر قائم رہنا دھرم نہیں ہے۔ اور نہ ایسا کام کسی بھلے منش اور سعید الفطرت سے ہو سکتا ہے لیکن مرزا صاحب آپ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ہدایت پا جانا خود انسان کے اختیار میں نہیں ہے جب تک توفیق ایزدی اسکے شامل حال نہ ہو۔ کسی دل کو ہدایت کیلئے کھول دینا ایک ایسا امر ہے جو صرف پرمیشر کے ہاتھ میں ہے۔ سو ہم لوگ جو صدہا زنجیروں قوم برادری ننگ وناموس وغیرہ میں گرفتار ہیں کیونکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم خود اپنی قت سے ان زنجیروں کو توڑ کر اور اپنے سخت دل کو آپ ہی نرم کر کے آپ ہی دروازۂ ہدایت اپنے نفس پر کھول دیں گے اور جو پرمیشر سرب شکتیمان کا خاص کام ہے وہ آپ ہی کر دکھائیں گے بلکہ یہ بات سعادت ازلی پر موقوف ہے جس کے حصہ میں وہ سعادت مقدر ہے اس کیلئے شرائط کی کیا حاجت ہے۔ اسکو تو خود توفیق ازلی کشاں کشاں چشمہ ہدایت تک لے آئے گی ایسا کہ آپ بھی اسکو روک نہیں سکتے۔ اور آپ ہم سے ایسی شرطیں موقوف رکھیں۔ اگر ہم لوگ کوئی آپ کا نشان دیکھ لیں گے تو اگر ہدایت پانے کیلئے توفیق ایزدی ہمارے شامل حال ہوئی تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں اور پرمیشر کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس قدر تو ہم ضرور کریں گے کہ آپ کے اُن نشانوں کو جو ہم بچشم خود مشاہدہ کر لیں گے، چند اخباروں کے ذریعہ سے بطور گواہ رؤیت شائع کرا دیں گے اور آپ کے منکرین کو ملزم و لاجواب کرتے رہیں گے اور آپ کی صداقت کی حقیقت کو حتی الوسع اپنی قوم میں پھیلائیں گے اور بلاشبہ ہم ایک سال تک عندالضرورت آپ کے مکان پر حاضر ہو کر ہر ایک قسم کی پیشگوئی وغیرہ پر دستخط بقید تاریخ و روز کر دیا کریں گے اور کوئی بدعہدی اور کسی قسم کی نا منصفانہ حرکت ہم سے ظہور میں نہیں آئے گی۔ ہم سراسر سچائی اور راستی سے اپنے پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر یہ اقرار نامہ لکھتے ہیں اور اسی سے اپنی نیک نیتی کا قیام کرنا چاہتے ہیں۔ اور سال جو نشانوں کے دکھانے کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر 1885 سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر 1886 کے اخیر تک ہو جائے گا۔

راقم:: کچھمن رام بقلم خود: جو اس خط میں ہم نے لکھا ہے اس کے موافق عمل کریں گے۔

(1) پنڈت پھارا مل (2) بشن داس ولد رعدا ساہو کار (3) منشی تارا چند کھتری (4) پنڈت نہال چند (5) سنت رام (6) فتح چند (7) پنڈت ہر کرن (8) پنڈت بیجناتھ چودھری (9) بشن داس ولد ہیرا نند برہمن۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 116، مطبوعہ قادیان ایڈیشن 2019)

اسکے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

عنایت فرمائے من! پنڈت نہال چند صاحب و پنڈت پھارا مل صاحب و کچھمی رام صاحب و لالہ بشنداس صاحب و منشی تارا چند صاحب و یگر صاحبان ارسال کنندگان درخواست مشاہدہ خوارق۔

بعد ماوجب! آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کیلئے درخواست کی ہے، مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف و حق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اسکو لکھا ہے اس لئے بتمامتر شکر گزاری اسکے مضمون کو قبول، منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جلشانہ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ یہ عاجز آپ صاحبوں کے پُرانصاف خط کے پڑھنے سے بہت خوش ہوا اور اس سے بھی زیادہ تر اس روز خوش ہوگا کہ جب آپ بعد دیکھنے کسی نشان کے اپنے وعدے کے ایفاء کیلئے جس کو آپ صاحبوں نے اپنے حلفوں اور قسموں سے کھول دیا ہے، اپنی شہادت رؤیت کا بیان چند اخباروں میں مشتہر کر کے متعصب مخالفوں کو ملزم و لاجواب کرتے رہیں گے اور اس جگہ یہ بھی بخوشی دل آپ صاحبوں کو اجازت دی جاتی ہے کہ اگر ایک سال تک کوئی نشان نہ دیکھیں یا کسی نشان کو جھوٹا پاویں تو بے شک اس کو مشتہر کر دیں اور اخباروں میں چھپوا دیں۔ یہ امر کسی نوع سے موجب ناراضگی نہ ہوگا اور نہ آپ کے دوستانہ تعلقات میں کچھ فرق آئے گا بلکہ یہ وہ بات ہے جس میں خدا بھی راضی اور ہم بھی اور ہر ایک منصف بھی اور چونکہ آپ لوگ شرط کے طور پر کچھ روپیہ نہیں مانگتے صرف دلی سچائی سے نشانوں کا دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے اس طرف سے بھی قبول اسلام کیلئے شرط کے طور پر آپ سے کچھ گرفت نہیں۔ بلکہ یہ بات بقول آپ لوگوں کے توفیق ایزدی پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اور اخیر پر دلی جوش سے یہ دُعا ہے کہ خداوند قادر کریم بعد دکھلانے کسی نشان کے آپ لوگوں کو غیب سے قوت، ہدایت پانے کی بخشے، تا آپ لوگ مائدہ رحمت الٰہی پر حاضر ہو کر پھر محروم نہ رہیں۔ اَے قادر مطلق کریم و رحیم ہم میں اور ان میں سچا فیصلہ کر اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور کوئی نہیں کہ بجز تیرے فیصلہ کر سکے۔ آمین ثم آمین۔

(مجموعہ اشتہارات، اشتہار نمبر 32، جلد 1، صفحہ 119، مطبوعہ قادیان ایڈیشن 2019)

اسکے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعاؤں اور استخاروں سے کام لینا شروع کر دیا کہ الٰہی بعض مقامات بھی خاص طور پر بابرکت ہوتے ہیں تو اپنے خاص فضل سے اس بارہ میں بھی میری رہنمائی فرما کہ میں یہ دعائیں کہاں کروں اور کس جگہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کیلئے دعائیں کرنے کیلئے جاؤں۔ ان دعاؤں اور استخاروں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ ”تمہاری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی۔“

(تذکرہ، صفحہ 647)

اس الہام کی بنا پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام علیحدگی میں عبادت و ریاضت کیلئے ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپؑ ماہ جنوری 1886 میں ہوشیارپور جانے لگے تو مجھے خط لکھ کر حضور نے قادیان بلالیا۔ اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیارپور کو خط لکھا کہ مَیں دو ماہ کے واسطے ہوشیارپور آنا چاہتا ہوں کسی ایسے مکان کا انتظام کر دیں جو شہر کے ایک کنارہ پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو۔ شیخ مہر علی نے اپنا ایک مکان جو طویلہ کے نام سے مشہور تھا خالی کروا دیا۔ حضور بہلی میں بیٹھ کر دریائے بیاس کے راستے تشریف لے گئے۔ (بہلی سے مُراد بیل گاڑی ہے) مَیں اور شیخ حامد علی اور فتح خاں ساتھ تھے۔ فتح خاں رسول پور متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور کا رہنے والا تھا اور حضور کا بڑا معتقد تھا مگر بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر کے نیچے مرتد ہو گیا۔ حضور جب دریا پہنچے تو چونکہ کشتی تک پہنچنے کے رستہ میں کچھ پانی تھا اس لئے ملاح نے حضور کو اٹھا کر کشتی میں بٹھایا جس پر حضور نے اسے ایک روپیہ انعام دیا۔ دریا میں جب کشتی چل رہی تھی حضور نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میاں عبداللہ کامل کی صحبت اس سفر دریا کی طرح ہے جس میں پار ہونے کی بھی امید ہے اور غرق ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ مَیں نے حضور کی یہ بات سرسری طور پر سنی مگر جب فتح خاں مرتد ہوا تو مجھے حضرت کی یہ بات یاد آئی۔ خیر ہم راستہ میں فتح خاں کے گاؤں میں قیام کرتے ہوئے دوسرے دن ہوشیارپور پہنچے وہاں جاتے ہی حضرت صاحب نے طویلہ کے بالا خانہ میں قیام فرمایا اور اس غرض سے کہ ہمارا آپس میں کوئی جھگڑا نہ ہو ہم تینوں کے الگ الگ کام مقرر فرما دیئے۔ چنانچہ میرے سپرد کھانا پکانے کا کام ہوا۔ فتح خاں کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ بازار سے سودا وغیرہ لایا کرے۔ شیخ حامد علی کا یہ کام مقرر ہوا کہ گھر کا بالائی کام اور آنے جانے والے کی مہمان نوازی کرے۔ اسکے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ دستی اشتہارات اعلان کر دیا کہ چالیس دن تک مجھے کوئی صاحب ملنے نہ آویں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کیلئے بلائیں۔ ان چالیس دن کے گزرنے کے بعد میں یہاں بیس دن اور ٹھہروں گا۔ ان بیس دنوں میں ملنے والے ملیں۔ دعوت کا ارادہ رکھنے والے دعوت کر سکتے ہیں اور سوال و جواب کرنے والے سوال و جواب کرلیں اور حضرت صاحب نے ہم کو بھی حکم دے دیا کہ ڈیوڑھی کے اندر کی زنجیر ہر وقت لگی رہے اور گھر میں بھی کوئی شخص مجھے نہ بلائے۔ مَیں اگر کسی کو بلاؤں تو وہ اسی حد تک میری بات کا جواب دے جس حد تک کہ ضروری ہے اور نہ اوپر بالا خانہ میں کوئی میرے پاس آوے۔ میرا کھانا اوپر پہنچا دیا جاوے مگر اسکا انتظار نہ کیا جاوے کہ مَیں کھانا کھالوں۔ خالی برتن پھر دوسرے وقت لے جایا کریں۔ نماز مَیں اوپر الگ پڑھا کروں گا تم نیچے پڑھا لیا کرو۔ جمعہ کیلئے حضرت صاحب نے فرمایا کوئی ویران سی مسجد تلاش کرو جو شہر کے ایک طرف ہو جہاں ہم علیحدگی میں نماز ادا کر سکیں۔ چنانہ شہر کے باہر ایک باغ تھا اس میں ایک چھوٹی سی ویران مسجد تھی وہاں جمعہ کے دن حضور تشریف لے جایا کرتے تھے اور ہم کو نماز پڑھاتے تھے اور خطبہ خود پڑھتے تھے۔

عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَیں کھانا چھوڑنے اوپر جایا کرتا تھا اور احضور سے کوئی بات نہیں کرتا تھا مگر کبھی حضور مجھ سے خود کوئی بات کرتے تھے تو جواب دے دیتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھ سے فرمایا میاں عبداللہ ان دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے اگر ان کو لکھا جاوے تو کوئی ورق ہو جاویں ...... جب چالیس دن گزر گئے تو پھر آپ حسب اعلان بیس دن اور وہاں ٹھہرے ان دنوں میں کئی لوگوں نے دعوتیں کیں اور کئی لوگ مذہبی تبادلہ خیالات کیلئے آئے...... انہی دنوں مرلی دھر سے آپ کا مباحثہ ہوا۔ جب دو مہینے کی مدت پوری ہو گئی تو حضور اسی راستہ سے قادیان روانہ ہوئے۔

(تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 274)

ان چالیس روز کی عبادت و گریہ و زاری کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مصلح موعود کی پیشگوئی عنایت فرمائی، یہ پیشگوئی اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 40 پر ملاحظہ فرمائیں۔

جب تک اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو نہیں بتایا کہ آپؓ ہی مصلح موعود ہیں، آپ نے مصلح موعود ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے حکم سے 1944 میں آپؓ نے اعلان فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے اذن اور اُسی کے انکشاف کے ماتحت مَیں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کو دُنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اُس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا۔ وہ مَیں ہی ہوں......

یاد رہے کہ مَیں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں۔ مَیں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کو دُنیا میں قائم کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔ (سوانح فضل عمر، جلد 3، صفحہ 371، ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AICCE-0289/Raj.

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE
Prop. NASIR SHAH
Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK Nursery
Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بعض کتب کا تعارف

(سید طفیل احمد شہباز، مربی سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارک قوسِ قزح کی طرح مختلف رنگ اپنے اندر سموئے ہوئے تھی اور ہر رنگ اپنے اندر ایک کائنات لئے ہوئے تھا۔ آپ اُن ابنائے آدم میں سے تھے جو سالوں نہیں صدیوں میں ایک بار پیدا ہوتے ہیں اور آنے والی ہر نسل کیلئے روشنی کا سامان مہیا کر دیتے ہیں۔

آپؓ 25 سال کی عمر میں خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے اور پھر 52 سال تک اِس عظیم ذمہ داری کو سرانجام دے کر 77 سال کی عمر میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوئے۔ اس دوران ہزاروں خطبات اور خطابات کے ذریعے آپ کے افکار و خیالات کا اظہار ہوا۔ بعض دفعہ اتنے آسان اور سادہ خطبات ہوتے کہ یوں لگتا جیسے بچوں کو سمجھا رہے ہیں اور بعض دفعہ ایسے فصیح و بلیغ خطابات جن کو پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ آپؓ کے سامعین کس درجہ کمال کے لوگ تھے جن کو ایسے سمجھایا اور بتایا جا رہا ہے۔ مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عرفان کا اندازہ آپؓ کی کتب بینی کے بغیر آج کے دَور میں ممکن ہی نہیں۔ ایسے ایسے جواہر پارے، ایسا ایسا باکمال نقطہ اور علم کا بے کراں سمندر ہے کہ انکا مطالعہ کرنے والے کی روح اور قلوب خشک رہ ہی نہیں سکتے۔ آپ کی چند کتب کا تعارف پیش خدمت ہیں تا اندازہ ہو کہ کس قدر پُرشوکت انسان کا نام مصلح موعود تھا۔

انوارِ خلافت

یہ کتاب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ان تقاریر پر مشتمل ہے جو آپ نے مورخہ 27-28 اور 30 دسمبر 1915ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر بیان فرمائیں۔ ان تقاریر میں آپ نے خلافت کی اہمیت و برکات بیان فرماتے ہوئے خلافت سے متعلق ہونے والے اعتراضات کے مدلل جوابات بیان فرمائے ہیں۔ خلافت کی اہمیت کو سمجھنے اور اسکی برکات سے متمتع ہونے کے لحاظ سے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری اور مفید ہے۔ علاوہ دیگر موضوعات کے آپ نے پیشگوئی: اِسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ کی تشریح و تفسیر، مسئلہ نبوت کی وضاحت، جماعت کی عملی حالت کی اصلاح و بہتری، مختلف فتنوں کی حقیقت اور آئندہ کیلئے انتباہ کے ساتھ ساتھ آپ نے اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرشن، بدھ اور مسیح و مہدی ہونے کے دعاوی کے ثبوت فراہم کئے۔ اور آخر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک سے زیادہ نام رکھنے کی 10 حکمتیں بیان فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں بائبل کی پیشگوئیاں

یہ کتاب دیباچہ تفسیر القرآن سے ماخذ ہے اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کے متعلق بائبل کی پیشگوئیاں بیان کرتے ہوئے ثابت فرمایا ہے کہ ان پیشگوئیوں کے مصداق صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود تمام انبیاء کا موعود تھا اور آپ کی شریعت بھی تمام انبیاء کی موعود تھی۔

آئینہ صداقت

خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقعہ پر جماعت کے بعض سرکردہ افراد نے خلافت کے مبارک اور بابرکت نظام کے جاری رہنے سے اختلاف کیا۔ انہوں نے خلیفہ کے اختیارات کو محدود کرنے کی لاحاصل کوشش کی اس کام میں مولوی محمد علی صاحب پیش پیش تھے۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنی بہت سی تقاریر میں ان اختلافات کی وجوہات کو لوگوں کے سامنے لاتے رہے۔ بعض ایسے ممالک جہاں اُردو بولی نہیں جاتی تھی ان جماعتوں کو جماعت میں قائم نظام خلافت سے بدظن کرنے کیلئے مولوی محمد علی صاحب نے ایک کتاب انگریزی زبان میں The Split کے نام سے شائع کی۔ اسکے جواب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آئینہ صداقت کے نام سے کتاب تحریر فرمائی۔ اس میں آپ نے اختلافات کے ایک ایک پہلو کو بڑی وضاحت سے پیش فرمایا۔ اسکا انگریزی ترجمہ The Truth About Split کے نام سے بھی شائع ہوا ہے۔

احمدیت کا پیغام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ ہی حقیقی اسلام کی علمبردار اور دنیا کے کونے کونے میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہے۔ مخالفین احمدیت اور فتنہ پرداز عناصر عام مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں غلط فہمیوں میں مبتلاء کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے عقائد و تعلیمات سے مکمل طور پر واقف ہونا ہم سب کیلئے نہایت ضروری ہے تاکہ دوسروں تک حقیقی اسلام کا پیغام احسن رنگ میں پہنچا سکیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ’’احمدیت کا پیغام‘‘ کے عنوان سے یہ مختصر تصنیف 1948ء میں رقم فرمائی جس میں احمدیت کے متعلق اس بنیادی سوال کہ ’’احمدیت کیا ہے اور کس غرض سے اس کو قائم کیا گیا ہے؟‘‘ کا جواب تحریر فرمایا۔ جس میں نہایت ہی آسان پیرایہ میں جماعت احمدیہ کے عقائد کا تعارف کروایا گیا۔ حضورؓ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں اور نہ ہی احمدیوں کا کوئی الگ کلمہ ہے، نیز ختم نبوت، ملائک، نجات، احادیث، تقدیر، جہاد جیسے مسائل کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر بھی بیان فرمایا۔ یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ایک نہایت آسان اور عام فہم زبان میں تقریر ہے جو سنجیدہ مزاج مسلمانوں اور متلاشیان حق کیلئے مددگار ثابت ہوگی۔ انشاءاللہ

برکاتِ خلافت

کتاب ’’برکات خلافت‘‘ سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر ہے۔ جو آپ نے 27 دسمبر 1914ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمائی۔ جس میں آپؓ نے خلافت کی اہمیت، خلافت کی برکات، خلافت سے متعلق ہونے والے اعتراضات کے مدلل جوابات بیان فرمائے ہیں۔

دس دلائل ہستی باری تعالیٰ

کتابچہ ’’دس دلائل ہستی باری تعالیٰ‘‘ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے دہریوں کے اعتراض کہ ’’اگر خدا ہے تو ہمیں دکھا دو ہم مان لیں گئے‘‘ کے جواب میں تحریر فرمایا جو پہلی بار مارچ 1913ء میں طبع ہوا جسمیں آپ نے تحریر فرمایا کہ خدا کی ہستی چونکہ الطف سے باَ الطف ہے لہٰذا ظاہری حواس خمسہ سے اسے معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا علم حاصل کرنے کیلئے اس قسم کی قیود کس طرح جائز ہوسکتی ہیں؟ خدا کی ہستی پر یقین رکھنے کیلئے بعض اور ذرائع اور دلائل ہیں۔ چنانچہ آپ نے دس ایسے دلائل بیان فرمائے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا یقینی ثبوت ہیں۔

دیباچہ تفسیر القرآن

یہ معرکۃ الآرا کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ اس میں یورپ کے نقادین اسلام کے مشہور اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے گئے ہیں اور ضرورت قرآن کے موضوع پر نہایت لطیف رنگ میں بحث کی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس سیرت کے واقعات از ولادت تا وفات ایسے عمدہ اور دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں جو اپنی نظیر آپ ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ دیباچہ تیار کروایا تا قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ و تفسیر کے ساتھ طبع کیا جاوے۔ اس کتاب میں درج بے نظیر باتیں آپؓ کے قرآن کریم کے محب اور خادم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اور اسکے پاکیزہ کلام اور برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عاشق صادق کے قلب صافی سے نکلے یہ کلمات طیبات ہیں جن میں اہل مغرب میں سے اٹھنے والے مشہور نقادوں کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے گئے ہیں۔ ضرورت قرآن پر لطیف بحث کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس سیرت کے واقعات از ولادت تا وفات ایسے عمدہ اور دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں کہ بے نظیر ہیں، اس کتاب میں اسلام اور بانی اسلام کیلئے متعلق گزشتہ مذاہب کے بانیان کی پیشگوئیوں اور دیگر اساسی امور اسلامیہ پر نہایت پراثر بحث موجود ہے۔ یوں اس مختصر مگر لاجواب کتاب کی صورت میں خدمت اسلام کی سبیل پیدا ہوئی، پہلے ایڈیشن مطبوعہ 1948ء سے لیکر اس دیباچہ کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور دیگر زبانوں میں تراجم کی الگ فہرست ہے۔

فضائل القرآن

کتاب فضائل القرآن سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی فضائل القرآن کے موضوع پر چھ عظیم الشان تقاریر کا مجموعہ ہے۔ 1928ء کے جلسہ سالانہ پر حضور نے ان تقاریر کے سلسلہ کا آغاز فرمایا اور 28 دسمبر 1938ء کو حضور نے اس بلند پایہ علمی موضوع پر چھٹی تقریر فرمائی۔ ان تقاریر میں آپ نے قرآن کریم کے حقائق و معارف اور اسکے اسرار مخفیہ سے تعلق رکھنے والے علوم کے خزانوں پر مشتمل مضامین، علوم و معارف اور انوار و محاسن کچھ اس انداز میں بیان فرمائے ہیں کہ پڑھنے والے پر قرآنی فضلیت آشکار ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ اسکا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ ان تقاریر میں قرآن کریم کی عظمت اور عالی مرتبت اور اسکے معانی و تفاسیر کا ایک نیا اور دلکش اسلوب نظر آتا ہے۔ آپ نے تفسیر القرآن کے ایسے موثر اصول پیش فرمائے ہیں جو عدیم المثال ہیں۔ ان تقاریر میں بیان فرمودہ مضامین اپنی بلندی، گہرائی اور وسعت کے اعتبار سے غیر معمولی ہیں۔ الغرض یہ سلسلہ تقاریر ضرورتِ قرآن، نزولِ قرآن، حفاظت قرآن، مستشرقین کے اعتراضات، محکم و متشابہ آیات وغیرہ کے بارہ میں بصیرت افروز روشنی سے بھرپور ہے۔

فرموداتِ مصلح موعودؓ

کتاب فرمودات مصلح موعود سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بیان فرمودہ ارشادات اور فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ جو حضور نے وقتاً فوقتاً اپنے خطبات، تقریروں، قضائی فیصلوں سوال وجواب کی مجلسوں اور خطوط کے جوابات میں بیان فرمائے اور جو روزنامہ الفضل میں 1914ء تا 1963ء کے علاوہ جماعت کے دیگر اخبارات رسائل اور حضور کی کتب میں شائع ہو گئے ہیں۔ اس تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ مواد سے حضور کے بیان فرمودہ فتاوی یکجا کئے گئے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے یہ ارشادات بہت سے پیچیدہ علمی مسائل کو سمجھنے میں کلید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے نہایت مشکل مسائل کو آسان پیرایہ میں بیان کر کے ہر ایک کیلئے ان معاملات تک رسائی آسان کر دی ہے اس مجموعہ میں فقہی مسائل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کی نادر روایات بھی شامل ہیں۔

ہستی باری تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے جلسہ

سالانہ قادیان 1921ء کے موقعہ پر حقائق و معارف سے پر بصیرت افروز انداز میں ایک جامع اور معرکۃ الآراء تقریر فرمائی تھی۔ یہی تقریر کتابی شکل میں ہستی باری تعالیٰ کے نام سے شائع شدہ ہے۔ حضور نے اس تقریر میں ہستی باری تعالیٰ کے آٹھ دلائل اور ان پر پیدا ہونے والے اعتراضات کے جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔

اسلام میں اختلافات کا آغاز

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خطاب ہے جو آپ نے 26 فروری 1919ء کو مارٹن ہسٹو ریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے ایک اجلاس میں فرمایا۔ حضور نے تاریخ اسلام کے اُس زمانے کے بارے میں خطاب فرمایا جس میں مسلمانوں میں اختلافات کا آغاز ہوا اور جو مسلمانوں کیلئے پیچیدہ مسئلہ ہے۔ آپ نے اپنے اس لیکچر میں اسلامی تاریخ کے اس پیچیدہ حصہ کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ مدلل تاریخی حوالہ جات سے حل کرتے ہوئے حاضرین جلسہ کے سامنے اس فتنہ کی وجوہات کو عمدہ طریق پر واضح کیا ہے۔

اسلام کا اقتصادی نظام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ معرکۃ الآراء لیکچر اور انقلاب انگیز تقریر مورخہ 26 فروری 1945ء کو احمدیہ ہوسٹل واقع 23 ڈیوس روڈ لاہور میں احمدیہ انٹر کالیجیئٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مختلف مذاہب کے لوگوں کے اجتماع میں ارشاد فرمائی۔ یہ تقریر قریباً اڑھائی گھنٹے جاری رہی جہاں احمدی احباب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں مسلم و غیر مسلم معززین بھی شامل تھے جن کی اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ، پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسرز اور طلبہ پر مشتمل تھی۔ اس تقریب کی صدارت مسٹر رام چندر مچندہ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے کی۔ صدر مجلس سمیت تمام حاضرین حضورؓ کے تبحر علمی، دور اندیشی اور وسیع النظری کے قائل نظر آئے۔ اس لیکچر میں حضورؓ نے اسلام کی اقتصادی تعلیم کا ماحول بیان فرمایا اور پھر اموال سے متعلق اسلامی نظریہ کی وضاحت اور تفصیل بیان فرمائی۔ اپنی تقریر کے دوسرے حصہ میں کمیونزم کی تحریک کا مذہبی، اقتصادی، سیاسی، نظریاتی اور علمی لحاظ سے جائزہ لیا اور آخر پر مختلف پیش گوئیوں کا ذکر فرمایا۔ الغرض حضرت مصلح موعودؓ کے اس لیکچر نے چوٹی کے علمی طبقوں میں ایک تہلکہ مچادیا۔

اس تقریر میں آپ نے اسلام کے اقتصادی نظام کے بارہ میں مفصل روشنی ڈالی ہے۔ یہ تقریر اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی اور احمدی احباب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں دیگر مسلم اور غیر مسلم احباب نے اس تقریر کو سنا جن میں اکثریت اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ طبقہ میں سے تھی۔

انقلابِ حقیقی

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا معرکۃ الآراء خطاب ہے جو آپ نے 28 دسمبر 1937ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر فرمایا ہے۔ حضور نے اپنے اس خطاب میں دنیاوی انقلابات اور روحانی دنیا میں برپا ہونے والے عظیم انقلابوں کا تاریخی حوالہ سے تذکرہ فرمایا ہے اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

جماعت احمدیہ کے عقائد

اس کتابچہ میں حضور نے جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اور لوگوں کے درمیان جو جماعت احمدیہ کے عقائد میں اختلاف ہے اس کو بھی واضح فرمایا ہے۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان نے جماعت احمدیہ کے عقائد مندرجہ دعوت الامیر، تصنیف لطیف حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ (مطبوعہ انوار العلوم جلد 7) کو ایک مختصر پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا ہے تا نومبائعین اور دیگر ناواقف احباب تک جماعت کے درست عقائد پہنچائے جاسکیں۔ نیز ان لوگوں کی قلعی بھی کھل جائے جو جماعت احمدیہ کی طرف جھوٹے طور پر غلط عقائد منسوب کرتے اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

خطباتِ شوریٰ جلد اول

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1922ء میں با قاعدہ مجلس مشاورت کا قیام فرمایا اور تفصیل کے ساتھ شوریٰ کی غرض و غایت اور اہمیت پر زریں ہدایات دیں اور خطابات فرمائے۔ آپ کے یہ خطابات فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ نے خطابات شوری کے نام سے مرتب کر کے شائع کئے ہیں۔ خطابات شوریٰ جلد اول میں 1922 تا 1935 کے خطابات ہیں۔ یہ جلد 647 صفحات پر مشتمل نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پہلی بار شائع کی ہے۔

خطباتِ شوریٰ جلد دوم

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے وہ خطابات جو آپ نے 1936 سے 1943 تک مجلس مشاورت کے تعلق سے ارشاد فرمائے دوسری جلد میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ جلد 740 صفحات پر مشتمل ہے اور نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پہلی مرتبہ شائع کی ہے۔

خطباتِ شوریٰ جلد سوم

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے وہ خطابات جو آپ نے 1944ء تا 1961 مجلس مشاورت کے تعلق سے ارشاد فرمائے تیسری جلد میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ جلد 744 صفحات پر مشتمل ہے اور نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پہلی مرتبہ شائع کی ہے۔

خطبات محمود

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبات علوم و معارف کا ایک انمول خزانہ ہیں اور پیش گوئی کے الہامی الفاظ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' پر شاہد ناطق ہیں۔ آپؓ کا دور خلافت نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے جو ایک تاریخ ساز دور تھا۔ اس نہایت کامیاب اور طویل دور میں آپؓ نے اپنے خطبات جمعہ کے ذریعہ جماعت کی تعلیم و تربیت میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ سیاسی، سماجی اور مذہبی افقوں پر نمودار ہونے والے ہر معاملے پر بروقت اور درست رہنمائی عطا فرمائی۔ الغرض یہ خطبات جمعہ جماعت احمدیہ کا ایک بہت ہی قیمتی خزانہ اور سرمایہ ہیں جو کہ 39 جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل عید الفطر کے خطبات پر مشتمل ہے تو جلد دوم عید الاضحیٰ کے خطبات پر اسی طرح جلد سوم خطبہ نکاح پر مشتمل ہے تو بقیہ سارے جلدیں خطبات جمعہ پر مشتمل ہیں۔

خلافت حقہ اسلامیہ

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 27 دسمبر 1956ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر خلافت حقہ اسلامیہ کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے وعدہ الٰہی کی روشنی میں خلافت احمدیہ کے آئندہ ہمیشہ جاری رہنے نیز استحکام خلافت اور انتخاب خلافت کے متعلق طریق کار کو نہایت ہی عمدگی، خوش اسلوبی اور وضاحت کیساتھ بیان فرمایا۔ 20 صفحات پر مشتمل اس تقریر کو نظارت نشر و اشاعت نے ایک خوبصورت کتابچہ کی صورت میں افادہ عام کیلئے شائع کیا ہے۔

خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر

کتابچہ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کا اہم خطاب ہے جو آپ نے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر 27 دسمبر 1956 کو ارشاد فرمایا تھا۔ خطاب ہذا میں حضور نے آیت استخلاف سے خلافت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے خلافت موسویہ اور خلافت اسلامیہ کی مماثلت بتائی ہے۔ اس طرح جماعت احمدیہ میں خلافت کی بشارت اور اسکے نفاذ کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔ نیز اس نظام آسمانی یعنی خلافت کی مخالفت کے پس منظر پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے اسکے بدانجام کا نقشہ کھینچا ہے۔

خلافت راشدہ

یہ معرکۃ الآرا کتاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک زبردست تقریر ہے جو آپ نے 1939ء میں خلافت جوبلی کی تقریب کے موقع پر ''خلافت راشدہ'' کے موضوع پر فرمائی۔ اس کتاب میں نظام خلافت کی ضرورت و اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کی مختصر تاریخ اور حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں نیز نظام خلافت اور خلیفہ وقت کا مقام اور اختیارات بیان کرتے ہوئے اس سلسلہ میں کئے جانے والے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات دیئے گئے ہیں۔ حضور نے خلافت احمدیہ کے قیام اور خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقعہ پر پیدا ہونے والے حالات اور غیر مبائعین کی نظام خلافت کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا بھی تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔

ملائکۃ اللہ

کتاب ''ملائکۃ اللہ'' حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی پر معارف و حقائق سماوی سے بھرپور روح پرور تقریر ہے جو حضور نے 28، 29 دسمبر 1920ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے بابرکت موقعہ پر ارشاد فرمائی۔ حضور نے اس باریک و دقیق موضوع پر نہایت سلیس اور بصیرت افروز انداز میں روشنی ڈالی ہے اپنی اس تقریر میں حضور نے قرآن کریم کی رو سے ملائکۃ اللہ کی حقیقت و ضرورت، ان کی اقسام، ان کے فرائض و خدمات کے علاوہ فرشتوں کے وجود پر دلائل اور اُن سے متعلق شبہات و اعتراضات اور وہموں اور غلط فہمیوں کو دور کرتے ہوئے مفصل و مدلل جوابات پیش فرمائے ہیں۔

منصب خلافت

کتاب ''منصب خلافت'' سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک بصیرت افروز خطاب ہے جو کہ آپ نے 12/اپریل 1914ء کو فرمایا جس میں آپ نے خلیفہ کے بنیادی فرائض، تبلیغ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھیوں کے خیالات کہ اصل جانشین انجمن ہے کا ردّ فرمایا بلکہ دلائل سے واضح فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل جانشین قرآن پاک، احادیث اور اقوال بزرگان کی رو سے خلافت ہے۔

منہاج الطالبین

یہ کتاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی دو تقریروں کا مجموعہ ہے جو آپ نے بتاریخ 27، 28 دسمبر 1925ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر قادیان میں ارشاد فرمائیں۔ اس کتاب میں حضور نے نہایت سادہ اور عام فہم انداز میں وہ طریق بتائے جن سے انسان گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے اور نیکیوں کی راہ پر چل پڑتا ہے۔

نبیوں کا سردار

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی معرکہ آراء کتاب دیباچہ تفسیر القرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر و سوانح کا حصہ نبیوں کا سردار عنوان سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ موجودہ ایڈیشن اس کتاب سے اضافہ کے ساتھ 321 صفحات پر مشتمل دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے واقعات بیان ہوئے ہیں جو دراصل قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے دیباچہ کیلئے بانی اسلام ﷺ کا مختصر تعارف ہے تا دنیا کو علم ہوسکے کہ جس پاکیزہ و مقدس ہستی ﷺ پر قرآن کریم نازل ہوا، اس کے حالات زندگی، معمولات، عادات و اطوار اور حسن خلق کس اعلیٰ و ارفع درجے کا تھا۔

قوار یر قوامون

یہ کتابچہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر 28 دسمبر 1990ء سے مقتبس ہے۔ اس میں حضور نے مرد و عورت کے تعلقات کے متعلق اسلام کی جامع تعلیم بیان فرمائی اور حقوق نسواں، باہمی ذمہ داریاں اور مسائل کا ذکر کر کے بتایا کہ تمام مسائل پر اسلام مکمل تعلیم دیتا ہے انسان

اس پر عمل کر کے اپنی ازدواجی زندگی کو کامیاب اور اپنے گھر کو جنت بنا سکتا ہے۔

سیرۃ النبی ﷺ

آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ وجہ تخلیق کائنات تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ سے یہ اعلان فرمایا کہ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب: 22) کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات اور سیرت اسوہ حسنہ ہے۔ نیز محبت الٰہی کے حصول کی شرط اتباع نبویؐ کے ساتھ مشروط کر دی۔

یہ کتاب حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ان مضامین پر مشتمل ہے جو الفضل میں شائع ہوئے ہیں اور انوار العلوم کی جلد 1 میں شائع شدہ ہیں۔ اس کتاب میں حضور نے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوں پر روشنی ڈالی ہے۔

حضرت مصلح موعود نے خلافت سے پہلے اور 52 سالہ دور خلافت میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں عظیم الشان جہاد کیا۔ آپ کے دور خلافت میں بعض ایسے مواقع بھی آئے جب ہمارے ہادی و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی شان میں گستاخانہ مواد شائع کیا گیا تو آپ نے انکا نہ صرف منہ توڑ جواب دیا بلکہ اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خوبصورت چہرہ لوگوں کو دکھانے کی عملی سعی بھی فرمائی۔ حضرت مصلح موعود کی بیان فرمودہ سیرۃ النبیؐ کو آپ کی جملہ کتب، تحریرات، خطابات و خطبات سے اخذ کر کے یکجائی صورت میں مرتب کیا گیا ہے۔

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1914ء میں تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں حضور نے مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی ہے۔ حضرت احمد بانی سلسلہ احمدیہ کے حالات آپ کی سیرت آپ کا دعویٰ اور دلائل آپ کی مشکلات آپ کی پیشگوئیاں آپکا کام اسکے بعد آپ کے قائم کردہ سلسلہ کے حالات۔

سیر روحانی

سیر روحانی کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی حقائق و معارف اور قرآنی انوار سے پر تقاریر کا مجموعہ ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی 1938ء میں ایک رویا کی بناء پر قادیان سے حیدر آباد دکن کے سفر پر روانہ ہوئے۔ عام مسلمانوں کی بہبود اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ سفر کی غرض وغایت تھی۔ آپ یکم اکتوبر 1938ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور سندھ سے ہوتے ہوئے کراچی سے بمبئی اور پھر حیدر آباد پہنچے۔ اسی سفر کے دوران آپ آگرہ اور دہلی بھی تشریف لے گئے اور 29/اکتوبر 1938ء کو قادیان واپس پہنچے۔ اس سفر کے دوران حضور نے جو مختلف تاریخی مقامات اور نظارے مشاہدہ فرمائے اُنکی تعداد آپ نے 16 بیان فرمائی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس سفر کے دوران جن 16 مادی اشیاء کا مشاہدہ کیا ان کے مقابل پر عالم روحانی میں ان کے مشابہ اور مماثل امور کو نہایت وجد آفریں اور اثر انگیز پیرایہ میں بیان کرتے ہوئے جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر سیر روحانی کے نام سے سلسلہ تقاریر شروع فرمایا۔ یہ سلسلہ 1938ء سے شروع ہو کر 1958ء تک وقفے وقفے سے جاری رہا۔ حضور کی یہ پر معارف تقاریر سیر روحانی جلد اول دوم اور سوم کے نام سے طبع ہو کر اپنوں اور غیروں میں مقبول ہوئیں۔ پہلی جلد 1938، 1940ء اور 1941ء کی تقاریر پر مشتمل تھی دوسری جلد میں 1948 و 1950ء اور 1951ء کی تقاریر پر مشتمل تھیں جبکہ تیسری جلد 1953ء، 1954، 1955ء، 1956ء، 1957ء اور 1958ء کی تقاریر پر مشتمل تھی۔

تعلق باللہ

کتاب تعلق باللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی جلسہ سالانہ ربوہ 1952ء کے موقعہ پر مورخہ 28 دسمبر کو بیان فرمودہ معرکۃ الآراء تقریر ہے۔ اس تقریر میں حضور نے اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے اور اسکی معرفت اور عرفان کے ذرائع بیان فرمائے ہیں۔

تفسیر کبیر

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی تصنیف لطیف تفسیر کبیر اس مذکورہ خدائی بشارت کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہے کہ اسے علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائے گا۔ یہ تفسیر قدیم وجدید قرآنی علوم کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس تفسیر کا بہت سا مضمون میرے غور کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکا مطالعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، آنحضرت ﷺ اور آپ کے آل و اصحاب رضوان اللہ علیہم کی محبت اور اسلام کے تابندہ مستقبل کے متعلق بصیرت عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مامور حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظیم الشان رحمت کے نشان کے طور پر پسر موعود کی بشارت عطا فرمائی جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے وجود میں پوری ہوئی اور کلمات الہامیہ آپ کے وجود مسعود میں جلوہ گر ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ''اسے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔'' قرآن مجید فرقانِ حمید کے وہ علوم و معارف بھی آپ کو سکھائے گئے جو اس سے پہلے منکشف نہ تھے۔ چنانچہ آپؓ نے قرآن کریم کی تفسیر تحریر فرمائی اور اس کے مطالب و معانی اور نکاتِ عجیبہ کو ظاہر و باطن میں پھر زندہ فرما دیا۔ یہ تصنیف لطیف موسوم بہ تفسیرِ کبیر اس مذکورہ بالا بشارت کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت اور شاہد ناطق ہے اور لاریب قرآنی علوم و معارف کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جو خدا تعالیٰ نے موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے موافق ظاہر فرما دیا ہے۔

تفسیر کبیر کی پہلی جلد 1940ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ بعدہٗ مختلف وقتوں میں اسکی کل 11 جلدیں شائع ہوئی تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اوائل خلافت میں ہی ارشاد فرمایا کہ تفسیر کبیر کی صد سالہ جوبلی کے تحت دوبارہ اشاعت کی جائے۔ چنانچہ اسکے پازیٹو بنوا کر گیارہ کی بجائے دس جلدوں میں شائع کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس علمی خزانہ کی اشاعت کا تازہ ایڈیشن طبع کروانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ پہلی طباعت کتابت ہو کر شائع ہوئی تھی اور باریک قلم سے لکھائی کی وجہ سے پڑھنے میں دقت محسوس ہوتی تھی۔ ہر صفحہ پر دو کالم تھے۔ چنانچہ یہ نیا ایڈیشن حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کمپوز کروایا گیا ہے، اس کا فونٹ سائز 14 مقرر کیا گیا ہے اور دو کالموں کی بجائے عبارت کو ایک ہی سطر میں مسلسل کر دیا گیا ہے۔ نیز حضور انور کی ہدایت تھی کہ جلدوں کی ضخامت کو بھی متوازن اور ہلکا رکھا جائے تا کہ پڑھتے ہوئے ہاتھوں میں پکڑ کر سنبھالنے میں دقت نہ ہو۔ اس ہدایت پر عملدرآمد کے نتیجہ میں تفسیر کبیر کی جلدوں کی تعداد دس سے بڑھ کر پندرہ ہوگئی ہے۔ اس وجہ سے حلِ لغات کا مقامات میں بھی ادل بدل کرنا پڑا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق تفسیرِ کبیر عربی ایڈیشن کی طرز پر حوالہ جات کی تخریج کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں تفسیر کبیر عربی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ عربی عبارات بالخصوص حلِ لغات کے مواقع پر عربی عبارات جہاں اعراب کا اہتمام نہ تھا وہاں اعراب لگائے گئے ہیں

تفسیر صغیر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ معرکۃ الآراء اور لطیف تصنیف قرآن کریم کا ترجمہ اور مختصر تشریحی نوٹس کا مجموعہ ہے۔ یہ لاجواب اور بے مثال علمی اور دینی شاہکار پہلی دفعہ دسمبر 1957ء میں طبع ہوا، اور تا حال اسکے دنیا بھر میں متعدد ایڈیشن شائع کئے جا چکے ہیں۔ خالص تائید الٰہی سے مکمل ہونے والی اس کاوش سے کلام اللہ کے معنوی، لغوی اور ادبی کمالات کھل کر سامنے آتے ہیں۔ عربی متن سے وفا کرتے ہوئے اردو زبان کے محاسن، سلاست اور ادائیگی مفہوم کے اعتبار سے یہ تفسیر ایک اعجاز ہے جو بیک وقت تفسیر، کلام، فقہ، تاریخ اور مقارنہ بین الادیان پر مبتدی سے لیکر ثقہ عالم کیلئے علم و معرفت کی راہیں وا کرنے والی ہے۔ اس تفسیر کے ساتھ طبع ہونے والا تفصیلی انڈیکس بھی مضامین قرآنی کی وسعت کو کماحقہ اجاگر کرنے والا ہے۔ الغرض یہ تفسیر حسن ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ساتھ حسن کتابت اور حسن طباعت کا بھی مرقع ہے۔

ذکر الٰہی

یہ کتابچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ذکر الٰہی کے موضوع پر روح پرور اور ایمان افروز تقریر ہے جو حضور نے 28 دسمبر 1916ء کو جلسہ سالانہ قادیان بمقام مسجد نور ارشاد فرمائی۔ اس بصیرت افروز تقریر میں حضور نے ان مضامین پر کہ ذکر الٰہی سے کیا مراد ہے؟ ذکر الٰہی کی ضرورت کیا ہے؟ اسکی کتنی قسمیں ہیں؟ ذکر الٰہی میں کیا احتیاطیں برتنی ضروری ہیں؟ ذکر الٰہی کے سمجھنے میں لوگوں نے کیا غلطیاں کھائی ہیں؟ جو لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت ہماری توجہ قائم نہیں رہتی اور شیطان وسوسے ڈال دیتا ہے ان کیلئے شیطان کو بھگانے اور توجہ کو قائم رکھنے کے کیا طریق اور کیا ذرائع ہیں؟ قرآن کریم اور احادیث اور بزرگان امت کے واقعات بیان کرتے ہوئے آپ نے اس اہم مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

انوار العلوم

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ قریباً عالم جوانی میں ہی مسند آرائے قیادت و امامت ہوئے اور آپؓ کا عہدِ خلافت نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط رہا۔ اس طویل مدت کے دوران آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ گہرے علم و عرفان سے دنیا کو بہرہ مند فرمایا، جماعت کی ترقی و بہتری، نظم وضبط، اتحاد و اتفاق کے عظیم الشان منصوبے بنا کر ان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ذیلی تنظیمیں قائم کر کے، تحریکات شروع کر کے ان کو قدم قدم پر رہنمائی بخشی کہ آج بفضل اللہ تعالیٰ دنیا میں احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ نازک موقعوں پر عالم اسلام کی رہنمائی کی۔ غیر مسلم اقوام اور عام انسانیت کیلئے اپنی فکر ونظر کی بناء پر ایک قابل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا ۞ خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا ۞ صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

طالب دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار ۞ خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟ ۞ اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب

طالب دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

قدر مددگار و محسن رہے۔ فضل عمر فاونڈیشن نے اس عظیم اور موعود قائد کی تحریرات و تقاریر کو جو 1906 سے 1961 تک پھیلی ہوئی ہیں اور ان کی تعداد صدہا تک پہنچتی ہے کو متفرق ماخذوں سے جمع کر کے زیر نظر مجموعہ میں پیش کیا ہے۔

نظام نو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 27 ستمبر 1942ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر نظام نو کی تعمیر کے عنوان پر یہ معرکۃ الآراء خطاب فرمایا جس میں آپ نے اہم معاصر سیاسی تحریکات، جمہوریت، اشتمالیت اور اشتراکیت وغیرہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور ان تحریکات کے بنیادی نقائص کی نشاندہی کی۔ بعدازاں غرباء کی حالت سدھارنے کیلئے یہودیت، عیسائیت اور ہندومت کی پیش کردہ تجاویز کا جائزہ لیا اور آخر پر اسلام کی بے نظیر تعلیم بیان کر کے اسلامی نکتہ نگاہ کے مطابق دنیا کے نئے نظام کا نقشہ ایسے دلکش اور موثر انداز میں پیش کیا کہ سننے والے عش عش کر اٹھے۔

اس ضمن میں حضورؓ نے نظام وصیت اور تحریک جدید جیسی عظیم الشان تحریکات کے مستقبل کا ذکر بھی فرمایا اور اس عظیم الشان لیکچر کے آخر پر پرشوکت الفاظ میں فرمایا: ”جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اِس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا، کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی، اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اسکے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اسکا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائیگا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی پس اسکا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔“

اوڑھنی والیوں کیلئے پھول

مستورات سے خطابات کا مجموعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مستورات کی تربیت کی خاطر ان کے مختلف جلسوں میں تقاریر فرمائیں جو علم کے خزائن اپنے اندر رکھتی ہیں۔ جن میں کہیں آپ نے ان کو روحانی علوم سے روشناس کروایا ہے اور کہیں تربیت نفس و اولاد پر زور دیا ہے، کہیں قومی ذمہ داریوں کی طرف ان کی توجہ دلائی ہے اور کہیں اولاد کی تربیت کے گُر بتائے ہیں اور کہیں ان کی صلاحیتوں کو ابھارا ہے۔ غرض یہ تقاریر مشعل راہ کا کام دیتی ہیں۔ ان تقاریر کا یہ مجموعہ بھی حضور رضی اللہ عنہ کی ہی خواہش کو پورا کرنے کیلئے مرتب کیا گیا ہے کیونکہ آپؓ نے فرمایا تھا کہ ”اس کیلئے تربیت کی ضرورت ہے، لیکچروں سے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ اس کیلئے ضرورت ہے کہ قوم کیلئے دستور العمل بنایا جائے، ایک کتاب تیار کی جائے جس میں لکھا جائے کہ عورتوں کو بچوں کی تربیت اس طرح کرنی چاہئے تا کہ عورتیں اسے پڑھ کر اس پر عمل کریں ورنہ یہ کوئی نہیں کرسکتا کہ الفضل اور ریویو کی فائل اپنے پاس رکھ چھوڑے۔“

سبیل الرّشاد۔ حصہ اول

یہ کتاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مجلس انصاراللہ کے متعلق خطابات، ارشادات اور فرمودات کا مجموعہ ہے۔ دراصل آپؓ نے جولائی 1940ء میں مجلس انصار اللہ کی بنیاد رکھنے سے لیکر ہمیشہ ہی مجلس انصاراللہ کو توجہ اور رہنمائی عطافرمائی تا تعلیم قرآن وحکمت، تبلیغ اور خدمت خلق سے دین و انسانیت کی نصرت کا سفر جاری رہے اور مجلس انصاراللہ کے ممبران اپنے عمدہ ذاتی نمونہ، اور تربیت اولاد کے فریضہ کو احسن ترین رنگ میں بجالا کر جماعتی ترقی کی رفتار میں اضافہ کرنے والے ہوں۔ زیر نظر مجموعہ میں انصاراللہ کیلئے مختلف مواقع پر عطا ہونے والی ہدایات کو جمع کر کے ایک مفید مجموعہ تیار کیا گیا ہے۔

سوچنے کی باتیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ سبق آموز، تاریخی واقعات کو خدام و اطفال اور دیگر احباب کی تربیت کی غرض سے انتخاب کر کے ”سوچنے کی باتیں“ کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔

آپؓ کا زمانہ خلافت نصف صدی پر محیط رہا اور اس دوران آپ نے سینکڑوں تقاریر اور خطبات ارشاد فرمائے۔ الہامی پیش گوئیوں کے عین مطابق آپ سخت ذہین وفہیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر وجود تھے ان الہامات کی شان وشوکت آپ کے پُر معارف خطبات وتقاریر سے عیاں ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست قوت بیان کا غیر معمولی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ گھنٹوں تقریر فرماتے مجال ہے کہ کوئی سننے والا اکتائے یا تھکن کا اظہار کرے، مشکل سے مشکل مضمون کو بہت سادگی اور سلاست سے بیان کرنا آپ کی خوبی تھی، اور آٹھ آٹھ گھنٹے کی طویل تقریروں میں سامعین کو مسلسل محو اور متوجہ رکھنا اور ان کی دلچسپی و ذوق وشوق کے عالم کو برقرار رکھنا بھی آپ ہی کا کمال تھا۔ انہی تقاریر وخطابات میں آپکا یہ بھی انداز بیان تھا کہ دوران تقریر کوئی لطیفہ، چٹکلہ یا تاریخی واقعہ بیان فرماتے جس سے نہ صرف سننے والوں کی دلچسپی بڑھ جاتی بلکہ بعض اوقات زیر بحث مضمون سامعین کی ذہنی سطح کے قریب تر ہوکر بہت آسانی سے واضح ہوجاتا۔ ایسے واقعات کی ایک یہ بھی اہمیت ہوتی ہے کہ کبھی کبھی طویل مضمون سے بھی بڑھ کر اپنا اثر دکھاتے ہیں اور ذہنی انقلاب کیلئے ایک مہمیز کا کام دیتے ہیں۔

تحریک جدید ایک الٰہی تحریک

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تحریک جدید کے قیام، اغراض و مقاصد اور عالمگیر ترقیات متعلق خطبات، خطابات اور ارشادات پر مشتمل یہ کتاب وکالت الدیوان تحریک جدید انجمن احمدیہ کی مرتب کردہ ہے۔ پہلی تین جلدوں میں خلافت ثانیہ کے دور کا مواد جمع کیا گیا ہے۔

دعوت الامیر

یہ کتاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے امیر امان اللہ خان فرمانروائے افغانستان کیلئے اس زمانے میں بطور اتمام حجت بصورت مکتوب تحریر فرمائی تھی۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ کروا کر امیر امان اللہ خان کو بھجوایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن فارسی زبان میں ہی شائع کیا گیا تھا۔ بعد میں اس کتاب کے اردو زبان میں متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

اس کتاب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے عقائد احمدیت بیان فرماتے ہوئے معاندین سلسلہ احمدیہ کے تمام چیدہ اور مایہ ناز اعتراضات کا انتخاب پیش کر کے ایسے مسکت اور تسلی بخش جواب تحریر فرمائے ہیں جو حق پسند طالبانِ تحقیق کو مطمئن ومسرور اور معاندین کو مبہوت ومفرور بنا دینے والے ہیں نیز اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بکثرت دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ کے ساتھ ایسے دلکش اور دل نشین پیرائے میں بالتفصیل بحث فرمائی گئی ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب تبلیغ احمدیت کے نکتہ نظر سے ایک خاص مقام اور اہمیت رکھتی ہے۔

کلام محمود

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک فصیح البیان مقرر، ایک منجھے ہوئے لکھاری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے، زیر نظر مجموعہ کلام میں آپ کی دوسو سے زیادہ نظموں کے علاوہ قطعات، الہامی مصرعوں وغیرہ کو جمع کر دیا گیا ہے اور اس قیمتی مجموعہ میں ہر منظوم کلام کے نیچے ایک اس کا ماخذ وحوالہ بھی درج ہے نیز اس مجموعہ کلام کے مضامین کی وسعت اور گہرائی آپ کے دیگر لٹریچر کی طرح بہت ہی متنوع اور جذب و کیفیات سے پُر اور گہرا اثر لئے ہوئے ہے۔

فرموداتِ مصلح موعود۔ دربارہ فقہی مسائل

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود وقتاً فوقتاً اپنے خطبات، تقاریر، قضائی فیصلوں، سوال و جواب کی مجلسوں اور خطوط کے جوابات میں جو دینی مسائل بیان فرمائے اور جو روزنامہ الفضل میں 1914ء سے 1963ء کے علاوہ جماعت کے دیگر اخبارات و رسائل مثلاً الحکم، رسالہ ریویو، مصباح، رپورٹ مجلس مشاورت وغیرہ اور حضور کی کتب اور تفاسیر میں شائع ہوگئے۔ نیز دیگر دفاتر، شعبہ جات اور ماخذوں کی فائلوں سے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد مصنف نے اپنے ذوق کے مطابق یکجا کر دیا ہے۔ یوں قارئین کو بنیادی عقائد، عبادات، لین دین کے معاملات، انشورنس، سود کے مسائل، شادی بیاہ، رسوم و رواج، حدود وتعزیرات وغیرہ پر رہنمائی کیلئے ایک ماخذ میسر آ گیا ہے۔ ☆

المصلح الموعود

(نصر الحق نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد)

حضرت بشیرالدین ہیں وہ پسر موعود — پیشین گوئی جسکی تھی از مہدیٔ معہود
ہوشیارپور میں ہوئی عقدہ کشائی جو — مظہر اسی کے ہیں جناب حضرت محمود
لوگوں نے جب نشان نمائی کی بات کی — حق نے کہا یا احمد لا تحزن انا الموجود
نو سال کے عرصہ میں ہوگا پسر دلبند — ہوگا مسیحی نفس روح اللہ سا وجود
ہوگا علوم ظاہری و باطنی سے پر — وہ جلد بڑھیگا ملے گی رفعت و صعود
دنیا میں قومیں اس سے برکت بھی پائینگی — موجب وہ رستگار اسیران ہوگا خود
کار نمایاں جو وہ کریگا جہان میں — مصلح موعود ہوگا بسبب کثرت سجود
یوں آیا اپنے وقت پر وہ سیدہ کا لعل — سب دشمنوں کو کر دیا رسوا وہ نومولود
آدھی صدی سے زائد رہا وہ خادمِ اسلام — ہر اک مخالفیں کو کیا نیست اور نابود
ہر گوشہ زندگی کا منور تھا خیر سے — راضی برضا دونوں رہے عبد اور معبود
روح القدس کا ساتھ تھا آغاز تا انجام — اگلے جہاں میں بھی ہو حواری شہ مسعود
فضل عمر کی شان کرے کیا بیاں نصرؔ — فائز کرے مقام رضا پر اسے ودود

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 447)

طالب دعا : سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قرب سے زیادہ دور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شئے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 188-189، ایڈیشن 1984ء)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور آپؓ کے علمی کارناموں پر اپنوں اور غیروں کے تاثرات

(مصور احمد مسرور، مربی سلسلہ، جامعہ احمدیہ قادیان)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، امام الزمان سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے وہ موعود فرزند ہیں جن کی بے شمار خوبیاں اور صفات اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائیں جن کا پیشگوئی مصلح موعود میں ذکر ہے۔ اُن میں سے ایک خوبی اور صفت آپؓ کی یہ بھی بتائی گئی کہ **وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا**۔ اس موعود فرزند ارجمند نے اسلام کی برتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و شوکت کو قائم کرنے کیلئے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے اور جن کا غیروں نے بھی اعتراف کیا۔ چنانچہ اس مضمون میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شخصیت اور آپؓ کے علمی کارناموں پر اپنوں اور غیروں کے چند تاثرات پیش ہیں۔

متحدہ ہندوستان میں پراونشل کانگرس کمیٹی پنجاب کے رکن میاں سلطان احمد وجودی لکھتے ہیں:

(الف) اگر مصطفیٰ کمال اتاترک 294416 مربع میل زمین اور ایک کروڑ 25 لاکھ انسانوں پر انسانی حکومت کرتا تھا، اگر جوزف اسٹالن 183 قومیتوں اور 149 زبانوں والی سترہ کروڑ دس لاکھ انسانوں کی آبادکاری کا واحد مختار کل تھا، اگر مسولینی چار کروڑ اور بیس لاکھ اطالوی اور ایتھوپیا کے 86 لاکھ باشندوں کا خود مختار بادشاہ تھا۔ اگر اڈولف ہٹلر ساڑھے چھ کروڑ (جرمنوں) کا حکمران ہے تو مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی تمام دنیا میں بسنے والے دنیا بھر کی تمام زبانیں جاننے والے افراد پر بلا شرکت غیرے حکومت کرتا ہے جس کے احکام کی تکمیل کو افراد متذکرہ بالا اپنی زندگی کا اولین فرض خیال کرتے ہیں۔

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر 1939ء)

(ب) مرزا بشیر الدین محمود احمد میں کام کرنے کی قوت حد سے زیادہ ہے وہ ایک غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں اور کئی گھنٹوں تک روکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے ہیں ان کی تقریر میں روانی اور معلومات زیادہ پائی جاتی ہیں وہ بڑی بڑی زخیم کتابوں کے مصنف ہیں ان کو مل کر ان کے اخلاق کا گہرا اثر ملنے والوں پر ہوتا ہے۔ تنظیم کا ملکہ ان میں موجود ہے وہ پچاس سال کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں۔" (بدر 6/فروری 2002ء)

مفکر احرار چوہدری افضل حق

"جس قدر روپے احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے اور جو عظیم دماغ اسکی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو پل بھر میں درہم برہم کرنے میں کافی ہے۔" (اخبار مجاہد 15/اگست 1935ء، بحوالہ بدر 6/فروری 2002ء)

پروفیسر اسٹینکو پنسلوانیہ (امریکہ)

"امریکہ کی ریاست پنسلوانیہ کے ویکنز کالج میں فلسفہ اور مذہب کے صدر پروفیسر اسٹینکو زیر عنوان The Ahmadiiya Movement in Islam رقم طراز ہیں:

آپ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) ہمیشہ ہی سے ایک اولوالعزم لیڈر اور زرخیز دماغ مصنف واقع ہوئے ہیں۔ اپنے والد کی طرح تعلق باللہ کے ایک خاص مقام پر فائز ہیں۔" (ایسٹرن ورلڈ دسمبر 1961ء بحوالہ بدر 6/فروری 2002ء)

خواجہ حسن نظامی فرماتے ہیں:

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔"

(اخبار عادل دہلی 24/اپریل 1933ء، بحوالہ بدر 6/فروری 2002ء)

اخبار العمران دمشق زیر عنوان "مہدی دمشق میں" رقمطراز ہے:

"ابھی آپ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کے دارالخلافہ (دمشق) میں تشریف لانے کی خبر شائع ہی ہوئی تھی کہ بہت سے علماء و فضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو بہت عمیق ریسرچ رکھنے والا اور شریعت الٰہیہ کی حکمت اور فلسفہ سے واقف شخص پایا۔"

(مجریہ 10/اگست 1924 بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

جریدۃ الف والیاء دمشق

"ہم نے دیکھا کہ آپ فصیح عربی بولتے تھے اور اپنی باتوں کی حدیث شریف اور قرآنی آیات سے تائید کرتے تھے اور اگر کسی بات کے متعلق بوقت باہمی گفتگو کوئی حدیث اور قرآنی آیت مستحضر نہ ہوتی تو منطق سے کام لیتے تھے اور یہ مہدی صاحب (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، ناقل) درمیانی قد رکھتے ہیں اور اپنا ہندوستانی ملکی لباس اور سفید پگڑی پہنتے ہیں اور آپ نہایت ذہین بہت روانی اور سلاست و فصاحت سے بولنے والے اور زبردست دلائل اپنی تائید میں پیش کرنے والے ہیں۔ بحث و مباحثہ سے اور مناظرہ سے نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں۔" (مجریہ 9/اگست 1923ء بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

"آپ کے چہرے کے خدوخال آپ کے نہایت ذہین ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور آپ کو دیکھنے والا آپ کے رعب و وقار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔" (مجریہ 10/اگست 1924ء بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

اخبار "فتی العرب" دمشق

"یہ خلیفہ صاحب اپنی عمر کے چالیسویں سال میں ہیں۔ منہ پر سیاہ کشادہ داڑھی رکھتے ہیں چہرہ گندم گوں ہے۔ اور جلال و وقار چہرہ پر غالب ہے۔ دونوں آنکھیں ذکاوت و ذہانت اور غیر معمولی علم و عقل کی خبر دے رہی ہیں۔ آپ ان کے چہرہ کے خدوخال میں جبکہ وہ اپنی برف کی مانند پگڑی پہنے کھڑے ہوں یہ دماغی قابلیتیں دیکھیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ ایک ایسے شخص کے سامنے ہیں جو آپ کو قبل اس کے کہ آپ اسے سمجھیں خوب سمجھتا ہے۔ آپ کے لبوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے جو کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے اور اگر آپ اس کیفیت کو دیکھیں تو آپ اس تبسم کے نیچے جو معانی ہیں اور جو اس میں جلال ہوتا ہے اس سے حیران ہو جائیں گے۔ (مجریہ 10/اگست 1924ء بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم اے نے

مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے جلسہ منعقدہ 1919ء میں بحیثیت صدر حاضرین سے حضور رضی اللہ عنہ کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا:

"حضرات عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب لیکچر کیلئے تشریف لاویں تو صدر انجمن حاضرین سے انکا تعارف کرواتا ہے لیکن آج کے لیکچرار اس عزت اس شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص تمام عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا۔" (تاثرات قادیان، صفحہ 161، بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے وصال پر "صدق جدید" کا تعزیتی نوٹ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے وصال پر مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی نے اپنے اخبار "صدق جدید" لکھنؤ کی 18/نومبر 1965ء کی اشاعت میں لکھا:

کراچی سے خبر شائع ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ (قادیانی) کے امام مرزا بشیر الدین محمود کا 8/نومبر کو ربوہ میں انتقال ہو گیا۔ مہینوں کیا برسوں سے سخت بیمار چلے آتے تھے اور یہ طویل اور شدید بیماری کلمہ گو کیلئے بجائے خود گناہوں کو دھونے والی اور انکا کفارہ کر دینے والی ہے۔ دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآن و علوم قرآنی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے اور ان خدمات کے طفیل میں ان کے ساتھ عام معاملہ درگذر کا فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔"

(اخبار صدق جدید لکھنؤ، جلد 15، نمبر 51، 18 نومبر 1965ء بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ مئی، جون، جولائی 2009ء صفحہ 879)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں ہے جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کیلئے مجھے دنیا کا استاد مقرر فرمایا ہے۔"

(الموعود، صفحہ 210، 211 بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر "زمیندار" نے مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے ایک تقریر میں کہا:

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے......تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اسکے اشارے پر اسکے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے ......مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔" (ایک خوفناک سازش مصنفہ مظہر علی اظہر صفحہ 196 بحوالہ بدر 6/فروری 2002ء)

تفسیر کبیر کے مطالعہ کے بعد مشہور نقاد ادیب اختر اورینوی (پٹنہ، انڈیا) نے لکھا:

"یہ تفسیریں سراج منیر ہیں۔ ان سے قرآن حکیم کی حیات بخش شعاعوں کا انعکاس ہوتا ہے۔ تفسیر قرآنی کی یہ دولت سرمدی دنیا اور عقبیٰ کیلئے لاکھوں سلطنتوں اور ہزاروں ہزار جنتوں سے افضل ہے۔ علوم قرآن کے گہر ہائے آبدار کانِ معانی و معدن عرفان سے نکالے گئے ہیں۔ غواصِ معارف پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔

ان تفسیروں کی خوبیاں بیان کرنے کیلئے ایک دفتر چاہیئے ......میری ناچیز رائے میں تفسیر کبیر مندرجہ ذیل خوبیوں کی حامل ہے۔ اس میں قرآن کریم کے تسلسل، ربط، تنظیم، ترتیب، تعمیر اور سورتوں کے موضوعات و معانی کی ہم آہنگی کو صاف، روشن و مدلل طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ قرآن مجید صرف ایک سلک

مروارید نہیں بلکہ یہ ایک روحانی قصر الحمراء ہے۔ایک زندہ تاج محل ہے اسکے عناصر ترکیبی کے حسن کارانہ نظم وضبط، اسکے تراشیدہ ایجاز بیان، اسکی معجزانہ صنعت گری، اسکی گہری، وسیع اور بلند معنی آفرینی اور اسکے غیر مختتم خزینہ علم وعرفان کا شعور تفسیر کبیر کے مطالعہ سے حاصل ہونے لگتا ہے......حضرت مرزا محمود احمد نے نہایت لطیف وبلیغ انداز میں اس امر کو درجہ یقین تک پہنچا دیا کہ قرآن مجید ایک کتاب عظیم ہے اور اسکے ابواب وعناصر اسکی سورتیں اور آیات گل وسیدہ کی طرح حسن یوسف کی مانند۔نظام شمسی کی مثال مربوط ومنظم متناسب ہم آہنگ اور حسین ہیں تفسیر کبیر کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس میں انسانی تقاضوں، ضرورتوں اور مسئلوں سے وابستہ بہ کثرت نئے مضامین، نکتے اور تفصیلیں ملتی ہیں اور ہماری روح اور ذہن کی تشنگی بجھاتی ہیں ہر سورۃ ہر پارہ کی تفسیر میں معارف اور علوم کا دریائے رواں جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے۔اسکے ذریعہ نئے علوم اور نئے مسائل پر گہری تنقیدیں ملتی ہیں اور اسلامی نظروں کا اتنا تسلی بخش اظہار و بیان ملتا ہے کہ آخرالذکر کی برتری ثابت ہوجاتی ہے۔

تفسیر کبیر میں قصص قرآنی کی عارفانہ تعبیریں اور تفصیلیں ملتی ہیں علم وحکمت روحانیت وعرفان نکتہ دانی و وجاحت کی تجلیاں شکوک وشبہات کے خس و خاشاک کو دور کرکے تفہیم وتسکین کی راہیں صاف و روشن کر دیتی ہیں۔تاریخ عالم، قوموں کے عروج و زوال، اسباب زوال، سامان عروج، نفسیاتِ اجتماعی، فرد و جماعت کے روابط اور بندے کے اللہ سے تعلق کی اعلیٰ تحقیق وتوضیح ملتی ہے۔

معجزات، پیش گوئیوں، انبیاء کے خوابوں، رموزِ استعاراتِ قرآنی ومقطعات کی حقیقی، حکمتی اور ایمان افروز تعبیروں سے تفسیر کبیر کے اوراق تابناک ہیں۔اس عظیم تفسیر میں تعلیمات اسلامی کا فلسفہ نہایت عمدہ طور پر پیش کیا گیا ہے منصفانہ رنگ میں کیا گیا ہے۔اسلامی تعلیمات کی پر شوکت فضیلت سے دل کو طمانیت راحت وتسکین ملتی ہے اور ذہن کو رفعت حاصل ہوتی ہے اس تفسیر کی انداز نظر عصری اور سائنسی بھی ہے فلسفیانہ اور حکمتی بھی اور وجدانی وعرفانی بھی۔

اس تفسیر اکبر کے عالم علم وعرفان کی تجلیات بیان کرنے کیلئے دفتر در دفتر چاہئیں۔یہ تفسیر ملت اسلامیہ کی بے بہا دولت ہے۔قرآن حکیم کی اس تفسیر سے امت محمدیہ کا مستقبل وابستہ ہے۔''

(مجلہ الجامعہ ربوہ شمارہ نمبر 9، صفحہ 63 تا 65 بحوالہ سوانح فضل عمر، جلد سوم، صفحہ 161 تا 163)

تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا عظیم الشان علمی معجزہ ہے جس نے نہ جانے کتنی زندگیوں میں روحانی انقلاب پیدا کیا۔معلوم کرنے سے یقیناً یہ بات سامنے آئے گی کہ ایسے بہت سے افراد ہیں جنہوں نے تفسیر کبیر کا مطالعہ کرکے قرآن مجید سے ایک نیا تعلق پیدا کیا اور اپنے خالق ومالک کے قرب کا مقام حاصل کیا۔کتنے خوش ہیں وہ لوگ کہ ان کی عملی زندگی میں تفسیر کبیر نے نیک و پاک تبدیلی پیدا کردی۔

علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں :

''تفسیر کبیر جلد سوم آجکل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل ونقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔آپ کی تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر وفراست، آپ کا حسن استدلال اسکے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کرکے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہوگیا۔ھٰؤلآءِ بناتی کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔خدا آپ کو تا دیر سلامت رکھے۔''(الفضل 17 نومبر 1936ء بحوالہ سوانح فضل عمر، جلد سوم، صفحہ 163)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال کی عمر میں جب انجمن تشحیذ الاذہان کے ایک اجلاس میں اپنی تقریر میں حقائق فرقانیہ بیان کئے تو لوگ ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔اس تقریر کے بارے میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے تأثرات ملاحظہ فرمائیں:

''تقریر کیا تھی علوم ومعرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا۔تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نور الدینؓ کھڑے ہوئے۔آپ نے تقریر کی بے حد تعریف کی قوت بیان اور روانی کی داد دی۔نکات قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا جزاک اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیتے، نہایت احترام کے ساتھ گھر تک آپ کے ساتھ آکر رخصت فرمایا۔''

(الحکم 7/اکتوبر 1939ء)

سن 1906ء میں بعمر 18 سال آپ نے اپنی پہلی پبلک تقریر میں سورۃ لقمان کی تفسیر فرمائی آپکی اس تفسیر کو سن کر حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے یہ تبصرہ فرمایا:

''میں انکو خاموشی وخاص توجہ سے سنتا رہا کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔میرے خیال میں یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان ہے۔''

(الحکم 10/جنوری 1907ء صفحہ 6)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد سن 1908ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے بعنوان ''ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں'' تقریر فرمائی اس تقریر کو سن کر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے لکھا:

''بلا مبالغہ صاحبزادہ صاحب کی تقریر میں قرآن مجید کے حقائق ومعارف کا سادہ اور مسلسل الفاظ میں ایک خزانہ تھا پلیٹفارم سے صاحب زادہ صاحب اس لب ولہجہ سے بول رہے تھے جو حضرت امام علیہ السلام کا تھا۔صاحبزادہ صاحب نے تشنہ حقائق قوم کو باپ کی طرح سیراب کردیا۔''

(الحکم 1939ء جوبلی نمبر صفحہ 76)

اس تقریر کے بارہ میں حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

''میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی ہے''

(تشحیذ الاذہان جنوری 1909ء)

اردن کے اخبار ''الاردن'' نے 21 نومبر 1948ء کے شمارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ وتفسیر قرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا

''حضرت امام جماعت احمدیہ دین کے رموز و حقائق اور اسکی اعلیٰ درجہ کی تعلیم اور روحانیت سے متعلق جملہ علوم سے غیر معمولی طور پر بہرہ ور اور دین کے بارہ میں بھرپور علم رکھتے ہیں......جناب امام جماعت احمدیہ نے اپنی اس تفسیر میں دشمنان اسلام کا بخوبی رد کیا ہے بالخصوص مستشرقین کے پیدا کردہ غلط خیالات اور اسکے اعتراضات کا جواب بے نظیر علمی رنگ میں دیا ہے۔''

(بدر 6/فروری 2002ء)

اسی طرح روزنامہ ''حقیقت'' لکھنؤ کے ایڈیٹر مکرم جناب انیس احمد عباسی بی اے کاکوروی آپ کی علمی صلاحیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے آپ فرماتے ہیں

''مذہبی اختلافات سے قطع نظر مرزا صاحب مرحوم کی ذات بہت سی صفات کی حامل تھی ان کے تبحر علمی، حیرت انگیز ذہانت اور سیاسی فراست کا اندازہ بہت سے ممتاز غیر احمدی افراد کو بھی تھا......راقم السطور کو خود بھی مرزا صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہوا اور ہر دفعہ ان کی غیر معمولی قابلیت بصیرت وفراست سے بہت متاثر ہوا۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں تمام جوہر تھے جو بڑے قائدین میں ہونے چاہئیں۔مذہبی عقائد سے اختلاف رکھنے کی بناء پر کسی بڑی شخصیت کی اعلیٰ صفات اور قومی خدمات کی قدر ووقعت نہ کرنا ایک بہت ہی افسوس ناک کمزوری ہے''

(روزنامہ ''حقیقت'' لکھنؤ 10 نومبر 1965ء بحوالہ بدر 6/فروری 2002ء)

اخبار MADRID اسپین نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے معرکتہ الآراء لیکچر (لاہور) بعنوان ''اسلام کا اقتصادی نظام'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا :

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مکمل طور پر اپنے لیکچر میں اسلام کی تعلیم اور اصولوں پر روشنی ڈالتے ہیں جو اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اسلام کی اقتصادی نظام اس کی بنیاد ہے۔آپ نے اسلامی نظام کا کمیونزم کے نظام سے نہایت شاندار طور پر فرق دکھایا ہے۔مختصر یہ ہے کہ کتاب حوالہ جات کے ساتھ سہی طور پر اپنی اہمیت پیش کرتی ہے۔

(مجریہ 21 جولائی 1948ء، بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

آنریبل جسٹس ایس اے رحمٰن

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مینارڈ ہال لاء کالج لاہور میں ''موجودہ حالات میں عالم اسلام کی حیثیت اور اس کا مستقبل'' کے موضوع پر حضرت مصلح موعودؓ کے بصیرت افروز خطاب کے اختتام پر صدر جلسہ آنریبل جسٹس ایس اے رحمٰن نے فرمایا:

''میں احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کا شکر گزار ہوں کہ جس نے اس فاضلانہ تقریر کے سننے کا ہمیں موقع بہم پہنچایا جناب مرزا صاحب نے تھوڑے سے وقت میں بہت وسیع مضمون بیان فرمایا ہے اور اس کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے آپ نے جو تعمیری تجاویز بیان فرمائی ہیں وہ نہایت ہی قابل قدر ہیں ہمیں ان پر سنجیدگی سے غور کرنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔''

(الفضل 14 دسمبر 1928 بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

ملک فیروز خان نون نے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک معرکتہ الآراء لیکچر سماعت کرنے کے بعد فرمایا:

''حضرت صاحب کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے انہوں نے تھوڑے سے وقت میں بہت کچھ بتایا ہے اور نہایت فاضلانہ طریق سے مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔''

(الفضل 9 دسمبر 1947ء بحوالہ بدر 6 فروری 2002ء)

''اسلام اور تعلقات بین الاقوامی'' کے موضوع پر حضورؓ کا لیکچر اور غیروں کے تبصرے:

1918ء میں جنگ عظیم کے خاتمہ پر انفلوئنزا کی ہولناک وباء پھوٹی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر بھی اس بیماری کا شدید حملہ ہوا اور کمزوری بہت بڑھ گئی۔اس بیماری کے اثرات کئی ماہ تک جاری رہے یہاں تک کہ بعض ماہر اطباء سے مشورہ کیلئے حضرت صاحب نے ماہ فروری میں لاہور کا سفر اختیار فرمایا۔جماعت احمدیہ لاہور کی درخواست پر آپ نے 23 فروری کو بریڈ لاء ہال میں ''اسلام اور تعلقات بین الاقوام'' کے اہم موضوع پر ایک نہایت عالمانہ اور پر حکمت خطاب فرمایا۔جو مسلسل تین گھنٹے تک جاری رہا۔ہال شائقین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور لوگوں کا کہنا تھا کہ اس ہال میں پہلے کبھی اس کثرت سے کسی دوسرے موقع پر اتنے سامعین اکٹھے نہیں ہوئے۔

اس تقریر میں آپ نے غیر مذاہب سے تعلقات کے موضوع پر اسلامی نظریات کو ایسے رنگ میں پیش فرمایا کہ غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے سامعین پر اسلام کا غیر معمولی حسن وکمال بخوبی ظاہر ہوگیا۔یہ وہ

دن تھے کہ جہاں ایک طرف پنجاب کا تعلیم یافتہ طبقہ حضرت صاحب کے غیر معمولی ظاہری اور باطنی علوم سے متاثر ہوکر روز بروز پہلے سے بڑھ کر آپ کی رہنمائی کی حاجت محسوس کر رہا تھا اور دقیق علمی مضامین کے بارہ میں روشنی حاصل کرنے کیلئے نظریں قادیان کے اس خلیفہ کی طرف اُٹھ رہی تھیں وہاں دوسری طرف مذہبی تعصّبات بھی زوروں پر تھے اور عامۃ الناس میں علماء، پنڈتوں اور پادریوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے نتیجہ میں اخبارات اس بات سے ڈرتے تھے کہ حضور کے علم وفضل کا اعتراف جرات کے ساتھ کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ گو پنجاب سے باہر کے بعض دور دراز اخبارات نے اس تقریر کو غیر معمولی وقعت کی نظر سے دیکھا اور اپنے اخبارات میں اسے شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ لیکن لاہور کے اخبارات میں سے سوائے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے جو ایک آزاد خیال انگریزی اخبار تھا کسی ہندو یا مسلم اخبار کو یہ جرات نہ ہوئی کہ حضور کی تقریر کا ذکر کرتا۔ بعض دوسرے شہروں کے اخبارات جنہوں نے اس تقریر کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ حسب ذیل تھے:

(1) روزنامہ ''قومی رپورٹ'' مدراس

(2) روزنامہ ''اخوت'' لکھنؤ

(3) روزنامہ ''ہمدم'' لکھنوؤ

(4) ''وکیل'' امرتسر

اس تقریر کا جو فوری اثر حاضرین نے محسوس کیا۔ اسکا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سید عبد القادر صاحب پروفیسر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج لاہور جو پہلے بھی کئی مرتبہ حضور سے علمی مضامین پر گفتگو فرما چکے تھے اس تقریر کے معاً بعد حضور سے ملے اور سخت اصرار فرمانے لگے کہ حضور اپنا واپسی کا پروگرام ملتوی فرمادیں اور 26/فروری کو اسلامی خلافت میں پیدا ہونے والے فتنوں کے بارہ میں اسلامیہ کالج کی مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک جلسہ سے خطاب فرمادیں۔ اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر باوجود وقت کی قلت کے حضور نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اور 26/ تاریخ کو اسلامیہ کالج ہال میں وہ شہرہ آفاق لیکچر دیا جو بعد میں ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' کے نام سے شائع ہوا۔ (سوانح فضل عمر جلد دوم، صفحہ 229 تا 233)

اسلام میں اختلافات کا آغاز

''اسلام میں اختلاف کا آغاز'' کے موضوع پر آپ نے جو شہرہ آفاق تقریر فرمائی اس میں آپ کے مخاطب صرف عامۃ الناس نہیں تھے بلکہ فن تاریخ سے خوب واقف اس مضمون کے قابل اساتذہ اور طلباء کے علاوہ لاہور کے دیگر اعلیٰ تعلیم یافتہ احباب بھی بکثرت حلقہ سامعین میں موجود تھے۔ ایسے ہزاروں روشن خیال اور تعلیم یافتہ سامعین کے سامنے آپ نے جس عمدگی سے اس مضمون کو بیان کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ سینکڑوں سال کی الجھی ہوئی گتھیاں چند منٹوں میں سلجھا دیں اور اس دور کے ایسے واقعات جن پر پہلے ابہام اور شکوک کے پردے پڑے ہوئے تھے ایسے واضح اور مدلل انداز میں پیش فرمائے کہ دل و دماغ کی ساری تشنگیاں دور ہوگئیں۔ چنانچہ اس تقریر کے متعلق صدر صاحب جلسہ مکرم پروفیسر سید عبد القادر صاحب فاضل مؤرخ کے تاثرات بارہا جماعت کے رسائل وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں یہاں صرف اس تبصرہ میں سے چند فقرے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''مجھے بھی اسلامی تاریخ سے کچھ شد بد ہے اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے عہد کے اختلافات کی تہ تک پہنچ سکے ہیں اور اس مہلک فتنہ کی اصلی وجوہات کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں ...... میرا خیال ہے کہ ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے عہد کی جس قدر اسلامی تاریخوں کا مطالعہ کیا جائے گا اسی قدر یہ مضمون سبق آموز اور قابل قدر معلوم ہوگا۔''

(سوانح فضل عمر، جلد دوم، صفحہ 234)

عرفان الٰہی

جماعت احمدیہ قادیان کا وہ جلسہ سالانہ جو 1918ء میں انفلوئنزا کی عالمگیر وباء کے باعث منعقد نہیں ہوسکا تھا۔ مارچ 1919ء میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی علمی تقریر عرفان الٰہی کے موضوع پر تھی۔ مضمون نہایت مشکل تھا اور سامعین میں ناخواندہ دیہاتوں سے لے کر نہایت اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ احباب تک شامل تھے پھر احمدی ہی نہیں کثرت سے غیر از جماعت دوست بھی اس نوجوان خلیفہ کی علمی قابلیت کا شہرہ سنکر اور مرکز احمدیت کی غیر معمولی روحانی فضا کے تذکروں سے متاثر ہوکر تشریف لائے ہوئے تھے۔

اس جلسہ پر آپ کی مختلف تقاریر کا جو اثر غیروں نے قبول کیا اس کے متعلق معاصر اخبار الحکم کے ایک اقتباس کو پیش کیا جاتا ہے جو ایک سخت معاند آریہ سماجی اخبار کے اعترافِ حق کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''آپ کی تقریر کے متعلق آریہ سماج کے معزز اور زبردست اخبار ''پرکاش'' کی رائے یقیناً دلچسپی سے پڑھی جائیگی اور میں اسے اس لئے یہاں دیتا ہوں کہ احمدی جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ اسکی عقیدت اور ارادت کے متعلق مخالفین سلسلہ بھی ایک خاص عظمت محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ پرکاش لکھتا ہے کہ:

''جلسہ میں خاص کشش کا باعث میرزا محمود احمد صاحب کے لیکچر تھے ہمیں احمدی دوستوں کی عقیدت اور بردباری کی تعریف کرنی چاہئے کہ میرزا صاحب کے لیکچر پانچ گھنٹے تک ہوتے رہے اور وہ سنتے رہے۔ آریہ سماج کے اندر بڑے سے بڑا ودیاکتا (لیکچرار) بھی یہ ہمت نہیں رکھتا کہ حاضرین کو پانچ گھنٹوں تک بٹھا سکے۔ یہاں تو لوگ ایک گھنٹہ میں اکتانے لگ جاتے ہیں۔ ہم اپنے احمدی دوستوں کو ان کے جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔''

معزز ہمعصر کی اس صاف اور بے لوث رائے پر میں اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں احمدی جماعت کی عقیدت اور ارادت کے علاوہ ایک خاص چیز ہے جسکا اشارہ خود پرکاش نے کیا ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زبردست شخصیت ہے اور آپ کو اپنے کلام پر ایسی قدرت اور حکومت ہے کہ وہ اپنے سننے والوں کو جس قدر عرصہ تک چاہیں محویت کی حالت میں رکھ سکتے ہیں۔

(سوانح فضل عمر، جلد دوم، صفحہ 235 تا 245)

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

ویمبلے مذہبی کانفرنس میں اسلام کی برتری وحقانیت کے متعلق حضور نے جو معرکۃ الآرا مضمون تیار فرمایا وہ ''Ahmadiyyat or the true Islam'' (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس مضمون میں اسلام کی بنیادی تعلیمات ان کی حکمت وفلسفہ بڑے دلنشیں انداز اور مدلل طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ مضمون جس تفصیل و بیان کا تقاضا کرتا تھا اس کی وجہ سے اسکی ضخامت اتنی ہوگئی کہ کانفرنس کے مجوزہ وقت میں اسے بیان کرنا ممکن نہ تھا چنانچہ حضور نے ایک مختصر مضمون تیار فرمایا (جسکا انگریزی ترجمہ Ahmadiyya Movement کے نام سے شائع ہوا) جو اس مجلس میں حضور کے ارشاد پر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا۔ حضور اپنے تمام رفقاء سمیت اس مجلس میں موجود تھے۔ یہاں اس امر کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جب حضرت چوہدری صاحب مضمون پڑھنے کیلئے اُٹھنے لگے تو حضور نے ان کے کان میں فرمایا ''گھبرانا نہیں میں دعا کروں گا'' حضرت چوہدری صاحب جیسے انگریزی زبان پر عبور رکھنے والے مشاق لیکچرار کیلئے یہ الفاظ اور زیادہ خدائی امداد ویقین کا باعث ہوئے اور یہ تقریر تمام سامعین نے ہمہ تن گوش ہوکر سنی۔

اور مضمون کے خاتمہ پر اجلاس کے صدر مسٹر تھیوڈور ماریسن نے اپنے تبصرہ میں کہا کہ:

''مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرا لیا ہے۔ میں صرف اپنی طرف سے اور حاضرین جلسہ کی طرف سے مضمون کی خوبئ ترتیب، خوبئ خیالات اور اعلیٰ درجہ کے طریق استدلال کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبان حال سے میری رائے کے ساتھ متفق ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میں ان کی طرف سے شکریہ ادا کرنے میں حق پر ہوں اور ان کی ترجمانی کر رہا ہوں۔''

ایک مشہور فرانسیسی عالم جو مذاہب کے تقابلی مطالعہ میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ یہ مضمون سن کے بے ساختہ کہنے لگے۔

"Well put, well arranged, well dealt"

یعنی خوب بیان کیا گیا، خوب ترتیب دیا گیا اور خوب پیش کیا گیا۔

اکثر حاضرین کی زبان پر تھا کہ

"Rare addresses, one cannot hear such addresses every day"

''ایک نادر خطاب، ایسے اچھوتے مضامین ہر روز سننے میں نہیں آتے'' بعض تبصرہ کرنے والوں نے کہا کہ یہ اس زمانہ کا لوتھر (مصلح) معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ یہ موقعہ احمدیوں کیلئے ایک ٹرننگ پوائنٹ ہے اور یہ ایسی کامیابی ہے کہ آپ لوگ ہزاروں پونڈ بھی خرچ کر دیتے تو ایسی شہرت اور ایسی کامیابی کبھی نہ ہوتی جیسی کہ اس لیکچر کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔

برطانوی پریس میں اس مضمون کا بطور خاص چرچا ہوا۔ اخبار گارڈین نے لکھا:

''آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی ایک پر جوش اپیل کے ساتھ ختم کیا جس میں انہوں نے حاضرین کو اس نئے مسیح ...... کے قبول کرنے لئے مدعو کیا۔ اس بات کا بیان کر دینا بھی ضرور ہے کہ اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین و خوشنودی کا چیئرز (Cheers) کے ذریعہ اظہار کیا گیا اس سے پہلے کسی پرچہ پر ایسا نہیں کیا گیا تھا۔''

(مانچسٹر گارڈین 24 ستمبر 1924ء بحوالہ الفضل 18 نومبر 1924ء)

ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل

اس کتاب کو مندرجہ ذیل اہل الرائے اصحاب

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''اپنے بچوں کو نمازوں کا پابند بنائیں''

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''تربیت اولاد کی ذمہ داری کو سمجھیں اور اس پر خاص توجہ دیں''

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

نے بہت پسند کیا ان میں سے بعض کی آراء اور تبصرے درج ذیل ہیں:

سر ہون اولر

’’اس چھوٹی سی کتاب کے بھجوانے کیلئے جس میں مسئلہ ہند کے حل کیلئے امام جماعت احمدیہ کی تجاویز مندرج ہیں ۔میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔سائمن کمیشن کی تجاویز پر یہی ایک مفصل تنقید ہے جو میری نظر سے گزری ہے ۔میں ان تفصیلات کے متعلق کچھ عرض نہ کروں گا جن کے متعلق اختلاف رائے ایک لازمی امر ہے ۔لیکن میں اس اخلاص، معقولیت اور وضاحت کی داد دیتا ہوں جس سے کہ خیالات کا اظہار کیا ہے اور میں ہز ہولی نس کے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے اس امر کے متعلق بلند خیالی سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

’’مجھے افسوس ہے کہ میں ابھی تک بارنس میں حاضر ہو کر آپ کی مسجد کو نہیں دیکھ سکا اور نہ آپ سے ملاقات کر سکا ہوں ۔کل امید ہے کہ اگر موسم نے مجھے اتنا سفر کرنے کی اجازت دی تو میں چوہدری ظفر اللہ خان کی دعوت سے فائدہ اُٹھا کر آپ کے ساتھ آپ کے اپنے لوگوں میں ملاقات کروں گا۔‘‘

آنریبل پیٹرسن سی۔ایس۔آئی۔سی۔آئی۔ای

Honourable Peterson

’’کتاب ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل کے ارسال کا بہت بہت شکریہ ۔مجھے ابھی تک اس کے ختم کرنے کی فرصت نہیں ملی ۔امید ہے چند دنوں میں ختم کرلوں گا لیکن جس قدر میں نے پڑھا ہے اس سے ضرور اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تصنیف موجودہ گتھی کے سلجھانے کیلئے ایک دلچسپ اور قابل قدر کوشش ہے۔ مسلمانوں کا نقطہ نظر اس میں بہت وضاحت سے پیش کیا گیا ہے ۔امید ہے کہ میں آپ سے جلد ملوں گا۔‘‘

لارڈ ہیلشم (Lord Hailsham)

’’میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وہ کتاب ارسال کی جس میں سائمن رپورٹ کے متعلق مسلمانوں کی رائے درج ہے ۔میں اس بات کی اہمیت کو سمجھتا ہوں کہ سائمن رپورٹ کو خالی الذہن ہو کر پڑھنا بہت ضروری ہے اور اسے ناحق ہدف ملامت بنانا اور غیر معقول مطالبات پیش کرنا درست نہیں ۔اس لئے مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ مجھے اسکے متعلق ہندوستان کے ایک ذمہ وار طبقہ کی رائے پڑھنے کا موقع ملا ہے۔‘‘

برطانیہ کا مشہور ترین اخبار ٹائمز آف لندن (Times of London) مورخہ 20 نومبر 1930ء کے نمبر میں فیڈرل آئیڈیل (Federal Ideal) کے عنوان کے ماتحت ایک نوٹ کے دوران لکھتا ہے کہ:

’’ہندوستان کے مسئلہ کا حل ایک اور ممتاز تصنیف مرزا (بشیر الدین محمود) خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔‘‘

ایل۔ایم ایمری۔مشہور ممبر کنزرویٹو پارٹی

’’میں نے اس کتاب کو بڑی دلچسپی سے پڑھا ہے اور میں اس روح کو جس کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے اور نیز اس محققانہ قابلیت کو جس کے ساتھ ان سیاسی مسائل کو حل کیا گیا ہے ۔نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔‘‘

ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب آف علی گڑھ

’’میں نے جناب کی کتاب نہایت دلچسپی سے پڑھی ۔میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسکی یورپ میں بہت اشاعت فرمائیں ۔ہر ایک ممبر پارلیمنٹ کو ایک ایک نقل ضرور بھیج دی جائے اور انگلستان کے ہر مدیر اخبار کو ایک ایک نسخہ ارسال فرمایا جائے ۔اس کتاب کی ہندوستان کی نسبت انگلستان میں زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے ۔جناب نے اسلام کی ایک اہم خدمت سرانجام دی ہے۔‘‘

سیٹھ حاجی عبد اللہ ہارون صاحب ایم۔ایل۔اے کراچی

’’میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں ۔ان میں کتاب ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل بہترین تصانیف میں سے ہے۔‘‘

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال لاہور

’’تبصرہ کے چند مقامات کا میں نے مطالعہ کیا ہے ۔نہایت عمدہ اور جامع ہے۔‘‘

اخبار انقلاب لاہور اپنی اشاعت مورخہ 12 نومبر 1930ء میں رقمطراز ہے:

’’جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے ۔یہ بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا۔‘‘

اخبار سیاست اپنی اشاعت مورخہ 2 دسمبر 1930ء میں رقمطراز ہے:

’’مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف وتالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت وافادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس عمل کی ابتداء کرکے اسکو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کرکے رہتا ہے ۔آپ کی سیاسی فراست کا ایک زمانہ قائل ہے اور نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں’’سائمن کمیشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطہ نگاہ پیش کرنے میں مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطہ نگاہ سے مدلل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق استدلال سے کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار لکھنؤ مورخہ 5 دسمبر 1930ء کے پرچہ میں رقمطراز ہے:

’’ہمارے خیال میں اس قدر ضخیم کتاب کا اتنی قلیل مدت میں اردو میں لکھا جانا، انگریزی میں ترجمہ ہوکر طبع ہونا، اغلاط کی درستی، پروف کی صحت اور اس سے متعلقہ سینکڑوں دقتوں کے باوجود تکمیل پانا اور فضائی ڈاک پر لنڈن روانہ کیا جانا اس کا بین ثبوت ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک ایسی جماعت ہے جو اپنے نقطہ نظر کے مطابق اپنے فرائض سمجھ کر وقت پر انجام دیتی ہے اور نہایت مستعدی اور تندہی کے ساتھ ۔غرضیکہ کتاب مذکور ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مزین اور دیکھنے کے قابل ہے۔‘‘

(سوانح فضل عمر، جلد دوم، صفحہ 229 تا 235)

......☆......☆......☆......

در مدح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

لطفِ حق رحمتِ باری ہے امام محمود
دیکھ سکتا نہیں خود میں یہ مقام محمود
بندۂ نفس جو کہتا ہے انا خیرٌ منہ
کیا خبر اس کو کہ کیا نام ہے نام محمود
پئے تسلیم جھکا جو وہی سر افسر ہے
سرافرازی کا نمونہ ہے سلام محمود
جس کے پہلو میں ہو دل، دل میں ہو مولا طلبی
کلمۂ حق ہو نگاہوں میں کلام محمود
صاف باطن کو ضرورت ہی نہیں محبت کی
چشم بینا کو تو کافی ہے نظام محمود
خبث باطن ہو، منافق ہو کہ ہو سینہ صاف
اس کی بو باس سمجھتا ہے شام محمود
جس نے احمدؐ کو نہ مانا وہ محمدؐ سے پھرا
منکر احمدؐ کا ہے جو ہو نہ غلام محمود
خم کے خم پی گئے لیکن نہ ہوا کوئی اثر
ہوش آیا ہے پیا جب سے کہ جام محمود
فکر دنیا کی نہ کچھ دغدغۂ حشر مجھے
قادیانی ہوں میں رتبہ ہے غلام محمود

(الفضل 8 رجنوری 1916ء سے ماخوذ، صفحہ 9)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

صحبت میں بڑا اشرف ہے
اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 609، ایڈیشن 1988ء)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے
جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاوے گا

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 222، ایڈیشن 1988ء)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

یہ بات درست نہیں کہ تمام احادیث میں معیارِ زکوٰۃ چاندی کو مقرر کیا گیا ہے

آنحضور ﷺ کے عہد مبارک سے ہی چاندی اور سونے کا الگ الگ نصاب مقرر تھا اور اسی کے مطابق حضور ﷺ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا کرتے تھے

اسی کے مطابق جماعت احمدیہ میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے، جو بالکل ٹھیک اور آنحضور ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہے

اگر سونے کی زکوٰۃ کیلئے بھی چاندی کو ہی معیار رکھ لیا جائے تو غریبوں اور کم تنخواہ پانے والوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی جو زکوٰۃ کی روح کے خلاف ہے

اس وقت چونکہ دنیا کی اکثریت سونے کو ہی معیارِ زر اپنائے ہوئے ہے اس لیے نقد روپے کی زکوٰۃ میں بھی سونے کو ہی معیار سمجھا جائے گا

اگر دوران حج عورتوں کے مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو ایسی صورت میں وہ طواف تو نہیں کر سکتی

لیکن منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں ہونے والے دیگر مناسک حج میں وہ شامل ہوگی اور حیض کے ختم ہونے پر طواف کر کے اپنے حج کو مکمل کر سکتی ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:60)

سوال ایک سیرین دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ حجامت (پچھنے لگانے) کے بارے میں جماعتی موقف کیا ہے۔ لوگ اسے سنت رسولؐ سمجھتے ہیں۔ اگر جماعت اسے درست سمجھتی ہے تو اسکے بارے میں کیا تفاصیل ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 7/جولائی 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب حجامت یعنی پچھنے لگوانا پرانے زمانہ میں ایک طریق علاج تھا۔ اور چونکہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں بھی یہ طریق علاج رائج تھا اس لیے حضور ﷺ نے اور صحابہ نے بوقت ضرورت اس سے استفادہ کیا۔ لیکن یہ کوئی ایسا شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ جس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ چونکہ حضور ﷺ نے اسے اپنایا ہے اس لیے اب ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ موجودہ زمانہ کے جدید علاج کے طریقوں کو چھوڑ کر لازمی طور پر حجامت کے طریق کو اختیار کرے۔

ہاں اگر کوئی شخص اس زمانہ میں بھی کسی تکلیف کے علاج کے طور پر اس سے استفادہ کرنا چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی اس نیت سے کہ چونکہ حضور ﷺ نے اس طریق علاج کو اپنایا تھا، اس لیے میں بھی کسی بیماری کے علاج کے طور پر حضور ﷺ کی سنت کو پورا کرنے کیلئے اس طریق علاج کو اپناؤں تو حضور ﷺ کے ارشاد إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کے تحت ایسے عمل کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ثواب کی امید کی جا سکتی ہے۔

باقی جہاں تک پچھنے لگوانے کی تفصیل کا تعلق ہے تو احادیث کی مستند کتب میں ایسی روایات بیان ہوئی ہیں کہ حضور ﷺ نے بیماری اور تکلیف کے علاج کے طور پر سفر و حضر میں، احرام کی حالت میں، روزہ کی حالت میں جہاں ضرورت پڑی پچھنے لگوائے۔ پچھنے لگوانے کے اس عمل کو حضور ﷺ نے اپنے سر پر کروایا۔ نیز پچھنے لگانے والے کو اُسکے اِس کام کی اجرت بھی حضور ﷺ نے ادا فرمائی۔ (صحیح بخاری، کتاب الطب، کتاب الحج، کتاب الصوم)

سوال ہالینڈ سے ایک دوست نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ صحیح احادیث کے مطابق ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں کیے جانے والے اعمال اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ ذوالحجہ کے یہ پہلے دس دن رمضان کے آخری دس دنوں سے کیا تعلق رکھتے ہیں؟ اور ان دنوں میں عبادت میں اضافہ کا حکم صرف ان لوگوں کیلئے ہے جنہیں حج کی سعادت ملی ہو یا اس حکم کا اطلاق تمام مسلمانوں پر ہوتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 7/جولائی 2022ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں ذوالحجہ اور رمضان المبارک کے ان دنوں کی فضیلت کا کوئی باہمی تقابلی جائزہ تو بیان نہیں ہوا۔ البتہ دونوں مہینوں اور ان میں ہونے والی عبادات کے کثرت سے فضائل و برکات بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ماہ رمضان کے مومنوں کیلئے فرض ہونے، اس مہینہ میں قرآن کریم کے نازل ہونے، اس ماہ کے روزے رکھنے، اس میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے جیسے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ (سورۃ البقرہ: 184 تا 187) نیز اس مہینہ میں ایک ایسی رات کے آنے کی بھی بشارت دی گئی ہے جس میں خدا تعالیٰ کے فرشتوں اور روح القدس کا نزول ہوتا ہے اور یہ رات ہزار راتوں سے بہتر ہے اور اس رات کے ختم ہونے تک سلامتی کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ (سورۃ القدر: 4 تا 6)

پھر احادیث میں بھی رمضان المبارک کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں، چنانچہ اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا مغفرت کا اور تیسرا جہنم سے آزادی کا قرار دیا گیا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، فضائل شہر رمضان، أظلکم شہر عظیم، حدیث نمبر 3455) اور اسی آخری عشرہ میں آنحضور ﷺ کے باقاعدگی کے ساتھ اعتکاف کرنے کی سنت نیز آپؐ کے عبادات میں غیر معمولی مجاہدہ کرنے کے بارے میں کثرت سے احادیث مروی ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الاعتکاف بَاب الِاعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ) (صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، بَاب الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

آنحضور ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے بھی ماہ رمضان کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ: 186) یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ (البدر نمبر 7، جلد 1، مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52)

اسکے ساتھ ساتھ ذوالحجہ کے فضائل کا بھی احادیث میں کثرت سے ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر حضور ﷺ نے ذوالحجہ میں کیے گئے اعمال صالحہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ محبوب قرار دیا۔ سوائے اس مجاہد کے اعمال کے جو اپنا مال اور جان لے کر نکلے اور پھر اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لائے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، بَاب فَضْلِ الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ) نیز فرمایا اس (ذی الحجہ کے عشرہ) کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس میں ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (سنن ترمذی، کتاب الصوم، بَاب مَا جَاءَ فِي الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ) اسی طرح یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کے نتیجہ میں گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ (سنن ترمذی، کتاب الصوم، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حج کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اسلام نے ...... محبت کی حالت کے اظہار کیلئے حج رکھا ہے...... حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے، کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا...... غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کا لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے، سر منڈایا جاتا ہے، دوڑتے ہیں، محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے، پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ (الحکم نمبر 26، جلد 6، مورخہ 24 جولائی 1902ء صفحہ 3)

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ ذوالحجہ اور رمضان کے مہینوں کے یہ فضائل عمومی رنگ میں بھی بیان ہوئے ہیں اور بعض اوقات حضور ﷺ نے کسی سوال پوچھنے والے کے حالات کے پیش نظر اور بعض اوقات موقع محل کے لحاظ سے بھی انہیں بیان فرمایا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضور ﷺ نے کسی شخص کے سوال پر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لانے کو بہترین عمل قرار دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج، بَاب فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ)، ایک اور جگہ فرمایا مستقل کی جانے والی نیکی خواہ تھوڑی ہو بہترین عمل ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، بَاب الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ)، ایک اور شخص کیلئے نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو بہترین عمل قرار دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید، بَاب وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا)، کسی کیلئے نماز میں لمبے قیام کو بہترین عمل قرار دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، بَاب افْتِتَاحِ صَلَاةِ اللَّيْلِ بِرَكْعَتَيْنِ)، کسی کیلئے ایسے ایمان کو جس میں کسی قسم کا شک نہ ہو اور ایسے جہاد کو جس میں کسی قسم کی خیانت نہ ہو اور ایسے حج کو جو نیکیوں سے بھرپور ہو بہترین عمل قرار دیا۔ (سنن نسائی، کتاب الزکوٰۃ، باب جُهْدُ الْمُقِلِّ) اور کسی کیلئے الْعَجُّ وَالثَّجُّ یعنی ایسی نیکی جس میں کثرت سے تلبیہ ہو اور قربانی ہو بہترین عمل قرار دیا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، بَاب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ) پس قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میں ذوالحجہ اور رمضان کے مہینوں کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں، ان کے اعتبار سے ان کی الگ الگ اہمیت اور ان کا الگ الگ مقام و مرتبہ ہے۔ بعض اعتبار سے رمضان المبارک میں کی جانے والی عبادتیں اور اس

میں نازل ہونے والے احکام الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات بظاہر زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اور بعض لحاظ سے ذوالحجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیے جانے والے مجاہدات اور ان کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات زیادہ افضل قرار پاتے ہیں۔ اسی لیے ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا: سَيِّدُ الشُّهُوْرِ شَهْرُ رَمَضَانَ وَأَعْظَمُهَا حُرْمَةً ذُو الْحِجَّةِ (شعب الایمان للبیہقی، تخصیص أيام العشر من ذي الحجة، باب سيد الشهور شهر رمضان وأعظمها حرمة ذو الحجة، حدیث نمبر 3597) یعنی تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور ان میں سے حرمت کے اعتبار سے سب سے عظیم ذوالحجہ کا مہینہ ہے۔

باقی جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ حج کی توفیق عطا فرمائے انہیں حج کے مناسک کے اعتبار سے مقامات مقدسہ میں تمام فرضی اور طوعی عبادات بجالانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور جو لوگ حج پر نہ جاسکیں، انہیں بھی حسب استطاعت ذوالحجہ سے تعلق رکھنے والی عبادات کو اسی طرح بجالانے کی کوشش کرنی چاہیے جس طرح آنحضور ﷺ اس مہینہ کی عبادات کو حج پر تشریف نہ لے جانے کی صورت میں بجالاتے تھے۔

سوال کینیڈا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا مخصوص ایام میں قرآنی دعائیں زبانی دل میں پڑھنی جائز ہیں؟ نیز اگر دوران حج ایسے ایام شروع ہو جائیں تو کیا طواف سے رخصت ہو جاتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 7 جولائی 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب عورت اپنے مخصوص ایام میں قرآنی دعاؤں کو زبانی دل میں دہرا سکتی ہیں، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ میں نے پہلے بھی کئی مواقع پر اس بارے میں بڑی وضاحت سے جواب دیے ہوئے ہیں کہ عورت کو قرآن کریم کا جو حصہ زبانی یاد ہو، وہ اسے ایام حیض میں ذکر و اذکار کے طور پر دل میں دہرا سکتی ہے۔ نیز بوقت ضرورت کسی صاف کپڑے میں قرآن کریم کو پکڑ بھی سکتی ہے اور کسی کو حوالہ وغیرہ بتانے کیلئے یا بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھ بھی سکتی ہے لیکن باقاعدہ تلاوت نہیں کر سکتی۔ اسی طرح ان ایام میں عورت کو کمپیوٹر وغیرہ پر جس میں اسے بظاہر قرآن کریم پکڑنا نہیں پڑتا باقاعدہ تلاوت کی تو اجازت نہیں لیکن کسی ضرورت مثلاً حوالہ تلاش کرنے کیلئے یا کسی کو کوئی حوالہ دکھانے کیلئے کمپیوٹر وغیرہ پر قرآن کریم سے استفادہ کر سکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ مریم کی تفسیر میں اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں: اس (یعنی آیت فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ...الآیۃ) (مریم: 27) سے یہ بھی پتا لگ گیا کہ نفاس اور حیض کی حالت میں ذکر الٰہی منع نہیں۔ لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی حالت میں دل میں بھی ذکر الٰہی نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ اگر ذکر الٰہی منع ہو جائے تو روحانیت بالکل مر جائے۔ بلکہ بعض لوگ تو منہ سے بھی ذکر الٰہی کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ (تفسیر کبیر، جلد پنجم، تفسیر سورہ مریم، صفحہ 187) اسی طرح قیام ربوہ کے بعد 5 اپریل 1949ء کو سرزمین ربوہ پر منعقد ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے افتتاحی خطاب کے دوران بعض قرآنی دعاؤں کو بلند آواز میں پڑھا اور شاملین جلسہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ بھی حضور کی اقتدا میں ان دعاؤں کو ساتھ ساتھ دہراتے جائیں۔ شاملین جلسہ میں چونکہ مستورات بھی موجود تھیں، اس لیے حضور نے ایسی عورتوں کو جو اپنے مخصوص ایام میں تھیں، انہیں ان قرآنی دعاؤں کے پڑھنے کے بارے میں درج ذیل ہدایت فرمائی: عورتوں میں سے جو عورتیں ایسی ہیں کہ ان پر ان ایام میں ایسی حالت ہے کہ وہ بلند آواز سے قرآن کریم نہیں پڑھ سکتیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ دل میں ان آیتوں کو دہراتی چلی جائیں اور جن عورتوں کیلئے ان ایام میں قرآن کریم پڑھنا جائز ہے وہ زبان سے بھی ان آیتوں کو دہرائیں۔ بہرحال جن عورتوں کیلئے ان ایام میں زبان سے پڑھنا جائز نہیں وہ زبان سے پڑھنے کی بجائے صرف دل میں ان آیتوں کو دہراتی رہیں کیونکہ شریعت نے اپنے حکم کے مطابق جہاں مخصوص ایام میں تلاوت قرآن کریم سے عورتوں کو روکا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ وہ دل میں بھی ایسے خیالات نہ لائیں۔ یا دل میں بھی نہ دہرائیں بلکہ صرف اتنا حکم ہے کہ زبان سے نہ دہرائیں بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک صرف قرآن کریم کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ مگر احتیاط یہی ہے کہ کثرت سے جس بات پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے اسی پر عمل کیا جائے۔ پس بجائے زبان سے دہرانے کے وہ دل میں ان آیتوں کو دہراتی چلی جائیں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ نمبر 298، جلد 49/14، مورخہ 25 دسمبر 1960ء صفحہ 5)

باقی جہاں تک دوران حج عورتوں کے ایام خاص شروع ہو جانے کی بات ہے تو ایسی صورت میں وہ طواف تو نہیں کر سکتی لیکن منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں ہونے والے دیگر مناسک حج میں وہ شامل ہو گی اور حیض کے ختم ہونے پر طواف کر کے اپنے حج کو مکمل کر سکتی ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیلئے نکلے اور جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو میرے خاص ایام شروع ہو گئے۔ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو میں نے کہا کہ کاش میں اس سال حج کیلئے نہ آئی ہوتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تمہارے خاص ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو ایک ایسی بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کیلئے مقدر کر دی ہے۔ اس لیے جو کام حاجی کرتا ہے وہ تم کرو، سوائے بیت اللہ کے طواف کے، وہ نہ کرنا تاوقتیکہ تمہارے یہ ایام ختم ہو جائیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الحیض، بَاب تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ)

سوال انڈیا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ تمام احادیث میں معیار زکوٰۃ چاندی کو مقرر کیا گیا ہے۔ یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی ہو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ آجکل ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت 34000 روپے کے قریب ہے اور ایک تولہ سونے کی قیمت 58000 روپے کے قریب ہے۔ اس لحاظ سے جسکے پاس ایک تولہ سونا ہو وہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لائق ہے لیکن مرکز سے جو سرکلر آیا ہے اس میں جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہے اسے زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے کہا گیا ہے۔ اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے تاکہ افراد جماعت زکوٰۃ ادا کرنے سے محروم نہ رہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 10 جولائی 2022ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا ہے وہاں چاندی اور سونے کو الگ الگ بیان کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ فرمایا وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (سورۃ التوبہ: 34) یعنی جو لوگ سونا اور چاندی ذخیرہ کرتے ہیں اور اُنہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیدے۔

اسی طرح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضور ﷺ کے عہد مبارک سے ہی چاندی اور سونے کا الگ الگ نصاب اور شرح مقرر تھی اور اسی کے مطابق حضور ﷺ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور سونے پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک کہ تمہارے پاس بیس دینار سونا جمع نہ ہو۔ پس جب تمہارے پاس بیس دینار سونا جمع ہو جائے اور اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے تو اس پر نصف دینار زکوٰۃ عائد ہو گی۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی زکوٰۃ السائمۃ) اسی طرح حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ہر بیس اور اس سے زائد دینار پر نصف دینار اور ہر چالیس دینار پر ایک دینار زکوٰۃ لیتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الورق والذہب)

پس آپ کی یہ بات درست نہیں کہ تمام احادیث میں معیار زکوٰۃ چاندی کو مقرر کیا گیا ہے۔ بلکہ سونے اور چاندی کا الگ الگ نصاب اور الگ الگ شرح مقرر ہے اور اسی کے مطابق جماعت احمدیہ میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے، جو بالکل ٹھیک اور آنحضور ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہے۔ اس لیے جس کے پاس چاندی ہو اس سے چاندی کے نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ لی جاتی ہے اور جس کے پاس سونا ہو اس سے سونے کے نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔

آپ کی رائے کے مطابق اگر سونے کی زکوٰۃ کیلئے بھی چاندی کو ہی معیار رکھ لیا جائے تو غریبوں اور کم تنخواہ پانے والوں، یہاں تک کہ سرکاری دفاتر سے معمولی سی تنخواہ لینے والے ملازمین پر بھی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی جو زکوٰۃ کی روح کے خلاف ہے کیونکہ زکوٰۃ کا بنیادی فلسفہ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ (صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، بَاب وُجُوبِ الزَّكَاةِ) ہے۔ یعنی امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور غریبوں میں تقسیم کی جائے۔

باقی جہاں تک نقد روپے پر زکوٰۃ واجب ہونے کی بات ہے تو اس وقت چونکہ دنیا کی اکثریت سونے کو ہی معیار زر اپنائے ہوئے ہے اس لیے نقد روپے کی زکوٰۃ میں بھی سونے کو ہی معیار سمجھا جائے گا۔ ہاں اگر آئندہ زمانہ میں کبھی دنیا میں معیار زر میں تبدیلی ہوتی ہے اور سونے کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو دنیا معیار زر ٹھہراتی ہے تو نقد روپے کی زکوٰۃ کیلئے اس وقت اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(مطبوعہ اخبار روزنامہ الفضل 19 اگست 2023ء)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ❁ کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے ❁ یہ ثمر باغ محمد ﷺ سے ہی کھایا ہم نے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا ❁ نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا ❁ کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ تم رشتوں کیلئے دین کو دیکھو تو اس طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے، اس کیلئے تربیت کی ضرورت ہے، اپنے شعبہ تربیت کو جماعتی طور پہ فعال کریں

اگر شعبہ تربیت آپ کا فعال ہو جائے تو نہ لڑکے باہر جا کر رشتے کریں گے نہ لڑکیوں کے مسائل پیدا ہوں گے

رسالہ الوصیت کے مختلف اقتباسات نکال نکال کے جس میں وصیت کی اور نظام جماعت کی اور نظام خلافت کی توجہ دلائی گئی ہے فونوں پہ روزانہ ایک اقتباس ڈال دیا کریں تو لوگ پڑھ لیا کریں گے، ان کی تربیت ہوتی جائے گی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ عہدیدار صدران اور عاملہ کے ممبران اپنے آپ کو خادم سمجھیں عہدیدار نہ سمجھیں

عہدیدار کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نرمی اور پیار سے بات کریں اور لوگوں کا اعماد قائم کریں جو راز ہیں لوگوں کے ان کو راز رکھیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ صدران حلقہ جماعت احمدیہ برطانیہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 ؍فروری 2022ء کو برطانیہ کی جماعتوں کے صدران سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 100 سے زائد صدران جماعت نیز ممبران نیشنل عاملہ اور ریجنل صدران نے بیت الفتوح لندن سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد صدران جماعت کو حضور انور سے سوالات کرنے اور راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

صدر صاحب جماعت Tooting نے سوال کیا کہ تیسری عالمی جنگ کے بڑھتے ہوئے خطرات پر حضور کچھ راہنمائی فرمانا پسند فرمائیں گے؟

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی جماعت نے کیا تیاری کی ہوئی ہے؟ ......اگر عالمی جنگ ہوتی ہے تو پھر وہاں بنکروں کی ضرورت ہوگی۔ آپ نے کھود لیے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو چھوٹا سا سینٹر ہے حضور۔

حضور انور نے فرمایا تو پھر؟ جب عالمی جنگ ہوتی ہے گورنمنٹ خود ہی راہنمائی کر دے گی۔ عالمی جنگ جو ہوگی تو جو حالات آجکل پیدا ہو رہے ہیں اور یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر یوکرائن اور رشیا کی جنگ شروع ہوگئی تو یہ عالمی جنگ میں نہ منتج نہ ہو جائے کہیں، اور اس کے نتیجہ میں پھر ہو سکتا ہے کہ نیوکلیئر ہتھیار بھی استعمال ہوں تو مَیں تو پہلے ہی کہتا رہتا ہوں کہ حکومتوں کو ہوش کرنی چاہئے لیکن بظاہر رشیا کہتا ہے ہمارا کوئی ارادہ نہیں۔ امریکہ اور یورپ کا ارادہ ہے کہ انہوں نے ضرور جنگ کرنی ہی کرنی ہے اور جو حالات ہیں وہ ایسے ہیں کہ یوکرائن کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا نہ یورپ نہ رشیا۔ تو دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ آپ لوگوں کا کام ہے دعا کرنا۔ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ عالمی جنگ سے بچائے اور آپ کے پاس چھوٹا سا سینٹر ہے آپ اور تو کچھ کر نہیں سکتے۔ نہ گھروں میں بنکر بنا سکتے ہیں۔ جو ہوگا پھر دیکھی جائے گی۔ دعا ہی ہے جو آپ کو بچا سکتی ہے۔

نیز فرمایا کہ میں سمجھا تھا آپ سوال کرنے لگے ہیں کہ ہماری جماعت میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے جہاں ہماری افراد جماعت کی سو فیصد تعداد ایسی ہو جائے جو پانچ وقت نمازیں پڑھتے ہیں اور بڑے خشوع و خضوع سے نمازیں پڑھتے ہیں اور کس طرح ہم کوشش کریں کہ ساری جماعت قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی بن جائے اور کس طرح ہم کوشش کریں کہ ساری جماعت میں اللہ تعالیٰ سے تعلق ایسا پیدا ہو جائے کہ بالکل ان کو ہلا نہ سکے۔ تو یہ آپ لوگوں کی کوششیں ہیں جو آپ کا کام ہے وہ کریں۔ جب جنگ ہوگی تو یہی چیزیں آپ کو بچا بھی لیں گی۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ آجکل جماعت میں کچھ والدین اپنی بچیوں کے رشتہ کے بارے میں کافی پریشان رہتے ہیں اور مناسب رشتہ کی تلاش میں کافی struggle کرتے ہیں۔ ایسے والدین اور نظام جماعت کو پیارے حضور کیا نصیحت فرمائیں گے؟

حضور انور نے فرمایا کہ پچھلی نصیحتیں جو میں کر چکا ہوں وہ ابھی تک آپ کے سامنے نہیں آئیں۔ سوال یہ ہے کہ رشتوں کا پرابلم تو ہر جگہ ہے۔ خاص طور پر لڑکیوں کے رشتوں کیلئے جن کو یہ ہوتا ہے کہ وہ جماعت کے اندر رشتے ہوں لیکن اگر کوئی ایسے مسائل ہوں اور عمریں لڑکیوں کی بڑھ گئی ہوں اور کوئی خاص حالات پیدا ہو جائیں تو پھر ان کے حالات کے مطابق جو رشتوں کے بارے میں ہدایات لینی ہوتی ہیں وہ والدین خود لکھ کے پوچھ لیتے ہیں اور میں نظام جماعت کو اس کے مطابق بتا بھی دیتا ہوں کہ ان سے کیا سلوک کرنا ہے۔ تو یہ پرابلم آج سے نہیں پیدا ہوئی۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہر ملک میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بھی تھی تبھی آپ نے کہا تھا کہ رشتہ ناطہ کے سیکرٹریان وہ elect نہ ہوں، appoint ہوں اور ایک سے زیادہ بھی بنائے جا سکیں۔ وہ اس لیے بنائے گئے تھے کہ اس وقت بھی رشتوں کے مسائل پیدا ہو رہے تھے اور اب بھی اور انکا حل یہی ہے کہ جو جماعت کوشش کر سکتی ہے کرنی چاہئے اس کیلئے میں مختلف مجالس میں، لجنہ میں بھی، خدام میں بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ تم رشتوں کیلئے دین کو دیکھو۔ تو اس طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔ اس کیلئے تربیت کی ضرورت ہے، اپنے شعبہ تربیت کو جماعتی طور پہ فعال کریں۔ لجنہ بھی اپنے طور پہ کریں، خدام الاحمدیہ اپنے طور پر کریں، انصار اللہ اپنے طور پر کریں۔ تو ایک ایسا ماحول پیدا ہو جائے گا جو دینی ماحول ہوگا۔ تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس تربیت کی وجہ سے ایک ایسا دینی ماحول پیدا ہو گیا ہے جہاں لڑکا اور لڑکی دونوں یہ چاہتے ہیں کہ دین کو ترجیح دی جائے اور دین پر عمل کرنے والے ہمیں رشتے میسر آئیں۔ تو یہ تو آپ لوگوں کا کام ہے کہ کتنی تربیت کرتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے جو ہیں وہ اپنے طور پہ باہر چلے جاتے ہیں لڑکے شادیاں کرنے لگ جاتے ہیں بعض دفعہ۔ لڑکیوں کے ماں باپ جو ہیں وہ بھی اس طرف توجہ نہیں دیتے بعض ایسے بھی ہیں اور ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے گو بہت زیادہ تو نہیں لیکن پھر بھی بڑھتی جا رہی ہے جو کہتے ہیں کہ لڑکیاں ہماری پڑھ رہی ہیں ابھی اور لڑکیوں کی خود خواہش ہوتی ہے ہم بہت زیادہ پڑھ لیں۔ لڑکے اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے پھر وہ ایک تعلیم میں فرق پیدا ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں لیکن ایسے بھی ہیں بعض لوگ جو اس فرق کو نہیں دیکھتے اور اللہ کے فضل سے ان کے رشتے ہوئے اور گزارہ ہو بھی رہا ہے تو یہ تربیت کی ضرورت ہے۔ اگر شعبہ تربیت آپ کا فعال ہو جائے اور ہر تنظیم کا فعال ہو جائے اور ہر ایک کو یہ باور کرا دیا جائے کہ دین کو ہم نے فوقیت دینی ہے تو نہ لڑکے باہر جا کر رشتے کریں گے نہ لڑکیوں کے مسائل پیدا ہوں گے نہ لڑکیوں کیلئے بعض بلا وجہ کی خود ساختہ روکیں پیدا ہوں گی۔ تو یہ کام رشتہ ناطہ کے سیکرٹریان کا بھی ہے اور تربیت کے سیکرٹریان کا بھی ہے کہ وہ کام کریں اور اپنے ساتھ ایک جوائنٹ effort ہو، مشترکہ کوشش ہو جو ذیلی تنظیموں کو ملا کر کی جائے۔ ٹھیک ہے۔ تبھی یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ نہیں تو ظاہر ہے جب جماعت بڑھے گی تو یہ مسائل بھی زیادہ بڑھیں گے اور پیدا ہوں گے۔ اسکا بہترین حل یہی ہے کہ ہماری تربیت صحیح ہو اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق۔ ٹھیک ہے۔

ایک دوسرے صدر صاحب نے عرض کی کہ آجکل احباب جماعت مختلف شہروں اور مختلف ملکوں سے یہاں پہ Aldershot یا مرکز کی طرف منتقل ہو رہے ہیں تو ان سے جب رابطہ کیا جاتا ہے تو ان میں سے بعض عہدیداروں سے بے اعتماد یا ناراض ہوئے ہوتے ہیں جس وجہ سے وہ جماعتی پروگراموں میں کم شامل ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ یہ تو میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔ خطبات میں بھی ذکر کر چکا ہوں مختلف سالوں میں۔ آجکل تو ذرا کیونکہ صحابہ کا ذکر چل رہا تھا اس لیے اتنا نہیں آیا لیکن اس سے پہلے کے میرے خطبات دیکھ لیں صحابہ سے پہلے کے۔ کافی دفعہ میں اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ عہدیداران کو لوگوں کے ساتھ کیسا تعلق رکھنا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ عہدیدار کو ہمیشہ احساس ہونا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ۔ عہدیدار صدران اور عاملہ کے ممبران اپنے آپ کو خادم سمجھیں عہدیدار نہ سمجھیں، خادم سمجھیں۔ بعض دفعہ لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ مجھے فلاں عہدہ ملا ہے تو میں اکثر ان کو کہا کرتا ہوں یہ نہ کہو کہ فلاں عہدہ ملا ہے یہ کہو فلاں خدمت ملی ہے یہ خدمت کا موقع اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اور اس خدمت کے موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اس سے اپنے فرائض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ ہم نے فلاں افسر کی خوشنودی حاصل کرنی ہے یا ہمیں افسری مل گئی ہے تو ہم نے اپنا رعب ڈالنا ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔ آپس میں رحم کا سلوک ہونا چاہئے۔ عہدیدار کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نرمی اور پیار سے بات کریں اور لوگوں کا اعتماد قائم کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عہدیداروں کا یہ بھی کام ہے کہ جو راز ہیں لوگوں کے ان کو راز رکھیں نہ یہ کہ ایک بات آج کسی سے سنی اور دوسرے کو جا کر بتا دی یا اپنے عاملہ ممبر کو بتا دی۔ وہ عاملہ ممبر کے پیٹ میں بات نہیں رہی اس نے کسی اور کو بتا دی یا گھر میں کہیں ذکر ہو گیا جانے یا انجانے میں۔ وہ پھر باہر نکلی اور لوگوں تک پہنچی۔ اس سے اعتماد میں کمی آتی ہے۔ تو سب سے پہلا کام تو عہدیداروں کا ہے کہ اپنا اعتماد قائم کریں۔ چھوٹی چھوٹی جماعتیں یہ جماعتیں اس لیے ہی بنائی گئی ہیں ناں ایک مرکزی طور پر ایک لندن کی جماعت بنائی جا سکتی تھی یا زیادہ سے زیادہ ریجن میں تقسیم کر کے بنائی جا سکتی تھی۔ حلقے جو بنائے گئے ہیں وہ اس لیے بنائے گئے ہیں کہ دو سو، چار سو، پانچ سو آدمیوں تک آپ

کی access آرام سے ہو سکتی ہے تو ان سے ذاتی رابطہ رکھیں۔ اب Queen نے جو خط لکھا اپنی پلاٹینم جوبلی پہ نیچے لکھا ہوا تھا Your Servant Elizabeth۔ آپ لوگوں کو تو اللہ کے رسول کا حکم ہے کہ تم servant بنو اور سیاسی طور پر نہیں بنو بلکہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے بنو۔ تو اس لیے پہلی بات تو عہدیداروں کی ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور لوگوں کا اعتماد قائم کرنے کیلئے ان کے راز کو راز رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب اس طرح کا تعلق پیدا ہوگا تو ان کو سمجھایا جا سکتا ہے کہ اگر تمہاری کچھ ریزرویشنز ہیں، تحفظات ہیں تو ایک قضا کے بعد دوسری قضا کا مرحلہ بھی موجود ہے۔ پھر آخری جو مرافعہ عالیہ کا مرحلہ ہے وہاں جا سکتے ہو اور اگر ہر جگہ تمہارے خلاف فیصلہ ہوتا ہے تو پھر بھی تم اگر سمجھتے ہو کہ یہ غلط ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس کو مان لو اور جماعت کو مقدم رکھو۔ کوئی قاضی کسی کا واقف تو نہیں ہوتا۔ اب وہاں ربوہ میں جو قاضی بیٹھے ہوئے ہیں وہ یہاں سے سن رہے ہیں وہ کسی باہر والوں کے واقف تو نہیں اور یہ بہت سارے قاضی یہاں بھی جو مقرر ہوتے ہیں، بورڈ میں وہ لوگوں کے واقف نہیں ہوتے جو ان کے پاس کیس لے کے جاتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ کسی کی سائیڈ لی گئی، favour کی گئی وہ بھی غلط ہے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ اس میں فیور کی گئی یہ کیا یہ کیا حالانکہ اب نظام ایسا بن چکا ہے خلافت رابعہ کے زمانے سے کہ خلیفہ وقت کے پاس اپیل نہیں ہوتی اس کے باوجود بعض دفعہ لوگوں کی شکایات دور کرنے کیلئے قضا کے فیصلے میں منگوا لیا کرتا ہوں۔ خود اپنی صوابدید پہ اور پھر میں دیکھتا ہوں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو فیصلے ہوئے ہوتے ہیں وہ صحیح ہوتے ہیں۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ دونوں فریق راضی ہو جائیں۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوگا بہرحال اس کو کچھ نہ کچھ ناراضگی ہوگی۔ اس کے کچھ تحفظات ہوں گے اور سو فیصد فیصلہ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ صحیح ہوا ہے اگر ستر پچھتر اسّی فیصد صحیح فیصلہ ہے تو بہرحال اس کو تسلیم کر لینا چاہیئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کہ نظام میں اور ہمارے آپس کے تعلقات میں کوئی رخنہ نہ پڑے۔ تو یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب آپ کے ان لوگوں سے ذاتی تعلقات ہوں جب آپ ان کو سمجھا سکیں آپ کی بات ماننے کو تیار ہوں ان کو اعتماد ہو کہ صدر جماعت یا سیکرٹری تربیت یا سیکرٹری امور عامہ یا اور کوئی سیکرٹری جو ہے وہ جب ہمیں سمجھا رہا ہے تو ہمارا بھائی اور دوست بن کے سمجھا رہا ہے اور ہمیں بات مان لینی چاہیئے۔ اگر اس طرح کی سوچ بنا دیں گے تو لوگ سمجھیں گے بھی۔ باقی جہاں تک فیصلہ صحیح یا غلط ہونے کا سوال ہے یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرما دیا کہ بعض دفعہ ایک چرب زبان جو ہے وہ اپنے حق میں میرے سے فیصلہ کروا سکتا ہے لیکن اس میں میرا قصور نہیں۔ اس نے گو فیصلہ اپنے حق میں کروا لیا لیکن اگر وہ غلط فیصلہ ہے تو اس نے اپنے پیٹ میں آگ بھری۔ تو یہ کہنا کہ قاضی جان بوجھ کے غلط فیصلہ کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ وہ اگر کرتے ہیں تو بعض دفعہ بعض دلائل اور بعض شواہد جو ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں ان کی روشنی میں وہ کر لیتے ہیں جس طرح انہوں نے اس کو سمجھا اور پھر اپیل کے حق بھی ہیں اپیل در اپیل۔ تو اس لیے ایک تو یہ قضا کا جہاں تک معاملہ ہے تو ان کو یہ بتانا چاہیئے۔ جہاں تک رشتوں کا معاملہ ہے تو یہ تو صدر جماعت کا اور وہاں کی مقامی عاملہ کا کام ہے ناں کہ اپنے لوگوں کیلئے ان کے دوست بن کے ان کے ساتھی بن کے کھڑے ہوں اور ان کے معاملات اور ان کے کیس جو ہیں وہ احسن رنگ میں پیش کریں اپنی نیشنل انتظامیہ کو بھی اور اگر ضرورت ہو تو مجھے بھی۔ تو جب اس طرح آئیں گے معاملات اور تربیت بھی پوری طرح ہو رہی ہوگی اور آپ کے ذاتی تعلقات بھی ہوں گے اور لوگوں کا آپ پہ اعتماد بھی ہوگا تو یہ مسائل بہت حد تک کم ہو جائیں گے۔ سو فیصد کم نہیں بھی ہوں گے تو بہت بڑی تعداد میں کمی آ جائے گی۔

ایک صدر صاحب جماعت نے عرض کی کہ کچھ احباب ایسے ہیں جو اپنے آپ کو احمدی تو کہتے ہیں مگر ہم ان سے پورا تعاون نہیں لے پا رہے۔ وہ نہ اجلاسات میں آتے ہیں نہ پروگراموں میں نہ نمازوں کیلئے مسجد میں۔ حضور انور ہماری اس حوالہ سے راہنمائی فرما دیں کہ ہم اور کیا کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ جلسوں پہ آ جاتے ہیں جمعہ پڑھ لیتے ہیں؟ آپ کے ساتھ عید پڑھ لیتے ہیں؟ صدر صاحب نے عرض کی کہ کبھی کبھار۔ پھر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ عید بھی کبھی کبھار پڑھتے ہیں؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ ایسے بھی ہیں بیچ میں۔

حضور انور نے فرمایا اچھا۔ کمال ہے۔ بڑے بڑے بگڑے ہوئے لوگ جو ہیں وہ بھی سال کے بعد ایک نماز عید کی پڑھ لیتے ہیں۔ ان کو سمجھاتے رہیں کہ اگر تم جماعت کا ممبر اپنے آپ کو سمجھتے ہو تو پھر اس کو دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا ہوا ہے اور ان شرائط کی پابندی کرنے کی کوشش تو کرو۔ اپنا عہد دہراتے ہو تو اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش تو کرو۔ اور آہستہ آہستہ سمجھاتے رہیں۔ اگر خود کوئی انکار کر دیتا ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں اور مجھے نہ چھیڑو تو اور بات ہے نہیں تو اسکو سمجھانا آپ کا کام ہے۔ پیار سے سمجھاتے رہیں قریب لانے کی کوشش کرتے رہیں۔ بگڑے ہوئے ہوتے ہیں ان کو قریب لانا بھی آپ لوگوں کا ہی کمال ہے۔ آپ لوگ جس طرح میں پہلے کہہ چکا ہوں ناں دوست بن کے لوگوں کے رہیں۔ اگر کوئی اس طرح نہیں آتا ناں تو یہ (رویہ) نہ ہو جائے کہ اسکو چلو نماز پہ آیا کرو یا فلاں دن اجلاس ہے تو اجلاس پہ آؤ یا اپنا چندہ وقف جدید دو، تحریک جدید دو۔ ٹھیک ہے۔ اس کو کچھ نہ کہیں۔ ایسے لوگوں کو صرف فون کر کے مہینے میں ایک دفعہ حال پوچھ لیا کریں کیا حال ہے آپ کا؟ ایسے ہی آہستہ آہستہ وہ لوگ آپ کے قریب آنا شروع ہو جائیں گے۔ کوئی ڈیمانڈ نہیں کرنی۔ ان سے کچھ نہیں کہنا صرف ان کا حال پوچھنا ہے کہ مجھے خیال آیا آپ کا حال پوچھ لوں السلام علیکم، وعلیکم السلام۔ یا اگر اسکے گھر کے قریب سے گزرے تو دیکھا اگر مناسب وقت ہے، اس وقت بندہ مل سکتا ہے اور ڈسٹرب نہیں ہوگا تو اس کا گھر knock کر کے کہہ دیا السلام علیکم میں یہاں سے گزر رہا تھا میں نے کہا آپ کو سلام کرتا جاؤں۔ کیا حال ہے آپ کا؟ ٹھیک ہیں۔ بس۔ کیونکہ آپ ہماری جماعت میں ہیں اس لیے مجھے خیال آیا کہ ممبران سے ملنا چاہیئے۔ السلام علیکم کہنے آیا تھا میں۔ اس طرح اگر آپ تعلقات رکھیں گے تو لوگ پھر آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ محنت کرنی پڑتی ہے بس صدر صاحب۔ یونہی نہیں مل جاتے۔

ایک صدر صاحب جماعت نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت مالی قربانیوں کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں لیکن نظام وصیت میں اس تیزی سے شامل نہیں ہو پا رہے۔ حضور انور سے راہنمائی کی درخواست ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے کہ اس میں تیزی سے اضافہ ہو سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ مالی قربانی میں تحریک جدید اور وقف جدید کے چندے کیلئے اور چندہ عام کی وصولی کیلئے جتنی آپ کوشش کرتے ہیں اتنی کوشش آپ کا شعبہ تربیت جو ہے نمازیں پڑھانے کیلئے نہیں کرتا۔ نہ ان کو قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلانے کی کرتا ہے۔ مال کے عشرے تو منا لیتے ہیں تربیت کا عشرہ جو مناتے ہیں وہ بھی اس قسم کا مناتے ہیں کہ چلو کوئی شامل ہو گیا کوئی نہ ہوا اور اس میں وہ زور نہیں ہوتا توجہ نہیں ہوتی۔ تو آپکا سارا زور جو ہوتا ہے ساری مشینری جو ہوتی ہے مال اکٹھا کرنے پہ لگی ہوئی ہے۔ یہ ٹیکس تو نہیں ہم نے اکٹھا کرنا اصل چیز تو تربیت ہے۔ اگر تربیت ہو جائے گی تو چندہ خود بخود آنا شروع ہو جائے گا۔ اس لیے شعبہ تربیت کو فعال کریں اور جب شعبہ تربیت فعال ہوگا تو شعبہ وصیت کی خود بخود مدد ہو جائے گی۔ شعبہ وصیت اپنے طور پر بھی کام کرے کہ وصیت کی طرف جائیں رسالہ الوصیت پڑھیں۔ رسالہ الوصیت کے مختلف اقتباسات نکال نکال کے چھوٹے چھوٹے پیسج (passages) جس میں وصیت کی اور نظام جماعت کی اور نظام خلافت کی توجہ دلائی گئی ہے وہ لوگوں کے گھروں میں بھجوا کریں۔ آپ ٹیکسٹ میسج بھیج دیتے ہیں کہ نماز کا وقت بدل گیا تو یہ میسج ہے فوری طور پر وائرل ہوتا ہے آپ کی جماعت میں۔ اول سرکلر تو جاتا کوئی نہیں۔ فونوں پہ میسج چلے جاتے ہیں تو فونوں پہ روزانہ ایک اقتباس ڈال دیا کریں تو لوگ پڑھ لیا کریں گے۔ اس بہانے ان کی تربیت ہوتی جائے گی۔ جب تربیت ہوگی تو خود بخود نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور جب رسالہ الوصیت سے اقتباسات پڑھ کے دیکھیں گے کہ نیکی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، خلافت سے تعلق کے ساتھ توجہ دلائی گئی ہے، خلافت کی اہمیت کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کے بارے میں اس میں توجہ دلائی گئی ہے، وصیت کی اہمیت کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے تو پھر تربیت بھی ہو جائے گی، وصیت کی طرف توجہ بھی ہو جائے گی، نمازوں کی طرف توجہ بھی ہو جائے گی اور سیکرٹری مال کا کام خود بخود ویسے ہی پورا ہو جائے گا۔

ایک دوست نے عرض کی کہ جب ہم جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کیلئے بُک سٹال لگاتے ہیں تو اگر کوئی دہریہ آ جائے تو اسے کیا دلائل دینے چاہئیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو انہیں بتانا چاہیئے کہ آپ خدا پہ ایمان رکھتے ہیں اور آپ خدا تعالیٰ کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات رکھتے ہیں اور یہ کہ آپ کے پاس آپ کی دعاؤں کے قبولیت کے نشان ہیں۔ آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ذریعہ پیشگوئیاں کر کے پھر انہیں پورا کرتا ہے۔ جو پیشگوئیاں قرآن کریم میں مذکور ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پوری ہوئیں اور آج بھی پوری ہو رہی ہیں۔ اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں بھجوایا گیا ہے اور آپ نے جو پیشگوئیاں کیں وہ بھی پوری ہوئیں۔ آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ ان پیشگوئیوں کو دیکھنے کے بعد ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں رہتا مگر یہ کہ ہم کسی ایسی ہستی کو قبول کر لیں جو غیب کا علم رکھتی ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اس کے علاوہ جب ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ایک ایسی ہستی ہے جو دعاؤں کو قبول کرتی ہے۔ بسا اوقات وہ دعائیں غیر معمولی طریق پر قبول ہوتی ہیں اور بظاہر ناممکن حالات میں قبول ہوتی ہیں۔ یوں ان پیشگوئیوں کے ساتھ ساتھ قبولیت دعا کے ذاتی واقعات بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ انکا ذکر کریں گے تو یا تو لوگ آپ کی بات سنیں گے یا پھر وہ آپ پر ہنسی مذاق کر کے چلے جائیں گے۔ ایسے طنز اور ہنسی مذاق پر آپ کو خاموش رہنا چاہیئے کیونکہ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ لوگوں کی راہنمائی فرمائے ہمارا کام تو صرف لوگوں تک پیغام پہنچانا ہے۔ آپ کو ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا ہے کہ کسی کو مسلمان بنانے کیلئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

(مطبوعہ قادیان 11/ مارچ 2022ء)

......☆......☆......☆......

M.F. STEELS & ALUMINIUM
Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.
Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com
طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

JYOTI SAW MILL
SAWMILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13؍دسمبر 2023ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم کریم قریشی صاحب
(آف Southmead، یو.کے)

6؍دسمبر 2023ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم 27 سال قبل لاہور سے ہجرت کر کے یو کے آئے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک مخلص اور فدائی خادم سلسلہ تھے۔ جب تک صحت نے اجازت دی جماعتی کاموں میں سرگرم رہے۔ سیکرٹری مال اور ممبر اصلاحی کمیٹی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اپنے ارد گرد کسی بھی ضرورت مند کی مدد کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مولوی عبدالرؤف نیر صاحب
(واقف زندگی مبلغ سلسلہ)
ابن مکرم عبدالحمید صاحب مومن درویش قادیان

مرحوم 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے مولوی فاضل کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کرنے کے بعد 1983ء میں سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ میدان تبلیغ میں سات سال اور صدر انجمن کے مختلف دفاتر میں 26 سال خدمت کی توفیق پائی۔ ذیلی تنظیموں میں بھی بعض عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم نیک، صالح اور سلسلہ کی ڈیوٹی اطاعت کے ساتھ کرنے والے خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

(2) مکرمہ بدرون بی بی صاحبہ
اہلیہ مکرم اسرائیل خان صاحب (آف پنکال، انڈیا)

14، 15؍اپریل 2023ء کی درمیانی شب کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نماز تہجد ادا کرنے والی اور شرائط وصیت کے مطابق زندگی گزارنے والی بہت نیک خاتون تھیں۔ آپکا جماعت کے ساتھ بہت مخلصانہ تعلق تھا۔ ان کی دینی اور اخلاقی حالت ممتاز تھی۔ چندہ جات کی ادائیگی باقاعدگی کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ جماعت احمدیہ پنکال کے ایک حلقہ کی صدر لجنہ تھیں۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ پنکال میں بطور سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر بھی خدمت بجالاتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ سلطانہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم رفیق احمد عاجز صاحب (مربی سلسلہ لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

29؍اکتوبر 2023ء کو 51 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، اچھے اخلاق کی مالک ایک نیک خاتون تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم سے تعاون کرنے والی اور جوش و جذبہ کے ساتھ جماعتی خدمت اور خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بچیاں شامل ہیں۔

(4) مکرمہ فضیلت مسعود مہار صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد مہار صاحب (وان Vaughan کینیڈا)

16؍جون 2023ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چودھری غلام اللہ مہار صاحب کی بڑی بہو تھیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری غلام محمد مہار صاحب رضی اللہ عنہ (آف پوہلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ) کے بیٹے تھے۔ مرحومہ کے والد مولوی ابراہیم وڑائچ صاحب جامعۃ المبشرین ربوہ میں بطور سپرنٹنڈنٹ خدمت کرتے رہے ہیں۔ مرحومہ نے عربی سمیت تین زبانوں میں ماسٹرز کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) کی ہدایت پر گھٹیالیاں میں مریم گرلز سکول کا اجراء کرنے کی توفیق پائی۔ پاکستان میں محکمہ تعلیم میں اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز رہیں اور احمدی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی جملہ ذمہ داریاں نبھائیں۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا پیار اور اطاعت کا تعلق تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ حج ادا کرنے کی سعادت بھی عطا فرمائی۔ مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم رحمان مسعود مہار صاحب کو بطور نیشنل سیکرٹری وقف جدید جماعت احمدیہ کینیڈا کے علاوہ رفیوجی ڈیسک کینیڈا میں اور دوسرے بیٹے مکرم ابرار مسعود مہار صاحب کو نیشنل قائد ایثار مجلس انصار اللہ کینیڈا اور سیکرٹری مال جماعت وان (Vaughan) کے طور پر خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ آپ کے باقی بچے بھی کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرمہ فرحت ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ظفر اقبال شاہد صاحب (ناظم اعلیٰ علاقہ انصار اللہ، بہاولپور)

10؍نومبر 2023ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بے شمار خوبیوں کی مالک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار، صدقہ وخیرات کرنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ لیاقت پور اور خان پور میں کافی عرصہ صدر لجنہ رہیں۔ خلافت سے بے پناہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بچے شامل ہیں۔

(6) مکرم ڈاکٹر عبید السلام صاحب
ابن مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب (میرپور، کشمیر)

یکم اکتوبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے کچھ عرصہ بطور قائد مجلس میرا بھڑ کا میرپور کشمیر کے علاوہ 16 سال بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اپنے بھائی بہنوں میں بڑے تھے لیکن انہیں ہمیشہ احترام سے بلاتے تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ جب تک صحت اچھی رہی تو ہر جمعہ پر باقاعدگی سے کچھ خدام اور اطفال کو ساتھ لے کر مسجد کی صفائی کیا کرتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، بڑے بے نفس اور نافع الناس وجود تھے۔ خطبات جمعہ اور ایم ٹی اے کے دیگر پروگرام دیکھنے کیلئے مستعد رہتے۔ مرحوم موصی تھے اور اپنا حصہ جائیداد ایک سال پہلے ہی ادا کر چکے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے داماد مکرم طارق غنی بھٹی صاحب اور ایک بھتیجے مکرم محمد فیاض اللہ فاتح صاحب معلم سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک نواسے عزیزم سفیر احمد جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ خامسہ کے طالب علم ہیں۔

(7) مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم ملک خلیل احمد اختر صاحب مرحوم (لاہور حال امریکہ)

15؍اکتوبر 2023ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ آپ کو بچپن میں قادیان میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اکثر حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ مکرمہ رسول بی بی صاحبہ (جو کہ نابینا تھیں) کے گھر ملنے آیا کرتیں اور ان کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ آپ تقسیم ہند کے بعد ساہیوال اور پھر لاہور منتقل ہوئیں۔ مرحومہ کے شوہر مکرم ملک خلیل احمد اختر صاحب مسجد ماڈل ٹاؤن کے امام الصلوٰۃ بھی رہ چکے ہیں۔ 1997ء میں آپ ہجرت کر کے امریکہ شفٹ ہوگئیں۔ امریکہ میں ناصرات کی کلاسز لینے اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھانے کا موقع ملا۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، چندوں میں باقاعدہ، پردہ کا خاص خیال رکھنے والی، ایک نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم ثاقب احمد صاحب (کارکن الشرکۃ الاسلامیہ یو.کے) کی خالہ تھیں۔

(8) مکرمہ صائمہ ناز صاحبہ
اہلیہ مکرم مقصود احمد صاحب (فیصل آباد)

14؍جولائی 2023ء کو 40 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، خوش اخلاق، سادہ مزاج، باہمت اور خدمت خلق کا خاص جذبہ رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ نے اپنے گاؤں چک 275 ر.ب کرتارپور ضلع فیصل آباد میں نائب صدر لجنہ اماء اللہ کے علاوہ سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 2 بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6؍جنوری 2024ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل چار نکاحوں کا اعلان فرمایا:

☆مکرمہ حامدہ انیسہ کمسترال صاحبہ بنت مکرم محبوب الحق کمسترال صاحب (سوئٹزرلینڈ) ہمراہ مکرم شارب احمد بلوچ صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) ابن مکرم عمران احمد صاحب (جرمنی)

☆مکرمہ جمیلہ نور طیب صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم منصور احمد طیب صاحب (یو.کے) ہمراہ مکرم قویم احمد نعیم صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ یو.کے) ابن مکرم راشد نعیم صاحب (جرمنی)

☆مکرمہ سحرش افضل صاحبہ بنت مکرم محمد افضل صاحب (یو.کے) ہمراہ مکرم مصور احمد صاحب (واقف نو) ابن مکرم منصور احمد صاحب (یو.کے)

☆مکرمہ یسریٰ اعظم صاحبہ بنت مکرم محمد اعظم صاحب (یو.کے) ہمراہ مکرم حمزہ ظفر صاحب ابن مکرم ظفر اقبال صاحب (یو.کے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

احادیثِ نبویؐ کا ایک بہت بڑا اور بہت ضروری حصہ حضرت عائشہؓ ہی کی روایات پر مبنی ہے حتی کہ ان کی روایتوں کی کل تعداد دوہزار دوسودس تک پہنچتی ہے

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ)

اسلام تو جنگی حالات میں بھی عورتوں، بچوں اور کسی طرح بھی جنگ میں حصّہ نہ لینے والوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا اور اس بات کی آنحضرت ﷺ نے بڑی سختی سے ہدایت بھی فرمائی ہے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13/اکتوبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے متعلق کیا رؤیا دیکھی تھی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے بعد فرمایا تم مجھے رؤیا میں دو مرتبہ دکھائی گئی قبل اس کے کہ میں تم سے شادی کرتا۔ میں نے فرشتے کو دیکھا اس نے تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھایا ہوا تھا۔

سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شادی کے وقت 8 سال کی تھیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت عائشہؓ کا نو سالہ ہونا تو صرف بے سرو پا اقوال میں آیا ہے کسی حدیث یا قرآن سے ثابت نہیں۔

سوال حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کی کیا تفصیلات بیان فرمائی ہیں؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت عائشہؓ کی رخصتی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ شادی فرمائی تھی۔ یہ سنہ نبوی کا دسواں سال اور شوال کا مہینہ تھا اور اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سات سال کی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نشوونما اس وقت بھی غیر معمولی طور پر اچھا تھا، ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ خولہ بنت حکیم کو جواُن کے نکاح کی محرک بنی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کیلئے ان کی طرف خیال جاتا لیکن بہرحال ابھی تک وہ بالغ نہیں ہوئی تھیں، اس لیے اس وقت نکاح تو ہو گیا مگر رخصتانہ نہیں ہوا اور وہ بدستور اپنے والدین کے پاس مقیم رہیں، لیکن اب ہجرت کے دوسرے سال جب کہ ان کی شادی پر پانچ سال گذر چکے تھے اور ان کی عمر بارہ سال کی تھی وہ بالغ ہو چکی تھیں، چنانچہ خود حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر رخصتانہ کی تحریک کی۔ جس پر آپؐ نے مہر کی ادائیگی کا انتظام کیا...... اور ماہ شوال 2ھ میں حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہو کر حرمِ نبویؐ میں داخل ہو گئیں۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا کیا منشاء تھا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: باوجود ......صغرسنی کے حضرت عائشہؓ کا ذہن اور حافظہ غضب کا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے ماتحت انہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ حیرت انگیز طور پر ترقی کی۔ اور دراصل اس چھوٹی عمر میں ان کو اپنے گھر میں لے آنے سے آپؐ کی غرض ہی یہ تھی کہ تا آپؐ بچپن سے ہی اپنے منشاء کے مطابق ان کی تربیت کر سکیں اور تا انہیں آپؐ کی صحبت میں رہنے کا لمبے سے لمبا عرصہ مل سکے اور وہ اس نازک اور عظیم الشان کام کے اہل بنائی جا سکیں جو ایک شارع نبی کی بیوی پر عاید ہوتا ہے۔ چنانچہ آپؐ اس منشاء میں کامیاب ہوئے اور حضرت عائشہؓ نے مسلمان خواتین کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا وہ کام سرانجام دیا جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔

سوال حضرت عائشہؓ سے کتنی احادیث مروی ہیں؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: احادیث نبویؐ کا ایک بہت بڑا اور بہت ضروری حصہ حضرت عائشہؓ ہی کی روایات پر مبنی ہے حتی کہ ان کی روایتوں کی کل تعداد دوہزار دوسودس تک پہنچتی ہے۔

سوال حضرت عائشہؓ کے خواندہ ہونے کے متعلق حضرت بشیر احمد صاحب نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: مگر بخاری کی ایک روایت سے پتہ لگتا ہے کہ ان کے پاس ایک نسخہ قرآن شریف کا لکھا ہوا موجود تھا۔ جس پر سے انہوں نے ایک عراقی مسلمان کو بعض آیات خود املاء کرائی تھیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ کم از کم خواندہ ضرور تھیں اور اغلب ہے کہ انہوں نے اپنے رخصتانہ کے بعد ہی لکھنا سیکھا تھا لیکن جیسا کہ بعض مؤرخین نے تصریح کی ہے وہ غالباً لکھنا نہیں جانتی تھیں۔

سوال حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہیں؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کم و بیش اڑتالیس سال زندہ رہیں اور 58ھ کے ماہِ رمضان میں اپنے محبوب حقیقی سے جاملیں۔ اس وقت ان کی عمر قریباً اڑسٹھ سال کی تھی۔

سوال احمدی مسلمانوں کے پاس کون سا ہتھیار جسے ہر ایک کو استعمال کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمارے پاس تو دعا ہی کا ہتھیار ہے اسے ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر استعمال کرنا چاہیے۔

سوال امام بیہقی نے حضرت زینب کے مکہ آنے کا کیا واقعہ بیان کیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: امام بیہقی نے حضرت زینبؓ کے مکہ سے آنے کا واقعہ بیان کر کے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو اپنی انگوٹھی دے کر مکہ روانہ کیا کہ زینب کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ اس نے اپنی حکمت و دانائی سے یہ انگوٹھی ایک چرواہے کو دی اور اس نے حضرت زینبؓ کو پہنچا دی۔ حضرت زینبؓ یہ انگوٹھی دیکھ کر پہچان گئیں تو آپ نے اس سے پوچھا: تجھے یہ کس نے دی ہے؟ اس نے بتایا مکے سے باہر ایک آدمی نے مجھے دی ہے۔ چنانچہ حضرت زینبؓ رات کو مکے سے باہر آئیں اور اس کے پیچھے سوار ہو گئیں اور وہ آپؓ کو مدینہ لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری سب بیٹیوں سے زینب افضل ہے کہ اس کو میری وجہ سے تکلیف پہنچی۔

سوال حضرت زینبؓ کو مدینہ سے ہجرت کرتے ہوئے کیا صدمہ پہنچا جس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: حضرت زینبؓ کی ہجرت کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ جب وہ مدینہ آنے کیلئے مکہ سے نکلیں تو مکہ کے چند قریش نے ان کو بزور واپس لے جانا چاہا۔ جب انہوں نے انکار کیا تو ایک بدبخت ھَبَّار بن اسود نامی نے نہایت وحشیانہ طریق پر ان پر نیزے سے حملہ کیا جس کے ڈر اور صدمہ کے نتیجہ میں انہیں اسقاط ہو گیا بلکہ اس موقع پر ان کو کچھ ایسا صدمہ پہنچ گیا کہ اسکے بعد ان کی صحت کبھی بھی پورے طور پر بحال نہیں ہوئی اور بالآخر انہوں نے اسی کمزوری اور ضعف کی حالت میں بے وقت انتقال کیا۔

سوال کیا جنگی حالات میں عورتوں اور بچوں کو قتل کیا جاسکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسلام تو جنگی حالات میں بھی عورتوں بچوں اور کسی طرح بھی جنگ میں حصّہ نہ لینے والوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا اور اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے ہدایت بھی فرمائی ہے۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت ﷺ اموال کی تقسیم میں ایسے محتاط تھے کہ باوجود اسکے کہ
حضرت فاطمہؓ کو ایک خادم کی ضرورت تھی اور چکّی پیسنے سے آپؓ کے ہاتھوں کو تکلیف ہوتی تھی
مگر پھر بھی آپ ﷺ نے ان کو خادم نہ دیا بلکہ دعا کی تحریک کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجّہ کیا

اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے کفر کی وجہ سے علیحدہ ہوتی ہے تو پھر خاوند کے ایمان لانے پر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20/اکتوبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضرت ﷺ نے جمادی الاولیٰ چھ ہجری میں زید بن حارثہؓ کی کمان میں کون سا سریہ عیص مقام کی جانب روانہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ چھ ہجری میں زید بن حارثہؓ کی کمان میں ایک سریہ عیص مقام کی جانب روانہ فرمایا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو کتنے صحابہؓ کی کمان میں مدینہ سے روانہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے جمادی الاولیٰ چھ ہجری میں زید بن حارثہ کو ستر صحابہؓ کی کمان میں مدینہ سے روانہ فرمایا۔

سوال تجارتی سامان کے قافلے کا کا کیا مقصد تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تجارتی سامان کے قافلہ کا مقصد یہ تھا کہ اسکی آمد سے پھر مسلمانوں پہ حملہ کیا جائے اور جنگ کی جائے۔

سوال حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ابوالعاص کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ابوالعاص کے متعلق آنحضرت ﷺ کی خوشنودی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے: آنحضرت ﷺ کے داماد ابوالعاص بن الربیع حضرت خدیجہؓ مرحومہ کے قریبی رشتہ دار یعنی حقیقی بھانجے تھے اور باوجود مشرک ہونے کے انکا سلوک اپنی بیوی سے بہت اچھا تھا اور مسلمان ہونے کے بعد بھی میاں بیوی کے تعلقات بہت خوشگوار رہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اس جہت سے ابوالعاص کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے کہ اس نے میری لڑکی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے۔ ابوالعاص حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں 12ھ میں فوت ہوئے مگر ان کی زوجہ محترمہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئیں۔

سوال غزوۂ سویق کب ہوا اور اس کا کیا سبب تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ سویق دو ہجری ذوالحجہ میں ہوا۔ غزوۂ سویق کا سبب یہ ہے کہ جب مشرکین شکست خوردہ اور غمناک، مکّہ کی طرف واپس آئے تو ابوسفیان نے خود پر تیل لگانا حرام کر دیا۔ اس نے نذر مانی کہ وہ غسل نہیں کرے گا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ سے بدر کا انتقام لے لے۔ ابوسفیان دو سو سواروں کے ساتھ اپنی قسم کو پورا کرنے کیلئے نکلا اور مدینے کی طرف جانے والا راستہ ترک کرتے ہوئے نجد کے راستے روانہ ہوا۔ جب وہ وادی قَنَاۃ کے سرے پر پہنچا تو اس نے یَتِیب نامی پہاڑ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ وہ رات کے وقت نکلا اور رات کی تاریکی میں ہی قبیلہ بنونضیر کی طرف گیا اور حُیَیِّبن اخطب کے پاس پہنچ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ پھر وہاں سے سَلَّام بن مِشْکَم کے پاس گیا۔ ابوسفیان نے اس سے اجازت

مانگی۔ اس نے اجازت دے دی اور اس کی خاطر تواضع کی، کھلایا پلایا اور لوگوں کی راز کی باتیں بتائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزانہ کے معمول کے بارے میں بتایا کہ وہ کیا کیا کرتے ہیں، کس وقت کہاں ہوتے ہیں۔ ابوسفیان رات کے آخری حصے میں وہاں سے روانہ ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جاملا۔ اس نے قریش کے چند لوگوں کو مدینے کے نواح میں عُرَیض نامی جگہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے وہاں کھجوروں کے درختوں کے کئی جھنڈ جلا دیے اور ایک انصاری شخص اور اسکے حلیف کو قتل کر دیا۔ جب ابوسفیان نے سمجھا کہ اسکی قسم پوری ہو چکی ہے، نقصان جو اس نے پہنچا دیا تو کچھ نہ کچھ بدلہ لے لیا۔ انتقام کی آگ کچھ ٹھنڈی ہوئی تو وہ اپنا لشکر لے کر مکّہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں حضرت ابولُبابہ بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہجرت کے بائیسویں ماہ، پانچ ذوالحجہ کو اتوار کے دن مہاجرین اور انصار میں سے دو سو صحابہ کو ساتھ لے کر ان کے تعاقب میں نکلے یہاں تک کہ آپؐ قَرْقَرۃ الکُدْر پہنچ گئے۔ ابوسفیان اور اسکا لشکر چھپتے چھپاتے بھاگتے جا رہے تھے اور ستو کے تھیلے پھینکتے جا رہے تھے اور یہی انکا عام زادِ راہ تھا۔ مسلمان انہیں اٹھاتے جا رہے تھے۔ اس لیے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق یعنی ستوؤں والا غزوہ پڑ گیا۔

سوال حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ کے غزوہ سویق کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بدر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہ لے لے گا کبھی اپنی بیوی کے پاس نہ جائے گا اور نہ کبھی اپنے بالوں کو تیل لگائے گا۔ چنانچہ بدر کے دو تین ماہ بعد ذوالحجہ کے مہینہ میں ابوسفیان دو سو مسلح قریش کی جمعیت کو اپنے ساتھ لے کر مکہ سے نکلا اور نجدی راستہ کی طرف سے ہوتا ہوا مدینہ کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے اپنے لشکر کو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر چھوڑا اور خود رات کی تاریکی کے پردہ میں چھپتا ہوا یہودی قبیلہ بنو نضیر کے رئیس حُیَیبن اَخْطَب کے مکان پر پہنچا اور اس سے امداد چاہی مگر اس نے انکار کیا۔ ابوسفیان اسی طرح چھپتا ہوا بنو نضیر کے دوسرے رئیس سلام بن مشکم کے مکان پر گیا اور اس سے مسلمانوں کے خلاف اعانت کا طلب گار ہوا۔ اس بدبخت نے ابوسفیان کی بڑی آؤ بھگت کی اور اسے اپنے پاس رات کو مہمان رکھا اور اس سے مسلمانوں کے حالات کے متعلق مخبری کی۔ صبح ابوسفیان وہاں سے نکلا اور اس نے قریش کے ایک دستے کو مدینہ کے قریب عریض کی وادی میں چھاپہ مارنے کیلئے روانہ کر دیا۔ جب قریش کا یہ دستہ وادی عریض میں پہنچا تو انہوں نے ایک مسلمان انصاری اور اسکا ایک ساتھی کو پکڑ کر ظالمانہ طور پر قتل کر دیا اور کھجوروں کے درختوں کو آگ لگا کر اور وہاں کے مکانوں اور جھونپڑیوں کو جلا کر ابوسفیان کی قیام گاہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔ ابوسفیان نے اسکا میابی کو اپنی قسم کے پورا ہونے کیلئے کافی سمجھ کر لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوسفیان کے حملہ کی اطلاع ہوئی تو آپؐ صحابہ کی ایک جماعت ساتھ لے کر اسکے تعاقب میں نکلے مگر چونکہ ابوسفیان اپنی قسم کے ایفاء کو مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایسی سراسیمگی کے ساتھ بھاگا کہ مسلمان اسکے لشکر کو پہنچ نہیں سکے اور بالآخر چند دن کی غیر حاضری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس لوٹ آئے۔ اس غزوہ کو غزوۂ سویق کہتے ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ جب ابوسفیان مکہ کو واپس لوٹا تو تعاقب کے خیال کی وجہ سے کچھ تو گھبراہٹ میں اور کچھ اپنا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے وہ اپنا سامانِ رسد جو زیادہ تر سویق یعنی ستو کے تھیلوں پر مشتمل تھا راستہ میں پھینکتا گیا تھا۔

سوال اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے کفر کی وجہ سے علیحدہ ہوتی ہے تو کیا خاوند کے ایمان لانے پر دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے کفر کی وجہ سے علیحدہ ہوتی ہے تو پھر خاوند کے ایمان لانے پر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سوال آج کل شادی کے بعد لڑکا لڑکی میں جو مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اسکے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج کل کے شادی کے بعد لڑکا لڑکی میں جو مسائل پیدا ہو جاتے ہیں ان میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ صرف دنیا کی ہوا و ہوس ہے جو بہت زیادہ ہو گئی ہے اور دین اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر توجہ کم ہے۔ اگر دین کو مقدّم رکھا جائے اور اس طرح دعا کی جائے اور والدین بھی اس طرح اپنا کردار ادا کریں تو رشتے قائم رہ سکتے ہیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اموال کی تقسیم میں کیسے محتاط تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اموال کی تقسیم میں ایسے محتاط تھے کہ باوجود اسکے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک خادم کی ضرورت تھی اور چکّی پیسنے سے آپؓ کے ہاتھوں کو تکلیف ہوتی تھی مگر پھر بھی آپؐ نے ان کو خادم نہ دیا بلکہ دعا کی تحریک کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجّہ کیا۔

......☆......☆......☆......

SK.KHALID AHMED
Mob.9861288807
M/S. H.M. GLASS HOUSE
Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100
طالب دعا : شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج   جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant
!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!
Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)
طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

ملکی رپورٹیں

جماعت احمدیہ کوئمبٹور کی طرف سے بک فیئر میں شمولیت کے ذریعہ تبلیغ احمدیت

کوئمبٹور شہر میں مورخہ 21 تا 30 جولائی 2023ء Book Festival کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کوئمبٹور کو بھی اس بک فیسٹیول میں شمولیت اختیار کر کے جماعتی اسٹال لگانے کا موقع ملا۔ اس بک فیسٹیول میں کم و بیش 350 سے زائد اسٹال لگائے گئے اور تقریباً 75 ہزار لوگوں نے اس بک فیئر کا وزٹ کیا۔

جماعتی بک اسٹال کو مزین کرنے کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قیام امن کے حوالہ سے مختلف ارشادات پر مشتمل فلیکسز آویزاں کئے گئے۔ جماعتی اسٹال میں 120 سے زائد مختلف جماعتی کتب تامل اور انگریزی زبان میں اور 50 زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم رکھے گئے۔ ساتھ ہی تین مختلف زبانوں میں لیف لیٹس بھی موجود تھے۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف دوروں اور میٹنگز کے موقع پر ارشاد فرمودہ خطابات کی ویڈیوز، ڈاکومنٹریز وغیرہ بذریعہ ٹی.وی بھی زائرین کو دکھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

ہزاروں کی تعداد میں ہر مذہب و ملت کے افراد نے جماعتی اسٹال کا وزٹ کیا۔ جماعتی اسٹال میں آنے والے ہر فرد کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے قیام امن عالم کے لئے کی جا رہی کوششوں کے بارہ میں بتایا گیا، جس سے ہزاروں افراد تک جماعت احمدیہ کا امن بخش پیغام پہنچا۔ علاوہ ازیں بہت سے غیر احمدی و غیر مسلم احباب سے گفتگو کا بھی موقعہ ملا اور کئی نشستوں میں سوال و جواب بھی ہوتے رہے۔ دوران بک فیئر کل 1000 لیف لیٹس تقسیم کئے گئے۔ جماعت احمدیہ کے اسٹال میں کئی سیاستدان، انجینئر، وکلاء، ڈاکٹرز، کالج و یونیورسٹیوں کے طلباء و طالبات اور اساتذہ تقریباً ہر روز ہی وزٹ کرتے رہے جس سے پڑھے لکھے طبقہ تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچتا رہا۔ دوران بک فیئر جماعتی کتب کے علاوہ کتاب World Crisis & the Pathway to Peace اور Life of Mohammad اور The Economic System of Islam کتب تعلیم یافتہ اور دلچسپی رکھنے والے لوگوں کو تحفۃً دی گئیں۔

لداخ بک فیئر 2023ء میں جماعت احمدیہ کا اسٹال

مورخہ 12 جولائی تا 16 جولائی 2023ء تک NBT (نیشنل بک ٹرسٹ) کی جانب سے لداخ یندور میدان میں ایک بک فیئر کا انعقاد کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ کی جانب سے بھی جماعتی اسٹال لگا کر شمولیت اختیار کی گئی۔

جماعتی بک اسٹال کو مزین کرنے کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قیام امن کے حوالہ سے مختلف ارشادات پر مشتمل فلیکسز کا استعمال کیا گیا۔ جماعتی اسٹال میں مختلف جماعتی کتب اور قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں رکھے گئے تھے۔ ساتھ ہی مختلف زبانوں میں لیف لیٹس بھی موجود تھے۔

ہزاروں کی تعداد میں ہر مذہب و ملت کے افراد نے جماعتی اسٹال کا وزٹ کیا۔ جماعتی اسٹال میں آنے والے ہر فرد کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیام امن کیلئے کی جا رہی کوششوں کے بارہ میں بتایا گیا، جس سے ہزاروں افراد تک جماعت احمدیہ کا امن بخش پیغام پہنچا۔ علاوہ ازیں بہت سے غیر احمدی و غیر مسلم احباب سے گفتگو کا بھی موقعہ ملا اور کئی نشستوں کے سوال و جواب بھی ہوتے رہے۔

دوران بک فیئر کل 215 لیف لیٹس تقسیم کئے گئے۔ دوران بک فیئر دیگر جماعتی کتب کے علاوہ کل 125 عدد "World Crisis & the Pathway to Peace"، 32 عدد "The Economic System of Islam"، 150 عدد "Life of Mohammad" اور 130 عدد "A Message of our Time" کتب تقسیم کی گئیں۔ دوران بک فیئر تقریباً 5000 لوگوں نے جماعتی اسٹال کا وزٹ کیا جس کے ذریعہ مجموعی طور پر 1500 سے زائد افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔

قادیان میں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ قادیان کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان کا سالانہ اجتماع مورخہ 28 ستمبر تا 2 اکتوبر 2023ء شایان شان طریق پر منعقد ہوا۔ الحمد للہ۔ اس موقعہ پر تمام ایام میں ہی خدام و اطفال کے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے جس میں خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

امسال اس اجتماع کی تھیم "کان خلقه القرآن" مقرر کی گئی تھی۔ اجتماع کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا جو مسجد اقصیٰ قادیان میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں، مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دعا ہوئی جو محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے کروائی۔ اسکے بعد ایوانِ طاہر دفتر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان میں لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا گیا اور اجتماعی دعا کروائی گئی۔ اجتماع کے تمام ایام میں ہی قادیان کے جملہ خدام و اطفال نے ہر مقابلہ میں بہت شوق سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اجتماع کی اختتامی تقریب مورخہ 2 اکتوبر 2023ء کو بستان احمد قادیان میں منعقد ہوئی۔ یہ تقریب زیر صدارت مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منعقد ہوئی جس میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔

اس موقعہ پر قادیان کے خدام و اطفال کی جانب سے ایک دیدہ زیب صنعتی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں خدام و اطفال نے نہ صرف اپنے ہاتھوں کی مہارت دکھاتے ہوئے صنعت کاری پر مشتمل اشیاء بنائی تھیں بلکہ سائنس سے تعلق رکھنے والے پروجیکٹ بھی بنا کر رکھے تھے جسے تمام ناظرین نے خوب سراہا۔

اختتامی تقریب سے قبل قادیان کے خدام کے ذریعہ خلافت سے محبت اور شعائر اللہ کی عظمت کے حوالہ سے واقعات پر مشتمل ایک مذاکرہ پیش کیا گیا جس سے سامعین نے اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔ بعدہ صدر صاحب اجتماع کمیٹی نے شکریہ احباب پیش کیا اور پھر مہتمم صاحب مقامی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی تقریر کے بعد صدارتی خطاب ہوا۔ آخر میں تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی اور دعا کے ساتھ اجتماع کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس کے دوررس نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(انچارج پریس اینڈ میڈیا بھارت)

بقیہ سیرت خاتم النّبیینؐ از صفحہ 8

کے دروازے کھول دیئے کہ ہمیں یہاں سے اپنا ساز وسامان لے کر امن وامان کے ساتھ جانے دیا جاوے یہ وہی شرط تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود پہلے پیش کر چکے تھے اور چونکہ آپؐ کی نیت محض قیامِ امن تھی آپؐ نے مسلمانوں کی اس تکلیف اوران اخراجات کو نظر انداز کرتے ہوئے جو اس مہم میں ان کو برداشت کرنے پڑے تھے اب بھی بنونضیر کی اس شرط کو مان لیا اور محمد بن مسلمہ صحابی کو مقرر فرمایا کہ وہ اپنی نگرانی میں بنونضیر کو امن وامان کے ساتھ مدینہ سے روانہ کردیں۔ چنانچہ بنونضیر بڑے ٹھاٹھ اور شان وشوکت سے اپنا سارا ساز وسامان حتّٰی کہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے مکانوں کو مسمار کرکے ان کے دروازے اور چوکھٹیں اور لکڑی تک اکھیڑ کر اپنے ساتھ لے گئے اور لکھا ہے کہ یہ لوگ مدینہ سے اس جشن اور دھوم دھام کے ساتھ گاتے بجاتے ہوئے نکلے کہ جیسے ایک برات نکلتی ہے۔ البتہ ان کا سامان حرب اور جائیداد غیر منقولہ یعنی باغات وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور چونکہ یہ مال بغیر کسی عملی جنگ کے ملا تھا اس لئے شریعت اسلامی کی رو سے اسکی تقسیم کا اختیار خالصتہً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا اور آپؐ نے یہ اموال زیادہ تر ان غریب مہاجرین میں تقسیم فرمادیئے جن کے گزارہ جات کا بوجھ ابھی تک اس ابتدائی سلسلہ مواخات کے ماتحت انصار کی جائیدادوں پر تھا اور اس طرح بالواسطہ انصار بھی اس مال غنیمت کے حصہ دار بن گئے۔

جب بنونضیر محمد بن مسلمہ صحابی کی نگرانی میں مدینہ سے کوچ کر رہے تھے تو بعض انصار نے ان لوگوں کو ان کے ساتھ جانے سے روکنا چاہا جو درحقیقت انصار کی اولاد سے تھے مگر ان کے منت ماننے کے نتیجے میں یہودی ہوچکے تھے اور بنونضیران کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے، لیکن چونکہ انصار کا یہ مطالبہ اسلامی حکم لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہ ہونا چاہئے) کے خلاف تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے خلاف اور یہود کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ جو شخص بھی یہودی ہے اور جانا چاہتا ہے ہم اسے نہیں روک سکتے۔ البتہ بنونضیر میں سے دو آدمی خود اپنی خوشی سے مسلمان ہوکر مدینہ میں ٹھہر گئے۔

ایک روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ شام کی طرف چلے جائیں۔ یعنی عرب میں نہ ٹھہریں، لیکن باوجود اس کے ان کے بعض سردار مثلاً سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع اور حیی بن اخطب وغیرہ اور ایک حصہ عوام کا بھی حجاز کے شمال میں یہودیوں کی مشہور بستی خیبر میں جاکر مقیم ہوگیا اور خیبر والوں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور جیسا کہ آگے چل کر اپنے موقع پر بیان ہوگا یہ لوگ بالآخر مسلمانوں کے خلاف خطرناک فتنہ انگیزی اور اشتعال جنگ کا باعث بنے۔ بنوقریظہ جنھوں نے اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کرکے اور اپنے عہد وپیمان کو بالائے طاق رکھ کر بنونضیر کی اعانت کی تھی ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کیا اور معاف فرمادیا۔ مگر ان بدبختوں نے اس احسان کا جو بدلہ دیا اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

غزوہ بنونضیر کا واقعہ قرآن کریم کی سورۃ حشر میں بیان ہوا ہے جو قریباً ساری کی ساری سورۃ اسی غزوہ کے متعلق ہے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 522 تا 528، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرت المہدیؑ از صفحہ 9

کپڑے میں سے کوٹوں کی وضع کے بعد میری صدری کے قابل کپڑا بچ جاوے۔ چنانچہ جب کپڑا بچ گیا تو میں حیران تھی۔ میرا دل صدری پہننے کو چاہتا تھا مگر زبان نہیں کھول سکتی تھی۔ پھر میں نے دعا کی اگر حضرت مرزا صاحب سچے ہیں تو میری صدری بن جائے اور ڈرتے ڈرتے اماں جی سے کہا کہ میں اس کی صدری بنالوں؟ یہ سن کر وہ سخت خفا ہونے لگیں کہ لڑکیاں بھی کبھی صدری پہنا کرتی ہیں؟ اس وقت بھائی صاحب پاس بیٹھے ہوئے تھے بول پڑے کہ کونسی شریعت میں لڑکیوں کو صدری پہننا منع ہے؟ اس پر والدہ صاحبہ نے وہ کپڑا میری طرف پھینک دیا۔ میں نے کاٹ کر کے شام تک اسکی صدری سی لی۔ جس میں دو جیب بنالئے تھے۔ جب اس کو پہنا تو خیال ہوا کہ جیب خالی نہ ہونا چاہئے اس پر پھر خیال آیا کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ سچے ہیں تو مجھے کہیں سے ایک روپیہ بھی مل جاوے۔ اللہ کریم نے اس کو بھی پورا کردیا۔ مجھے ایک روپیہ بھائی نے خود ہی دے دیا۔

(1339) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اہلیہ صاحبہ منشی نبی بخش صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’ہمارے ہاں سوہانجنے کا اچار بیٹھ جایا کرتا ہے۔‘‘ منشی نبی بخش صاحب نے کہا ’’میری بیوی سوہانجنے کا اچار بہت اچھا ڈالتی ہے‘‘ اس پر حضرت صاحب نے حضرت ام المومنین سے کہہ کر مجھ سے تین چار چاٹیاں اچار کی ڈلوائیں اور وہ بہت اچھا رہا۔

(1340) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب ہم آگرہ میں تھے وہاں ڈاکٹر صاحب مرحوم صبح کو اٹھے تو بہت گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اسی حالت میں ہسپتال اپنی ڈیوٹی پر چلے گئے جب دو بجے واپس آئے تو ویسے ہی پریشان سے تھے۔ پوچھا کہ کوئی خط حضورؑ کا قادیان سے آیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ حضرت اقدس کا خط کئی دن سے نہیں آیا۔ خدا کرے خیریت ہو۔ طبیعت بہت پریشان ہے۔ میں کھانا لائی تو آپ ٹہل رہے تھے کہا، دل نہیں چاہتا۔ جب حضرت صاحب کے خط کو دیر ہوجاتی تو ڈاکٹر صاحب بہت فکر کرتے اور گھبراہٹ میں ٹہلا کرتے اور کہتے خدا کرے حضورؑ کی صحت اچھی ہو۔ ابھی ٹہل رہے تھے کہ قادیان سے حضورؑ کا تار آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ حضرت اُم المومنین کی طبیعت خراب ہے۔ آپ ایک ہفتہ کی رخصت لے کر چلے آئیں۔ مجھے کہا، دیکھا میری پریشانی کا یہی سبب تھا۔ مجھے کہا کہ مجھے بھوک نہیں ہے۔ میرے واسطے سفر کا سامان درست کرو۔ میں صاحب سے رخصت لے آؤں۔ دعا کرنا کہ رخصت مل جاوے۔ ایک گھنٹہ کے بعد دس یوم کی رخصت لے کر قادیان چلے گئے۔ ان دنوں میں صاحبزادی امۃ الحفیظ سلمہا پیدا ہونے والی تھیں۔ اس لئے حضرت اُم المومنین کی طبیعت ناساز تھی۔ جب ڈاکٹر صاحب واپس آئے تو حبشی حلوہ جو حضرت اُم المومنین نے خود بنایا تھا، آپ کو راستہ میں ناشتہ کے واسطے دیا تھا، ساتھ لائے اور مجھے بطور تبرک کے دیا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

خونِ حسرت کے چند چھینٹے

لاہوری جماعت کی آج کوئی خبر نہیں ملتی، اب کوئی اس کا نام لیوا نہیں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ ابتدائی ایام میں انہیں کوئی خاص شان وشوکت حاصل رہی ہے۔ شروع سے ہی یہ بے بسی اور لاچارگی اور اختلافات کا شکار رہے ہیں، کیونکہ انہوں نے خلافت جیسی قیمتی متاع سے اپنا دامن چھڑا لیا تھا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اقبال کا ستارہ ہر روز ایک نئی شان کے ساتھ طلوع ہوتا، اور آپؓ کی قیادت میں جماعت ہر روز ترقی کی نئی شاہراہوں پر قدم رکھتی۔ لاہوری جماعت کی بیچارگی و بے بسی پر یہ دلچسپ نظم مندرجہ بالا عنوان سے الفضل میں شائع ہوئی تھی جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

آج سُن لیجئے کچھ مجھ سے بیانِ لاہور
محفلِ ناز میں تھے جمع بُتانِ لاہور

شکوۂ بُت شکنی کر رہے تھے آپس میں
تنگ، محمود کے حملوں سے ہے جانِ لاہور

شاہ صاحب نے تو سر پیٹ لیا اور کہا
اچھا ہونے کا نہیں یہ خفقانِ لاہور

شیخ جی بولے کہ قسمت ہی بُری تھی افسوس
سرد پڑنے لگی جلدی ہی دکانِ لاہور

صوفی صاحب نے کہا ، سیفیاں پڑھ پڑھ کے تھکے
گڑ گئی اپنے ہی سینے میں سنانِ لاہور

خان صاحب نے کہاں خوہ یہ قادیں والا
بڑھ گیا قُرق ہی کریگا مکانِ لاہور

مولوی نے کہا پڑھتے ہوئے انا للہ
بے نمک ہوگئی ہے آہ یہ نانِ لاہور

پیر فرتوت نے فرمایا کہ احبابِ کرام
کوئی لیتا نہیں میری یہ کمانِ لاہور

خواجۂ وقت پکارا کہ میں پہلے ہی سے
دوستو! چھوڑ چکا ہوں یہ جہانِ لاہور

ایک صاحب نے کہا ڈیم یہ شوری والا
یونہی دکھلاتا رہا سبز جنانِ لاہور

اک دریچے سے یہ حسرت بھری آواز آئی
ہائے کیوں مٹتی چلی جاتی ہے شانِ لاہور

ڈال کر ماتھے پہ بل کہنے لگا ان کا کبیرؔ
سخت ناکام رہا میرا زمانِ لاہور

شان مُرشد کی گھٹائی کہ بڑھے عالَم میں
شان میری کہ ہوں میں روح و روانِ لاہور

پیش کچھ بھی نہ گئی، ایسا نصیبہ اُلٹا
مجھ پہ غالب رہے وہ چند بلانِ لاہور

’’میرزا‘‘ کو جو نبی کہتے ہیں غالی بن کر
قادیان کو جو سمجھتے ہیں ’’امانِ لاہور‘‘

اِتنے میں آگیا محمود، زمن کا سرہنگ
دمبخود رہ گئے دشت سے بتانِ لاہور

جلسہ سالانہ تھا؟ یا جمع ہوئے تھے اکمل
قبر حرمان زدہ پر فاتحہ خوانِ لاہور

(مطبوعہ الفضل 15 فروری 1923ء)

وصـــایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11645: میں حافظ ابوالکلام ولد مکرم محمد وکیل میاں صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 25 دسمبر 1999 تاریخ بیعت اکتوبر 2015 موجودہ پتہ: بندواسنی گاؤں پالیکا پرسون بھاٹہ ضلع پرسہ بیرگنج نیپال مستقل پتہ: مہدیہ پوکھریہ رائے ضلع پچھمی چمپارن صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 9/اگست 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 7985 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اسرائیل احمد　　العبد: حافظ محمد ابوالکلام　　گواہ: یونس احمد

مسل نمبر 11646: میں محمد اکرام انصاری ولد مکرم قمر الہدیٰ انصاری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ لیبر تاریخ پیدائش 24 مئی 1988 تاریخ بیعت 2003 ساکن محلہ پرکاش نگر وارڈ نمبر 14 بیرگنج نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 9 اگست 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 15 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ہاشم احمد　　العبد: محمد اکرام انصاری　　گواہ: سلیم احمد

مسل نمبر 11647: میں ممنون خاتون زوجہ مکرم محمد اکرام انصاری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری پیدائشی احمدی ساکن پرکاش نگر بیرگنج وارڈ نمبر 14 ضلع پرمہ نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 9 جولائی 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 30 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رحمۃ اللہ احمد　　الامۃ: ممنون خاتون　　گواہ: سمۃ اللہ احمد

مسل نمبر 11648: میں میر رزاق علی ولد مکرم میر مصطفیٰ علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 2 ستمبر 1996 پیدائشی احمدی ساکن نرگاؤں ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 1 جنوری 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8824 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ارادت خان　　العبد: میر رزاق علی　　گواہ: سلیمان خان

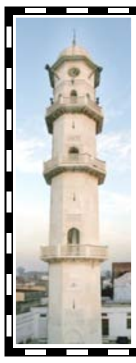

Love for All Hatred for None

99493-56387

Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL

TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE

Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)

طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

A. SAMSUL ALAM A. ABDUL RAHIM		Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones
TOONICE DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES	No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India	+91 9659389953 toonicegems@gmail.com
Al-Nida GEMS	No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India	+91 9042150339 alnidagems@gmail.com
HG GEMS HANIYAHANA GEMS CO., LTD.	No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand	+66 638751327 gemscertify22@gmail.com

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

صدرانجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

’’نظارت تعلیم‘‘ کے تحت تعلیمی ادارہ جات میں Male اساتذہ کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول میں فزیکل ایجوکیشن اور کمپیوٹر ٹیچر کی کچھ اسامیاں پُر کی جانی مطلوب ہیں۔ سلسلہ کی خدمت کا جذبہ اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت رکھنے والے خواہشمند اُمیدوار نظارت دیوان کی طرف سے مطبوعہ کوائف فارم پُر کر کے اپنی درخواستیں جمع کروا سکتے ہیں۔ اسامیوں کی تفصیل و شرائط درج ذیل ہیں۔

Computer Teacher

(1) Qualification: BCA/B.Sc(IT/CS/internet Science), B.Tech (IT/CS)

(2) اُمیدوار اُردو، انگلش، ہندی اور پنجابی ٹائپنگ جانتا ہو (3) متعلقہ مضمون میں گریجویشن (BCA/ B.Sc,B.Tech) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو، پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی۔

Physical Education Teacher

(1) B.A with Physical Education as an Elective subject / 3 year Graduation Course in Physical Education and B.P.Ed

(2) 4 years integrated Course of Bachelor of Physical Education from a recognised University

(3) متعلقہ مضمون میں 55% نمبرات ہوں اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔ پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی (4) اُمیدوار کی عمر 20 سال سے کم اور 40 سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر کی حد میں چھوٹ پر غور ہو سکتا ہے (5) صرف انہی اُمیدواران کی سلیکشن پر غور ہوگا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو میں کامیاب ہونگے اور نور ہسپتال کی طبی رپورٹ کے مطابق صحتمند ہوں گے (6) Selection کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (7) انٹرویو کیلئے قادیان بلانے کی صورت میں آمدورفت کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے (8) انٹرویو کی تاریخ کے تعلق سے بعد میں اطلاع دی جائیگی (9) مطبوعہ کوائف فارم، دفتر نظارت دیوان یا درج ذیل ایڈریس/Email سے حاصل کئے جا سکتے ہیں (10) درخواستیں تعلیمی قابلیت و تجربہ کی اسناد (Self Attested) کی نقول کے ساتھ نظارت دیوان میں اعلان ھٰذا سے دو ماہ کے اندر اندر پہنچ جانی چاہئیں (11) گزارہ الاؤنس و دیگر معلومات کیلئے درج ذیل ای میل و فون نمبرز پر دفتری اوقات کے دوران رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

اعلان برائے اسامی ڈرائیور صدرانجمن احمدیہ قادیان

شرائط

(1) امیدوار کی عمر 18 سال سے زائد اور 40 سال سے کم ہو (2) امیدوار کم از کم آٹھویں پاس ہو (3) اُمیدوار کے پاس کم از کم دس سال کا Valid ڈرائیونگ لائسنس موجود ہو اور دس سال ڈرائیونگ کا تجربہ ہو۔ ٹرینڈ ڈرائیور کو ترجیح دی جائیگی (4) اُمیدوار ڈرائیور کو درجہ دوئم کے برابر الاؤنس و دیگر سہولیات دی جائیں گی (5) امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (6) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (7) سفرخرچ قادیان آمدورفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ: تحریری امتحان، ڈرائیونگ ٹیسٹ و انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدرانجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور Pin. 143516

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 15- 22 - February - 2024 Issue. 7-8

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

پیشگوئی دربارہ مصلح موعودؓ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’بِاِلْھَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِعْلَامِہٖ عَزَّوَجَلّ خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَ عَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے مُوافِق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تَضَرُّعَات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کَلِید تجھے ملتی ہے۔ اَے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وَجِیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تُخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عَنْمَوَائِیْل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نُورُ اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عِطر سے مَمسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اَسیروں کی رَستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نُقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 100، اشتہار 20 فروری 1886ء)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad